الحمد للہ کہ درین مرتبہ چہارم بعد تصحیح مسائل وتطبیق عبارتِ اصل نسخۂ عربی واضافۂ حواشی جدید

باہتمام راجیِ غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان تربیت یافتہ خدمتِ والدِ معظم محمد مصطفےٰ خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب البیع

بیع کہتے ہین مال سے مال بدلنے کو اور وہ منعقد ہوتی ہی ایجاب اور قبول سے دونون ماضی کے صیغے سے ہون

ف جاننا چاہیے کہ حلت اور جواز بیع کا کلام اللہ سے ثابت ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا یعنی اللہ نے بیع کو حلال کیا اور بیاج کو حرام کیا اور روایت کی امام احمد نے مسند مین اور بزار نے رفاعہ بن رافع سے کہ پوچھے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کونسا کسب بہتر ہی فرمایا آپ نے کھانا مرد کا اپنے ہاتھ سے اور سب خرید و فروخت جو بھلی ہووے صحیح کیا اس حدیث کو حاکم نے اور روایت کی ابوداؤد و ترمذی نسائی ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے گروہ سوداگرون کے تحقیق کہ خرید اور فروخت مین لغو اور قسم ہوتی ہی تو ملا دو اسکو تم صدقے سے یعنی بیع مین اکثر بیکار باتین اور جھوٹی قسمین صادر ہو جاتی ہین تو اس گناہ کے اٹھانے کے لیے صدقہ دیا کرو اور مبعوث ہوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حال آنکہ لوگ خرید و فروخت کیا کرتے تھے تو اجماع ہو گیا اوسپر اور عقل بھی یہی چاہتی ہی کہ بیع جائز ہووے کیونکہ آدمی محتاج ہی کھانے کپڑے گھر کا تو اگر کھانے کے لیے کھیت کا جوتنا پھر اوسمین بیج بونا پھر اوسکا سینچنا اور حفاظت کرنا پھر کھیت کاٹنا اور اناج کا صاف کرنا پھر پیسنا اور خمیر کرنا اور روٹی کا پکانا سب اوسکی ذات سے متعلق ہووے تو اوس سے ہرگز نہو سکے گا اور اسیطرح کپڑے مین روئی کے درخت بونا اور اوسمین سے روئی نکالنا اور کاتنا اور بننا یہ سب کام اوس سے بذات خاص ممکن نہین اسواسطے ضرور ہوا کہ اپنی حاجت روائی کے لیے کچھ خرید کرے اور کچھ آپ کرے کیونکہ اگر خرید نہوتی تو یا دوسرے کی چیز کو زبردستی چھین لیتا یا بھیک مانگتا یا صبر کر کے بیٹھ رہتا اور ہر طرح خرابی ہی کذا فی الفتح اور دونون طرف مال کی قید اسواسطے لگائی کہ جو چیز مال نہین ہی مثلاً شخص آزاد یا آگ تو اوسکی بیع جائز نہین اور ایجاب کہتے ہین اوس بات کو جو پہلے کہی جاوے اور قبول جو اوسکے جواب مین دوسرا کہے مثلاً اگر پہلے بائع نے کہا مین نے بیچا بعد اوسکے مشتری نے کہا مین نے خریدا تو بائع کا قول ایجاب ہوا اور مشتری کا قول قبول اور جو پہلے مشتری نے کہا مین نے خریدا بعد اوسکے بائع نے کہا مین نے بیچا تو مشتری کا قول ایجاب ہوا اور بائع کا قول قبول اور یہ بھی شرط ہی کہ دونون

لفظ ماضی کے صیغے ہوں یعنی بیع کے ثبوت پر دلالت کریں تو اگر مشتری نے صیغۂ امر کہا یعنی بیچ میرے ہاتھ اور بائع نے کہا بیچا
تو ابھی بیع صحیح نہوگی جب تک پھر مشتری نہ کہے خریدا **فتح ص** اور رضامندی کی قید بیع میں سو اسواسطے لگائی کہ بیع مکرہ
کی یعنی جس پر زبردستی کیجائے مال بیچنے پر منعقد ہے **ف** اور اسکا بیان کتاب الاکراہ میں آویگا **ص** اور بیع بھی
جائز ہو جاتی ہے اسطرح کہ بائع اپنی چیز مشتری کو اوٹھا کر دیدے اور مشتری دام اوسکے حوالہ کرے اور زبان سے کچھ نکہیں اور
اسکو بیع تعاطی کہتے ہیں اور جائز ہے یہ عمدہ و نفیس چیزوں میں اور ذلیل چیزوں میں بھی اور کرخی رح کے نزدیک یہ خسیس یعنی ذلیل
چیزوں میں جائز ہے اور عمدہ نفیس چیزوں میں جائز نہیں [یعنی بیع تعاطی ۱۲] **ف** ذلیل چیزیں ہلکی قیمت کی جیسے ترکاری گھانس وغیرہ اور
نفیس بھاری قیمت کی چیزیں جیسے کپڑا گھوڑا وغیرہ **ص** اور بیع تعاطی میں شرط ہے کہ دونوں جانب سے ہووے اور بعضوں کے
نزدیک ایک جانب سے بھی اگر ہووے تو بھی جائز ہے جیسے گیہوں کا نرخ کیا اور مشتری کے پاس کوئی ظرف نہ تھا کہ
اوسمیں گیہوں رکھکر لیجاوے بعد اوسکے ظرف لایا اور قیمت حوالے کی اور گیہوں اوٹھا لیگیا **ف** تو اسمیں
تعاطی صرف مشتری کی جانب سے ہوئی **ص** یا پوچھا کہ گیہوں کیونکر بیچتا ہے تو اوس نے کہا ایک پیمانہ ایک درہم کو
اور وہ پانچ پیمانے نپوا کے لے گیا تو یہ بیع ہو گئی اور مشتری پر پانچ درہم لازم ہونگے **ف** تو اسمیں تعاطی صرف بائع
کی طرف سے ہوئی لیکن بیع تعاطی میں بہرحال شرط ہے کہ کسی جانب سے ناراضمندی ظاہر نہو جیسے مثلاً اگر مشتری بیچ روٹی
بیلیے اور خربوزے اوٹھائے لیتا ہے اور بائع کہتا ہے کہ میں اس قیمت پر نہ دونگا تو بیع منعقد نہوگی **ذخیرۃ ص**
پھر جبکہ ایک نے ایجاب کیا تو دوسرا قبول کرے اوسکو اوسی مجلس میں **ف** یعنی مجلس ایجاب میں اسواسطے کہ بعد مجلس ایجاب کے قبول کرنے سے
بیع ثابت نہوگی یہانتک کہ اگر بائع ایجاب کے بعد دوسرے آدمی سے اپنی کسی حاجت میں کلام کریگا تو ایجاب باطل ہوگا کذا فی البحر
طحطاوی نے لکھا ہے کہ مجلس سے وہ مراد ہے جسمیں وہ قول و فعل نہ پایا جاوے جو اعراض پر دلالت کرے اور وہ مشغولی نہ درپیش ہووے
جو ایجاب کو فوت کر دیوے اگرچہ اعراض کے واسطے نہو کذا فی النہر تو اگر اعراض یا مشغولی مذکورہ پائی جاویگی تو ایجاب مذکور باطل
ہو جاویگا اگرچہ بائع اور مشتری کا مکان نشست متحد رہے نہ بدلے **ص** یعنی کل مبیع کو ساتھ کل قیمت کے لیوے یا کل کو چھوڑ دے
مگر جب کئی چیزیں ہوں اور ہر ایک کی بائع الگ الگ قیمت بیان کرے تو بعض کا لے لینا مشتری کو جائز ہے اور جبتک دوسرے نے قبول
نہیں کیا ہے تو ایجاب کرنیوالا اگر پھر گیا یا کوئی اوس مجلس سے کھڑا ہو گیا تو ایجاب باطل ہو جاویگا **ف** اسواسطے کہ کھڑے ہو جانا دلیل
نہ لینے کی ہے **ص** اور جب ایجاب و قبول دونوں پائے گئے تو بیع لازم ہو گئی اب کسیکو اختیار نہیں مگر خیار عیب یا خیار رویت **ف** یعنی
جب ایجاب و قبول اپنے شرائط کے ساتھ حاصل ہوا تو بیع لازم ہو گئی اب لینے کا اختیار مشتری کو نہیں رہا اور نہ دینے کا بائع کو اختیار
رہا سوای اختیار عیب کے یا رویت کے کہ اون دونوں کا بیان آگے آویگا اور امام شافعی رح کے نزدیک بعد ایجاب و قبول کے خیار مجلس ہے کہ
رہتا ہے جبتک مجلس نہ بدلے دلیل شافعی رح کی وہ حدیث ہے جسکو روایت کیا بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب دو مرد خرید و فروخت کریں تو ہر ایک اختیار رکھتے ہیں جب تک کہ جدا نہوں اور تاویل کی اسکی ابراہیم نخعی نے ساتھ جدائی اقوال کے اور دلیل ہماری
قول ہے اللہ تعالی کا یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اے ایمان والو پورا کرو عقدوں کو اور بیع بھی عقد ہے قبل اختیار کے
اور قول اللہ تعالی کا وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ یعنی گواہ کرلو جب باہم بیع کرو تو اس آیت میں حکم ہوا مضبوطی بیع کا ساتھ گواہی کے

اور بیع صادق آتی ہے بعد ایجاب و قبول کے تو اگر اختیار ثابت ہوا اور بیع لازم نہو تو ان آیتوں کا ابطال ہوتا ہے قطع دوسری دلیل مسلم کی یہہ کہ جابر رضی نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اختیار دیا ایک اعرابی کو بعد بیع کے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد بیع خیار مدکم ثابت نہیں ہوتا ص اور دام اگر سامنے ہون کہ مشتری اوسکی طرف اشارہ کر دیوے تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہیں اور اگر اشارہ نکیے تو اونکی تعداد اور وصف بیان کرنا چاہیے ف یعنی اگر قیمت کی رقم سامنے موجود ہو کہ اوسے مشتری اشارہ کر کے کہے مین ان داموں کے عوض یہہ چیز لیتا ہوں تو ضرورت بیان اونکے تعداد اور اوصاف کی نہیں اور اگر اشارہ نکیے تو اونکی تعداد کہ دس ہین یا بیس اور اوصاف یعنی سکہ شاہی یا عالمگیری مثلاً بیان کرنا ضرور ہے ص اور درست ہے نقد داموں بیچنا اور اودھار بیچنا بشرطیکہ اودھار کی مدت معلوم ہووے ف مثلاً کہدیوے کہ ایک ماہ مین اسکے روپئے دونگا اسواسطے کہ مدت اگر معلوم نہوگی تو مشتری اور بائع مین جھگڑا ہوگا بائع دام جلدی طلب کریگا اور مشتری دیر مین دیگا اور دلیل اسکے جواز کی یہہ ہے کہ قول اللہ تعالی کا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا مطلق ہے اوسمین یہہ قید نہین کہ دام نقد دیوے اور روایت کی بخاری مسلم نے حضرت عایشہ رضی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غلہ خریدا ایک یہودی سے میعاد پر اور گرو کر دی اوسکے پاس زرہ اپنی ص اور اگر بیع مین دام کے اوصاف ذکر نکیجیے ف مثلاً دس درہم کا نام لیا اور یہہ نہ کہا کہ مصری ہے یا دمشقی ص تو اگر اوس دام کی سب قسمین قیمت مین برابر ہون تو جونسی قسم چاہیے دیوے اور اگر قیمت ہر ایک کی مختلف ہو تو جسکا رواج زیادہ ہو وہ دینا پڑیگا اور اگر رواج مین برابر ہون اور قیمت مین مختلف تو بیع فاسد ہو جاویگی مگر جو مقرر کر دیوے ایک قسم کو ف اسواسطے کہ اس صورت مین بائع اور مشتری مین نزاع ہوگی بائع اوس قسم کا دام مانگیگا جو قیمت مین زیادہ ہو اور مشتری کم قیمت دیگا ص اور جائز ہے بیچ کھانے کی چیزونکی جیسے گیہون وغیرہ پیمانے مین ناپ کر اور ڈھیر لگا کر اگر غیر جنس ہو ف مثلاً غلہ عوض مین روپئے یا اشرفی یا پیسون کے بیچے یا گیہون بدلے مین چاول کے یا جو کے اور اگر ایک جنس ہے جیسے مثلاً گیہون بدلے مین گیہون کے تو ڈھیر لگا کر بیچنا درست نہین اسواسطے کہ اسمین احتمال ہے زیادتی کا اور زیادتی اسمین بیاج ہے اسواسطے کہ روایت کی عبادہ بن صامت رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچو سونا بدلے سونے کے اور چاندی بدلے چاندی کے اور گیہون بدلے گیہون کے اور جو بدلے جو کے اور کھجور بدلے کھجور کے اور نمک بدلے نمک کے برابر برابر ہاتھ سے اور جب مختلف جنس ہون تو جس طرح چاہو بیچو مگر دست بدست ص اور ایک برتن خاص یا معین باٹ سے ناپ تول کر بیچنا درست ہے اگرچہ اوسکا اندازہ معلوم نہو اور اگر اناج کا ڈھیر صاع پیچھے ایک درہم ٹھہرا کر بیچے تو صرف ایک صاع کی بیع ہوگی کل ڈھیر کی نہوگی مگر جتنے صاع ہین سب کا ذکر کر دیوے مثلاً یون کہے کہ بیچا مینے یہہ ڈھیر اناج کا کہ دس صاع ہے ہر صاع بدلے مین ایک درہم کے ف اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین کل ڈھیر مین بیع جائز ہو جاویگی اور صاع ایک پیمانہ کا نام ہے جسمین تو لیجیے پنے چار سیر اناج سماتا ہے اسی روپے کے سیر سے ص اور اگر بکریونکا گلہ یا کپڑے کا تھان اور ہر بکری یا گز بیچے درہم ٹھہرا کر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی ف یعنی ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہوگی اسواسطے کہ یہان افراد بکری کے مختلف ہین کیونکہ مشتری موٹی بکری لیگا اور بائع دبلی دیگا بخلاف اناج کے کہ وہ سب ولیسے ہی ہین اور صاحبین کے نزدیک اسمین بھی جائز ہوا اور یہہ مسالہ اوس کپڑے مین ہے جسمین ایک گز جدا کرنا موجب نقصان کا ہووے اور جو نہو ویسے تو امام صاحب کے نزدیک بھی جائز ہوگی منہ ص اور یہی حکم ہے سب معدودات متفاوت مین ف یعنی جو چیزین

شمار کرکے بیچی جاتی ہیں اور افراد اوسکے بڑائی چھوٹائی میں مختلف ہیں جیسے خربوزہ انار وغیرہ **ص** اور اگر بائع نے ایک ڈھیر اناج کا بیچا یہ کہا کہ سو صاع ہیں سو درہم کے اور وہ ننانوے نکلے تو مشتری چاہے ننانوے درہم کو لے یا راضی نہو تو واپس کر دے اور جو سو سے زیادہ نکلیں تو وہ بائع کا ہے اسواسطے کہ اوسنے صرف سو صاع بیچے تھے اور اگر ایک کپڑے کے تھان کو اسطرح بیچا **ف** یعنی مثلاً کہا کہ یہ دس گز ہے دس روپیہ کا **ص** اور وہ ایک گز کم نکلا تو مشتری چاہے سارے تھان کو دس روپیہ کو لے لیوے خواہ سارا پھیر دیوے اور جو زیادہ نکلا تو وہ مشتری کا ہے اور بائع کو اختیار نہیں کہ جتنا چاہے کاٹ لے اور جاہے تو مشتری کو یہ نہیں پہونچتا کہ نو کو لے لیوے اور دلیل اسکی اصل کتاب میں مذکور ہے **ص** اور اگر تھان کی قیمت میں بائع نے یوں کہدیا کہ یہ دس گز ہے دس روپیہ کو فی گز ایک روپیہ کو تو اب اگر ایک گز کم نکلا تو مشتری کو پہونچتا ہے کہ جتنے کو ملا اوسی کو لیلیا یا واپس کر دیا اور ایسا ہی ہے اگر زیادہ نکلا **ف** مثلاً ایک گز کم نکلا تو نو روپیہ کو لے سکتا ہے اور اگر ایک گز زیادہ نکلا تو گیارہ کو لیسکتا ہے اور دونوں صورتوں میں مشتری کو اختیار ہے فسخ بیع کا اور اگر ساڑھے نو گز نکلا یا ساڑھے دس گز تو اوسکا حکم آگے آتا ہے **ص** اور اگر ایک گھر سو گز کا ہے اوس میں سے دس گز زمین بیچی جسکی جگہ معلوم نہو تو بیع فاسد ہے اور اگر مکان کے سو حصے ہوں اون میں دس حصے بیچے تو جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں درست ہے **ف** اور دلیل سب کی ہدایہ میں مسطور ہے **ص** اور اگر ایک گٹھری اس شرط پر بیچی کہ اوس میں دس تھان ہیں اور اوس میں کم زیادہ نکلے تو دونوں صورتوں میں بیع فاسد ہے اور اسی صورت میں اگر ہر ہر تھان کے دام کہدے تو جب دس سے کم نکلیں بیع صحیح ہوگی اور مشتری کو اختیار ہے چاہے حصہ دام دیکر لیلیوے یا پھیر دیوے اور اگر دس سے زیادہ نکلیں تو بیع فاسد ہوگی اسلیے کہ اس صورت میں معلوم نہیں کہ دس تھان جو بکے ہیں کونسے ہیں اور اگر ایک تھان کو بیچا اس شرط پر کہ دس گز ہے ہر گز ایک درہم کو اور وہ ساڑھے دس گز نکلا تو مشتری دس درہم کو لیلیوے بغیر اختیار کے **ف** یعنی اوسکو پھیر دینے کا اختیار نہیں ہے اسواسطے کہ اس زیادتی میں مشتری کا نفع ہے کچھ نقصان نہیں **ص** اور اگر ساڑھے نو گز نکلا تو نو روپیہ کو لے لیوے اگر چاہے اور چاہے کل پھیر دیوے اور یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک اگر مشتری چاہے تو اول صورت میں گیارہ روپیہ کو لیوے اور دوسری صورت میں دس کو اور امام محمد کے نزدیک اگر مشتری چاہے تو اول صورت میں ساڑھے دس روپیہ کو اور دوسری صورت میں ساڑھے نو کو لے لیوے **ف** در مختار میں لکھا ہے کہ فتوی امام صاحب کے قول پر ہے لیکن بہت علمائے بخارا نے قول امام محمد کا اختیار کیا ہے اسواسطے قاضی کو اختیار ہے جس روایت پر فتوی دے دے سکتا ہے **ص** صحیح ہے بیچنا گیہوں کا بالی میں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک ایک قول میں ناجائز ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچنے گیہوں کے بالی میں یہانتک کہ سفید ہوجاوے اور محفوظ ہوجاوے آفت سے روایت کیا اسکو جماعت نے سوای بخاری کے **ص** اور اسیطرح بیچنا باقلا اور چانول کا اور تل کا چھلکوں میں اور اسیطرح اخروٹ اور بادام اور پستے کا پہلے چھلکوں میں یعنی اوپر کے پوست میں اور امام شافعی کے نزدیک درست نہیں اور دوسرے چھلکوں میں یعنی اندر کے پوست میں بالاتفاق جائز ہے اور پھل کا بیچنا درخت پر خواہ وہ کار آمد ہوگیا ہو یعنی کھانے کے قابل ہوگیا ہو یا نہوا ہو درست ہے اور مشتری پر اوسکا توڑ لینا واجب ہے **ف** اور دلیل اسکی فتح القدیر میں ہے **ص** اور اگر مشتری نے یہ شرط لگائی کہ میں ان پھلوں کو درخت پر رہنے دونگا تو بیع فاسد ہوگی جیسے پھل درخت پر بیچے اور کچھ باطل ہے بیع نکال لیے **ف** مثلاً یہ کہا کہ یہ پھل اس درخت کے بیچتا ہوں مگر چار سیر ان میں سے لے رکھونگا اونکو

نہ بیچون گا تو بیع ناجائز ہو اور ہدایہ اور در مختار میں ہے کہ باعتبار ظاہر روایت کے جائز ہے اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ منع کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع میں کچھ نکال لینے کو مگر یہ کہ معلوم ہو یعنی معین کر دے کہ اسمین سے اسقدر نہیں بیچونگا روایت کیا اسکو ترمذی نے ص اور
بیع میں مزدوری ناپنے والے اور تولنے والے اور گننے والے اسباب کی بائع پر ہے اور مزدوری قیمت تولنے والے اور پرکھنے والے کی مشتری پر ہے
ف اور ایک روایت میں روپیہ پرکھنے والے کی اجرت بائع پر ہے لیکن صحیح اول ہے خلاصہ ص اور اگر اسباب کے بدلے روپیہ اشرفی کے خریدا
تو پہلے مشتری کو حکم ہوگا کہ قیمت حوالہ کرے بعد اسکے بائع کو اور اگر اسباب کو بدلے میں اسباب کے یا روپیہ اشرفی کو بدلے میں روپیہ اشرفی کے
خریدا تو دونوں کو حکم ہوگا کہ معاً ایک دوسرے کو دیوین

باب الخیار

ف یعنی جائز رکھنے کے بیان میں خواہ بائع کو اختیار ہو یا مشتری کو یا دونوں کو ص بائع اور مشتری دونوں کو خواہ ایک کو تین دن کا
یا اس سے کم کا اختیار درست ہے اور اس سے زیادہ کا درست نہیں ف اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے ایک مدت معلوم تک جیسے ایک یا تین
دن کا ہو خواہ ایک مہینے کا یا ایک برس کا اور اس اختیار کو خیار الشرط کہتے ہیں دلیل امام صاحب کی وہ حدیث ہے جسکو روایت کیا
دارقطنی اور بیہقی نے کہ حبان بن منقذ بن عمرو انصاری دھوکا دیے جاتے تھے خرید و فروخت میں تو فرمایا واسطے انکے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب سودا کرے تو تو کہہ نہیں فریب ہے اور مجھے اختیار ہے تین دن تک اور روایت کی عبد الرزاق نے ابان بن
ابی عیاش سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص نے خریدا ایک اونٹ اور شرط کی اختیار کی چار دن تک تو باطل کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بیع کو اور فرمایا کہ اختیار تین دن تک ہے لیکن ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے مگر وہ صالح ہے اور روایت کی دارقطنی
نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار تین دن تک ہے اور اسکی اسناد میں احمد بن میسرہ منکر
الحدیث ہے اور صاحبین کی دلیل صاحب ہدایہ نے بیان کی ہے کہ ابن عمر نے جائز رکھا اختیار کو دو مہینے تک اور اس اثر کا کتب حدیث میں
نشان نہیں ملتا ص تو اگر بیع ہوئی اور تین دن سے زیادہ کا اختیار شرط ہوا تو امام صاحب اور زفر کے نزدیک بیع فاسد ہے اور
صاحبین کے نزدیک جائز ہے پھر اگر تین دن کے اندر انھوں نے اجازت دیدی ف یعنی بیع کو نافذ اور لازم کر دیا ص تو امام صاحب کے
نزدیک جائز ہو جاویگی اور امام زفر کے نزدیک جائز نہ ہوگی ف اور فتوی امام صاحب کے قول پر ہے ص اور جو اس شرط پر خریدا
کہ اگر تین دن تک دام نہ دونگا تو بیع نہ ہوگی تو یہ شرط جائز ہے اور چار دن کی اگر قید لگا دیگا تو درست نہ ہوگی نزدیک شیخین کے اور امام
محمد کے نزدیک درست ہوگی لیکن چار دن کی قید لگا کر اگر تین دن کے اندر قیمت ادا کر دیگا تو سب کے نزدیک بیع درست ہو جاویگی
مسئلہ بائع کا اختیار شئ مبیع کو ملک بائع سے نہیں نکالتا بلکہ وہ شئ مدت خیار تک بائع کی ملک میں رہتی ہے تو اگر بائع کے
اختیار کی صورت میں وہ شئ مشتری کے پاس تلف ہو گئی تو مشتری پر قیمت اوس شئ کی لازم آویگی نہ ثمن ف ثمن اسکو
کہتے ہیں جو بائع اور مشتری کے درمیان ٹھہری ہو اور قیمت جو اوسکا نرخ بازار ہو مثلاً ایک کپڑا زید نے عمرو سے چار
روپے کو خریدا تو چار روپے ثمن ہے اب بازار میں اوسکی قیمت تین حال سے خالی نہیں یا چار روپے ہیں یا کم و بیش اول صورت میں ثمن
اور قیمت مقدار میں مساوی ہیں اور دوسری صورت میں ثمن زیادہ اور قیمت کم ہے اور تیسری صورت میں ثمن کم اور قیمت
زیادہ ہے اور اس مسئلے کی مثال یہ ہے کہ زید نے عمرو کے ہاتھ ایک کپڑا چار روپے کو بیچا اس شرط پر کہ زید نے اپنے واسطے تین دن کا اختیار

رکھا کہ اس غرض سے مین چاہون تو کپڑا پھیر لون یا اوسکی ثمن لے لون اور عمرو وہ کپڑا لیکر چلا گیا بعد اوسکے اندر مدت خیار کے وہ کپڑا
عمرو کے پاس تلف ہوگیا تو عمرو پر چار روپئے ثمن کے لازم نہ آوینگے بلکہ جو کچھ اوس کپڑے کی قیمت از روی نرخ بازار ہووے
وہ دینا پڑیگی اسلیے کہ جب بائع نے خیار کیا تو وہ کپڑا اوسی کی ملک مین رہا تو گویا ابھی بیع ہوئی نہین اور مشتری اوسکو بقصد
خریداری لیگیا ہی اور اوسمین قیمت لازم آتی ہی **ص** اور مشتری کو اگر خیار ہوگا تو وہ شی بائع کی ملک سے نکل جاتی ہی لیکن مدت کے
اندر مشتری کی بھی ملک مین نہین آتی امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک بائع کی ملک سے نکل کر مشتری کی ملک مین آجاتی ہی پس صورت مین اگر
وہ شی مشتری کے پاس تلف ہوگئی یا عیب دار ہوگئی تو مشتری پر ثمن لازم آویگی **ف** تو حاصل کلام یہ ہی کہ اگر بائع
کو اختیار ہووے اور وہ شی مشتری کے پاس تلف ہوجاوے تو اوسکو قیمت دینی پڑیگی اور اگر مشتری کو اختیار ہووے اور
وہ شی اوسکے پاس تلف یا عیب دار ہوجاوے تو ثمن دینی پڑے گی **ص** اگر ایک شخص نے اپنی منکوحہ لونڈی کو اوسکے مالک
سے خرید الشرط خیار تو امام صاحب کے نزدیک نکاح نہین فاسد ہوگا مدت خیار مین اسواسطے کہ اونکے نزدیک جب مشتری کو
خیار ہووے تو وہ شی ملک مین مشتری کے نہین آتی اور صاحبین کے نزدیک فاسد ہوجاویگا اسواسطے کہ وہ اوس لونڈی کا
مالک ہوگیا اور اگر بعد خرید نے کے مدت خیار مین جماع کیا اوس سے وطی کی اور وہ لونڈی ثیبہ ہی تب بھی پھیر سکتا ہی اور اگر بکر ہی تو نہین
پھیر سکتا ہی نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک خواہ بکر ہو یا ثیبہ کسی صورت مین نہین پھیر سکتا **ف** اور وجہ اوسکی ظاہر ہی
اور آگے اور آٹھ مسئلے بیان کیے ہین وہ سب مبنی اوسی بات پر ہین کہ خیار مشتری مین امام صاحب کے نزدیک وہ شی ملک مشتری مین نہین آتی
اور صاحبین کے نزدیک ملک مین مشتری کے آجاتی ہی **ص** اگر مشتری نے ایک غلام بشرط خیار خریدا اور وہ اوسکا قریب نکلا **ف**
یعنی ذو رحم محرم جسکا بیان کتاب الاعتاق مین ہوچکا **ص** تو امام صاحب کے نزدیک مدت خیار مین وہ آزاد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد
ہوجاویگا اور اگر کسی نے یہ قسم کی کہ اگر مین کسی غلام کا مالک ہون تو وہ آزاد ہی اور پھر ایک غلام بشرط خیار خریدا تو امام صاحب کے نزدیک
مدت خیار مین وہ آزاد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہوجاویگا **ف** اور اگر یہ قسم کھائی تھی کہ مین کسی غلام کو خریدون تو وہ آزاد ہی تو بھی
خریدنے سے آزاد ہوجاویگا سبکے نزدیک **هدایه** **ص** اور جس لونڈی کو بشرط خیار خریدا تو مدت خیار مین جو اوسکو حیض آویگا وہ استبرا
مین شمار نہوگا اور صاحبین کے نزدیک شمار ہوگا اور اگر پھر اوسکو بائع پر رد کردیا تو بائع پر بعد قبضے کے استبرا واجب نہوگا امام صاحب کے نزدیک
اور صاحبین کے نزدیک واجب ہوگا اور اگر اپنی منکوحہ لونڈی حاملہ کو اوسکے مالک سے بشرط خیار خریدا اور مدت خیار مین وہ جنی بعد بائع کے تو امام صاحب کے
نزدیک وہ ام ولد نہوگی اور اوسکو پھیر سکتا ہی اور صاحبین کے نزدیک مشتری کی ام ولد ہوجاویگی تو اب نہین پھیر سکتا ہی اور اگر مشتری نے ایک شی کو
بشرط خیار خریدا اور اوسپر قبضہ کیا اذن بائع سے بعد قبضے کے پھر وہی شی بائع کے پاس امانت رکھدی اور بائع کے پاس تلف ہوگئی مدت خیار مین
تو امام صاحب کے نزدیک بائع کا مال ہلاک ہوگا واسطے رد ہونے قبضے کے بسبب رکھنے اور بجہت نہونے ملک کے اور مشتری پر اوسکی ثمن
لازم نہ آویگی اور صاحبین کے نزدیک مشتری کا مال ہلاک ہوگا اور اوسپر ثمن لازم ہوگی اور اگر عبد ماذون **ف** یعنی جسکو مولی
نے اذن تجارت کا دیا ہووے **ص** ایک شی بشرط خیار خریدی بعد اوسکے بائع نے ثمن اوسکو معاف کردیا تو امام صاحب
کے نزدیک خیار اوسکا باقی ہی یعنی چاہے رکھے یا بائع کو پھیر دیوے اور صاحبین کے نزدیک خیار باطل ہوگا اور اگر ایک
ذمی نے ایک ذمی سے شراب خریدی بشرط خیار پھر بعد اوسکے خریدار مسلمان ہوگیا تو صاحبین کے نزدیک خیار اوسکا باطل ہوگیا

یعنی اب اُسکو پھیر نہین سکتا اور نہ لازم آویگا تملیک خمر اور مسلم نہین مالک ہوتا تملیک خمر کا اور امام صاحب کے نزدیک باطل ہو گی بیع اسلیے کہ اگر بیع باقی ہے تو در صورت اسقاط خیار مالک ہوگا خمر کا مشتری مسلم اور مالک ہونا خمر کا مسلم کو جائز نہین ہے آٹھہ مسئلے ثمرات اختلاف کے ہین اور جس شخص کو اختیار ہے وہ جائز اور تمام کر سکتا ہے معاملہ کو اگرچہ طرف ثانی اوسوقت حاضر نہووے اور فسخ نہین کر سکتا جبتک طرف ثانی حاضر نہووے اور امام ابی یوسف رح اور شافعی رح کے نزدیک فسخ بھی کر سکتا ہے بے اوسکے حضور کے اور اگر جس شخص کو اختیار تھا اوسنے فسخ کیا پیٹھ پیچھے طرف ثانی کے اور مدت خیار مین طرف ثانی کو خبر فسخ کی پونہچی تو معاملہ فسخ ہو جاویگا اور اگر مدت خیار مین اوسکو خبر فسخ کی نہین پونہچی تو معاملہ تمام ہو جاویگا اور جس شخص کو خیار العیب یا خیار التعیین ہووے اور وہ مر جاوے تو اوسکے وارث کو بھی خیار رہیگا اور اگر اوسکو خیار الشرط یا خیار الرویۃ تھا اور وہ مر گیا تو اوسکے وارث کو نہوگا **ف** خیار الشرط تو معلوم ہوا اور خیار الرویۃ اسے کہتے ہین کہ بن دیکھے ایک چیز خریدی اور دیکھنے کے بعد وہ پسند نہ آئی تو اس صورت مین مشتری کو اختیار ہی پھیر دینے کا اور خیار العیب یہ ہے کہ بعد خریدنے اور قبضہ کرنے کے بیع مین کوئی عیب نکلا تو اس مین بھی پھیرنے کا اختیار ہوتا ہے اور خیار التعیین یہ ہے کہ مثلاً دو غلامون مین سے ایک کو خریدا اس شرط پر کہ جو پسند آویگا ہزار کو لے لیونگا اور پھر وہ شخص مر گیا تو اوسکے وارث کو بھی اختیار معین کر سکنے لینے کا باقی رہیگا **ص** اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرے **ف** مثلاً کہے کہ زید اگر پسند کریگا تو بیع منعقد ہوگی ورنہ نہوگی **ص** تو درست ہے اور اس صورت مین جو بیع کو جائز یا فسخ کریگا درست ہوگا اور اگر ایک جائز رکھے اور دوسرا فسخ کرے تو پہلے والے کی بات معتبر ہوگی اور اگر دونو کی باتین معًا ہووین تو بیع فسخ ہو جاویگی اور اگر دو غلامونکو ساتھ بیچا اس شرط پر کہ ایک غلام مین مجھے اختیار ہے تو اگر ہر ایک کی قیمت جداگانہ بیان کر دی ہے اور جس غلام مین اختیار ہے اوسکو معین کر دیا تو بیع جائز ہے ورنہ فاسد ہے **ف** مثلاً قیمت جداگانہ نہ بیان کی اور محل خیار معین نہ کیا یا قیمت جداگانہ بیان کی لیکن محل خیار معین نہ کیا یا محل خیار معین کیا لیکن قیمت جداگانہ بیان نہین کی **ص** اور اگر دو یا تین کپڑون مین سے ایک خریدا اس شرط پر کہ جسکو چاہیگا معین کر لیگا تین دن مین صحیح ہے اور جو شرط معین کرنیکی نہین کی تو جائز نہین اور جو ایک کو چار کپڑون مین سے اسی شرط پر خریدا تو جائز نہین **ف** یعنی اگر چار کپڑون مین سے ایک کو خریدا اس شرط پر کہ تین دن مین ایک پسند کر کے لے لونگا تو جائز نہین کیونکہ یہ بیع خلاف قیاس ہے جائز ہوئی ہے نظر حاجت کے طرف دفع غبن کے اور تین کپڑون سے حاجت مندفع ہو جاتی ہے اسواسطے کہ غالبًا ایک عمدہ ہوگا ایک اوسط ایک ناقص تو چار کی ضرورت نہین **ص** اور اگر ایک گھر خریدا بشرط خیار بعد اوسکے مدت کے اندر ایک اور گھر قریب اوس گھر کے بکا اور اوس نے شفعہ کی راہ سے اوسکو لیا تو دوسرے گھر کا لینا رضامندی شمار کیجاویگی پہلے گھر کی خرید مین **ف** اسواسطے کہ اگر پہلے گھر کی خرید کو تمام نکرتا تو دوسرے گھر مین شفعہ کا دعوی کب ہوسکتا ہے **ص** اور اگر دو شخصون نے ملکر ایک چیز مول لی بشرط خیار اور ایک اون مین سے راضی ہو گیا تو دوسرا بھی واپس نہین کر سکتا یعنی اوسکا حق جاتا رہا اسلیے کہ جو وہ پھیر دیگا تو مبیع عیبدار ہو جاویگی تقسیم کے اور اسمین ضرر بائع کا ہے اور اسیطرح خیار العیب و خیار الرویۃ مین **ف** یعنی دو شخصون نے ملکر خریدا بعد اوسکے عیب نکلا ایک راضی ہو گیا تو دوسرا اگرچہ ناراض ہے پھیر نہین سکتا یا بن دیکھے دونون نے خریدا بعد دیکھنے کے ایک راضی ہوا تو بھی دوسرا جو ناراض ہے نہین پھیر سکتا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین جو ناراض ہے رد بیع کر سکتا ہے **ص** اور اگر ایک غلام کو خریدا اس شرط پر کہ نان پز ہے یا نویسندہ ہے اور اوسکے خلاف نکلا تو مشتری چاہے کل ثمن کو لے لیوے یا پھیر دیوے اسلیے کہ یہ امور اوصاف ہین انکے عوض مین ثمن مین نقصان نہوگا

ص فصل خیار رویت کے بیان مین

ف یعنی دیکھنے کے اختیار کے بیان مین ص جس چیز کو مشتری نے ندیکھا ہوا وسکا خرید لینا درست ہی اور جب اوسکو دیکھے تو اختیار ہی چاہے اوسی دامون کو خرید لیوے یا واپس کردیوے اگرچہ قبل دیکھنے کے راضی ہوچکا ہو اوسکے لیے حق فسخ ہے ف اور اسکی کوئی مدت مقرر نہین تو جانناہی واسطے اوسکے فسخ بیع تمام عمر تک ص جب تلک کہ بعد دیکھنے کے کوئی بات ایسی کہے یا کوئی فعل ایسا کرے جو دلالت کرتا ہو رضامندی پر ف اور بعضون کے نزدیک موقت ہی بوقت امکان فسخ یعنی جب دیکھکے قادر ہو فسخ پر اور فسخ نکرے تو خیار ساقط ہوجاتا ہی لیکن صحیح اول ہی اور امام شافعی رح کے نزدیک یہ بیع صحیح نہین ہی اور دلیل ہماری وہ حدیث ہی جسکو روایت کیا دارقطنی نے ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص خریدے ایسی چیز کو کہ ندیکھا ہوا وسکو تو واسطے اوسکے اختیار ہی جب دیکھے اور اسناد مین اسکی عمر بن ابراہیم کردی ہی نسبت کیا گیا ہی طرف وضع حدیث کے لیکن روایت کیا اوسکو امام ابوحنیفہ رح نے ہیثم سے انھون نے محمد بن سیرین سے انھون نے ابوہریرہ رض سے مثل اوسکے اور بھی مؤید ہی اسکے وہ جو روایت کی ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے مکحول سے مرسلاً کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کوئی ایسی چیز مول لیوے جسکو نہین دیکھا تو اوسکو اختیار ہی جب دیکھے اگر چاہے تو لے اور نہ چاہے تو ترک کرے اور حدیث مرسل حجت ہی اکثر علما کے نزدیک اور یہی مذہب ہی امام مالک اور امام احمد کا ص اور اگر مشتری نے معاملہ بیع فسخ کیا قبل دیکھنے کے تو فسخ جاری ہوجاویگا اب دیکھنے کے وقت اگر پھر معاملے کی اجازت دیگا تو جائز ہوگی اور جس شخص نے بیچا اپنی شی کو بغیر دیکھے ہوے تو اوسکو اختیار نہین ہی ف اور پہلے امام صاحب کے نزدیک بائع کو بھی خیار تھا لیکن پھر اوس سے رجوع کیا کیونکہ روایت کی طحاوی نے پھر بیہقی نے علقمہ بن ابی وقاص سے کہ طلحہ رض نے کچھ مال خرید حضرت عثمان رض سے تو کہا گیا اوس سے کہ نقصان پایا تم نے اسمین کہا حضرت عثمان رض نے کہ مجکو اختیار ہی اسواسطے کہ مین نے بیچا ایسی چیز کو جسکو نہین دیکھا تو حکم بنایا اون دونون نے جبیر بن مطعم کو تو فیصلہ کیا انھون نے اس بات پر کہ اختیار طلحہ کو ہی اور نہین اختیار ہی حضرت عثمان رض کو ص اور خیار الرویۃ اور خیار الشرط دونون باطل ہوجاتے ہین جب شی مبیع مین مشتری کے پاس آنکر کچھ عیب ہوجاوے یا مشتری اوس شی مین ایسا تصرف کرے جو قابل فسخ کے نہو جیسے غلام کو آزاد کردیوے یا مدبر کردیوے یا ایسا تصرف کرے کہ غیر کا حق اوس مین متعلق ہوجاوے جیسے بدون خیار کے اوسکو بیچ ڈالے یا گرو رکھدے یا کرایے مین دیدے خواہ یہ تصرفات دیکھنے کے پہلے ہون یا بعد اسطرح خیار رویت باطل ہوجاتا ہی اور اسیطرح خیار الشرط اور اگر ایسا تصرف کرے جس سے غیر کا حق متعلق نہوجاوے جیسے بشرط خیار اوسکو بیچے ف کیونکہ بیع بشرط خیار مین وہ شی ملک بائع سے نہین نکلتی ص یا بازار مین اوسکا نرخ کرادے یا کسی کو ہبہ کردے بدون تسلیم کے تو اگر یہ تصرفات قبل دیکھنے کے ہون گے خیار باطل نہوگا اور اگر بعد دیکھنے کے ہونگے تو خیار باطل ہوجاویگا اور غلے کے ڈھیر کو اور لونڈی غلام کے منہ کو اور چارپایہ کے منہ اور پٹھے کو اور تہ کیے ہوے کپڑے کے اوپر کی تہ کو اگر اوسمین نقش و نگار نہو دیکھ لیا تو خیار الرویۃ ساقط ہوجاویگا اور اگر اوس کپڑے مین نقش و نگار ہی تو جس جگہ نقش ہی اوسکا بھی دیکھنا ضرور ہی بغیر اوسکے دیکھے خیار ساقط نہوگا ف اور درمختار مین ہی کہ ہر کپڑے کو اندر سے دیکھنا کھولکر ضرور ہی اور یہی مختار ہی چنانچہ اکثر کتب معتبرہ مین ہی ص مشتری نے اگر کسیکو مول لینے کے لیے ... [illegible]

مشتری نے ایک شخص سے کہا کہ تو میرا پیام پہونچا دے قبضہ کرنیکا یا تسلیم کرنیکا بائع سے اور اوس نے پیام پہونچایا اور مبیع کو
دیکھ لیا تو یہ دیکھنا اوسکا خیار کو ساقط نکریگا اور اگر مشتری نے کسی کو ایک شی کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تھا تو اوسکے
دیکھنے سے خیار ساقط ہو جاویگا اور ہدایہ مین ہی کہ اسپر اجماع ہی امام صاحب اور صاحبین کا البتہ وکیل بالقبض مین اختلاف ہی
اور نہایۃ الاوطار مین جو اختلاف وکیل خرید مین اور اتفاق وکیل بالقبض مین لکھا ہی بالکل سہو ہی **ص** اور اوس مانے مین
داخلِ دار یعنی گھر کا دیکھنا اندر سے ضروری ہی کیونکہ زمانہ سابق مین جب دیوارین گھر کی یا درخت باغ کے باہر سے دیکھ
لیتا تھا کافی ہوتا تھا اسواسطے کہ گھر اور باغ انکے ایکسان تھے اور اب بہت فرق ہونے لگا **ف** اور امام زفر کے نزدیک
فقط صحن دیکھنا بھی کافی نہین بلکہ اوسکے دالان کوٹھریان کمرے بھی دیکھے اور یہی صحیح ہی اور اسی پر فتوی ہی اسی مانے مین اور
اسیطرح حکم ہی باغ کا **درمختار ص** اندھا اگر بیچے یا خریدے تو درست ہی اور جب خریدے تو اوسکو اختیار ہیگا اور
اگر اوسکو ٹٹول لیگا یا سونگھ لیگا یا چکھ لیگا تو خیار ساقط ہوگا اون چیزون مین جو ٹٹولے یا سونگھنے یا چکھنے سے اونکا حال
معلوم ہو جاتا ہی **ف** جیسے بکری عطر حلوا **ص** اور زمین یا مکان اگر اندھا خرید کرے تو اوسکا خیار ساقط نہوگا جبتک
کہ اوسکے اوصاف بیان نکیے جاوین اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ اگر ایسی جگہ مین کھڑا ہو جاوے کہ وہ صورت بینائی کی
اوسکو دیکھ لیتا تو خیار اوسکا ساقط ہوگا **ف** جب بھی کہدے کہ مین راضی ہو گیا اور کہا حسن بن زیاد نے کہ اپنا ایک
وکیل بالقبض کر دیوے اور وہ دیکھ لیوے اور یہ مشابہ زیادہ ہی قول امام صاحب کے کیونکہ اونکے نزدیک دیکھنا وکیل بالقبض کا
بمنزلہ موکل کے ہی **ہدایہ ص** اگر دو کپڑون میں سے ایک کو دیکھ کے دونون کو ساتھ خرید کیا اور پھر دوسرے کو دیکھا تو اب
دونون کو پھیر سکتا ہی نہ ایک کو جسکو نہین دیکھا تھا اور اگر مشتری نے اپنی دیکھی ہوئی چیز کو مول لیا پس اگر اوسکا حال بدل
گیا ہی تو اوسکو اختیار ہوگا ورنہ نہوگا پھر اگر مشتری کہے کہ مبیع کا حال بدل گیا ہی اور بائع کہے کہ نہین بدلا ہی تو قول بائع کا ساتھ
قسم کے اور اگر دیکھنے مین اختلاف ہو یعنی بائع کہے تو نے دیکھ کے خریدا ہی اور مشتری کہے کہ مین نے بن دیکھے خریدا ہی تو قول مشتری کا
ساتھ قسم کے معتبر ہی اور اگر ایک گٹھری تھانون کی مول لی اور اون مین سے ایک تھان بیچ ڈالا یا کسیکو ہبہ کر کے اوسکے
حوالے کر دیا تو خیار الرویۃ اور خیار الشرط ساقط ہو گیا البتہ اگر اوسمین عیب نکلے تو جو باقی رہا ہی اوسکو پھیر سکتا ہی **ف** ہدایہ
مین اور اصل کتاب مین اسکی وجہ یہی لکھی ہی کہ خیار الشرط اور خیار الرویۃ مانع ہین تمامی صفقہ کے بخلاف خیار العیب اور بعض
بیع پھیرنے مین تفریق صفقہ ہوتی ہی قبل تمام صفقہ کے اور تفریق صفقہ جائز ہی بعد تمام صفقہ کے نہ قبل اوسکے اور خیار عیب
منع کرتی ہی تمامی صفقہ کو قبل قبض کے نہ بعد قبض کے پس صورت مذکورہ مین بسبب خیار عیب کے اگر بعض مبیع کو پھیریگا
تو تفریق صفقہ بعد تمام صفقہ ہوگی نہ قبل تمام صفقہ اور دلیل اسکی شرح وقایہ مین مسطور ہی اور یہی ہدایہ مین لکھا ہی
کہ اگر وہ تھان پھر مشتری پاس لوٹ آیا مثلاً بیع فسخ ہو گئی یا ہبہ مردود ہو گیا تو خیار الرویۃ پھر عود کریگا اور امام ابو یوسف
سے مروی ہی کہ بعد سقوط کے پھر عود نکریگا مثل خیار الشرط کے اور اسی پر اعتماد کیا قدوری نے اور درمختار مین ہی
کہ صحیح کہا اوسکو قاضی خان نے اور اگر کوئی چیز خریدے بدون دیکھے تو بائع مشتری سے قبل دیکھنے کے قیمت نہین طلب کر سکتا
ہی اور اگر عاقدین نے باہم خرید فروخت کی عین کی بعوض عین کے مثلاً کتاب کا مبادلہ کتاب یا کپڑے یا گھوڑے سے کیا تو دونون کو

واسطے خیار الرویۃ ثابت ہوگا اسواسطے کہ ہر جا مد مشتری ہی او س عوض کا جو او سکو حاصل ہو گا در مختار طحطاوی

ص فصل خیار عیب کے بیان میں

ف یعنی عیب نکلنے کے سبب سے جو اختیار ہوتا ہی اوسکے بیان میں ص مشتری اگر مبیع میں ایسا عیب پاوے جس سے اوسکی قیمت تاجرون کے نزدیک کم ہوجاتی ہی تو اوسکو اختیار ہی چاہے پھیر دیوے اور چاہے پورے داموں سے لے لیوے ف اور دلیل اس خیار کے ثبوت کی وہی ہی جو روایت کی بخاری نے تعلیقاً عدا بن خالد سے کہ بیع مسلمان کی ساتھ مسلمان کے نہیں عیب ہی اوسمین اور نہ خباثت اور نہ فریب اور روایت ابن شاہین میں ہی کہ بیع المسلم بالمسلم ما کان سلیما بیع مسلمان کی ساتھ مسلمان کے وہ ہی جو سالم ہو عیب سے اور سنن ابی داؤد میں ہی حضرت عائشہ رضی سے کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور وہ اوسکے پاس رہا پھر اوسمین عیب پایا تو پھیر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو بائع پر ص اور مشتری کو یہ نہیں پہونچتا کہ مبیع کو اپنے پاس رکھے اور عیب کے سبب سے جو اوسکا نقصان ہوا ہی بائع سے پھیر لیوے اور بھاگنا اگرچہ مدت سفر سے کم ہووے اور بچھونے پر موت دینا اور چوری کرنا غلام لونڈی کا چھٹپنے میں جب عقل رکھتے ہوں عیب ہی اور جب عقل نرکھتے ہوں تو عیب نہیں اور بڑے پن میں دوسرا عیب ہی ف حاصل اسکا یہ ہی کہ جو عیب بائع کے پاس ہوا ہو وہی مشتری کے پاس اگر ہوگا تو اوسکو خیار ثابت ہوگا اور اگر بدل جاویگا تو اوس صورت میں خیار نہیں یعنی حسن بلوغ ۱۲ مثلاً ص بائع کے پاس چھوٹے پن میں چورایا اور وہ عقل رکھتا ہو اور پھر مشتری کے پاس چھوٹے پن میں تو ایک ہی عیب گنا جاویگا ف اسواسطے کہ سبب چوری کا دونون جگہ ایک ہی وہ نسلی پروائی جو عہد طفولیت میں ہوتی ہی ص اور مشتری کو اختیار پھیر دینے کا ہوگا اور اگر بائع کے پاس چھوٹے پن میں چوری کی تھی اور مشتری کے پاس بڑے پن میں کی تو یہ دوسرا عیب گنا جاویگا اس صورت میں مشتری کو اختیار پھیر دینے کا نہوگا ف اسواسطے کہ چھوٹے پن کی چوری کا سبب بے پروائی ہی اور بڑے پن کی چوری کا سبب بدنیتی اور بدطینتی ہی ص اور عاقل ہونے کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر بہت صغیر سن ہووے کہ عقل نرکھتا ہووے تو اوسکی چوری عیب نہیں ہی ف اور اسیطرح بھاگنا اوسکا شمار میں نہیں بلکہ وہ گمراہ ہی ھدایہ ص اور جنون خواہ چھوٹے پن میں ہووے یا بڑے پن میں ہر طرح ایک عیب ہی تو اگر بائع کے پاس چھوٹے پن میں مجنون ہوا تھا اور پھر مشتری کے پاس کر خواہ چھوٹے پن میں مجنون ہوا یا بڑے پن میں ہر صورت میں اوسکو اختیار رد کا ہی اور منہ اور بغل کی بدبوئی اور زناکاری اور حرام کی اولاد ہونی لونڈی میں عیب ہی غلام میں نہیں ف اسواسطے کہ لونڈی سے صحبت اور طلب ولد کبھی منظور ہوگا اور یہ باتیں اوسمین مخل ہیں بخلاف غلام کے کہ خدمت میں یہ باتیں قادح نہیں الا در صورتیکہ غلام کو عادت زنا کی ہووے کیونکہ اس صورت میں خدمت میں حرج ہوگا ھدایہ ص اور کافر ہونا دونون میں عیب ہی ف اسواسطے کہ طبیعت مسلمان کی متنفر ہوتی ہی کافر کی صحبت سے دوسرے یہ کہ اوسکی آزادی کفارۂ قتل میں صحیح نہیں ہی تو اگر خریدا اس شرط پر کہ وہ کافر ہی اور مسلمان نکلا تو رد نکریگا اسواسطے کہ یہ زوال عیب ہی اور امام شافعی کے نزدیک رد کر سکتا ہی ھدایہ ص اور ہمیشہ خون جاری رہنا اور حیض نہ آنا سترہ برس کی لڑکی کو عیب ہی ف سترہ برس کی قید اسواسطے لگائی کہ یہ نہایت مدت ہی بلوغ کی نزدیک امام ابو حنیفہ کے عورت میں اور ان دونوں کی پہچان عورت کے قول سے ہوگی تو پھیر دیجاویگی

جب بائع انکار کرے قسم سے خواہ قبل قبض کے ہووے یا بعد قبض کے ہدایہ **ص** اور سترہ برس سے کم سن کو عیب نہین **ف** کیونکہ ابھی احتمال ہی بالغہ نہونیکا **ص** اگر مشتری کے پاس آنکر ایک اور عیب ہوگیا تو جو عیب بائع کے پاس تھا اوسکے موافق نقصان کے دام پھیر لیوے اور بیع کو رد نہین کر سکتا مگر جب بائع راضی ہووے پھیر لینے پر مثلاً ایک شخص نے ایک کپڑا خریدا اور اوسکو قطع کیا بعد اوسکے اوسمین عیب معلوم ہوا تو جسقدر عیب سے نقصان ہی اوسکے موافق دام پھیر لیوے اور کپڑے کو نہین پھیر سکتا مگر جب بائع راضی ہوجاوے اوس قطع کیے ہوے کپڑے کے لینے پر اور اگر مشتری نے اوس کپڑے کو بعد قطع کے بیچ ڈالا تو اب نقصان کا عوض بائع سے نہین لے سکتا اسلیے کہ بائع کو اختیار تھا کہ بیع عیب دار لے لیتا اور نقصان عیب نہ دیتا پس اب بیع سے مشتری حابس بیع کا ہوگا تو وہ نقصان نہین لے سکتا اور اگر قطع کرکے اوسکو سیلیا یا سرخ رنگا **ف** اور اگر سیاہ رنگے گا تو بائع اگر راضی ہوجاویگا تو پھیر سکتا ہی **ص** یا ستو خرید کے اوسکو گھی مین ملایا بعد اوسکے عیب معلوم ہوا تو نقصان کے دام پھیر لیوے اور مبیع کو بائع پھیر نہین سکتا **ف** اگرچہ بائع راضی ہوجاوے پھیر لینے پر کیونکہ اوسمین زیادتی ملک مشتری ہوگئی ہی اور وہ جدا نہین ہو سکتی **ص** اور اگر بعد عیب معلوم ہونے کے اون چیزون کو بیچ ڈالا تب بھی نقصان کے دام پھیر سکتا ہی اسواسطے کہ اس صورت مین مشتری حابس مبیع نہین ہوا کیونکہ قبل بیع کے بھی بائع اوسکو نہین لے سکتا تھا پس حق رجوع بالنقصان باقی رہیگا **ف** ہدایہ مین ہی کہ اگر کسی نے کپڑا خریدا اور اوسکو قطع کرکے اپنے نابالغ لڑکے کا کپڑا سیا بعد اوسکے عیب معلوم ہوا تو اب نقصان کے دام نہین پھیر سکتا اور اگر بالغ لڑکے کا سیا تو نقصان کا عوض پھیر سکتا ہی **ص** اگر ایک غلام خریدا اور اوسکو آزاد کر دیا مفت یا مدبر کر دیا یا لونڈی خرید کی اور اوسکو ام ولد بنایا یا مر گیا نزدیک مشتری کے بعد اوسکے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا بدلا بائع سے پھیر سکتا ہی اور اگر مال کے عوض مین اوسکو آزاد کیا یا اوسکو قتل کر ڈالا یا کھانا خریدا اور کل یا بعض اوسمین سے کھالیا یا کپڑا خرید کے اسقدر پہنا کہ پھٹ گیا بعد اوسکے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا عوض پھیر نہین سکتا اور اگر انڈا یا خربوزہ یا ککڑی یا کھیرا یا اخروٹ خریدا اور توڑنے کے وقت ایسا خراب نکلا کہ کچھ کارآمد نہووے تو کل قیمت بائع سے پھیر لیوے اور اگر کچھ کارآمد ہی تو موافق نقصان کے دام پھیر لیوے **ف** اور اگر بہت ہی کم خراب نکلا تو بیع جائز ہوجاوے گی جیسے سو اخروٹون مین ایک یا دو ٹوٹے نکلے ہدایہ **ص** اور اگر مشتری نے مبیع کو بیچ ڈالا اور مشتری ثانی کو اوسمین عیب معلوم ہوا اور اوسنے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ مشتری اول نے اقرار کیا تھا اسمین عیب کا یا انھون نے دیکھا تھا اس عیب کو جب مبیع مشتری اول کے پاس تھی یا مشتری اول سے قسم طلب کی اس بات پر کہ میرے پاس عیب نہ تھا اور اوسنے انکار کیا قسم سے اور قاضی نے مبیع کو مشتری ثانی سے مشتری اول کو پھیر دلا دیا تو اب مشتری اول اپنے بائع پر اوسکو پھیر سکتا ہی اور اگر مشتری اول نے اپنی رضامندی سے مشتری ثانی سے وہ شی پھیر لی تو اب اپنے بائع پر نہین پھیر سکتا **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی **ص** اور جس شخص نے مبیع پر قبضہ کیا بعد اوسکے اوسمین عیب کا دعوی کیا تو قاضی مشتری پر واسطے ادای قیمت کے جبر کریگا یہانتک کہ بائع حلف کر لیوے اس بات پر کہ میرے پاس مبیع عیب دار نہ تھی یا مشتری گواہ قائم کر دیوے کہ مبیع بائع کے پاس عیب دار تھی **ف** اسواسطے کہ اول صورت مین قاضی ثمن بائع کو مشتری سے دلا دیویگا اور دوسری صورت مین وہ شی بائع کو پھیر وا دیگا تو جبتک ان دونون امرون مین سے کوئی امر نپایا جاوے تو قاضی

مشتری سے ثمن نہین دلاسکتا کیونکہ احتمال ہی کہ بائع قسم سے نکول کرے اور یا مشتری گواہ عیبدار ہونے پر قائم کر دوے
تو اب قضای قاضی باطل ہوجاویگی ص اور اگر مشتری نے کہا کہ میرے گواہ غائب ہین تو ثمن بائع کے حوالے کرے بشرطیکہ
بائع قسم کھالے عیب نہونے پر اور اگر بائع نے قسم سے نکول کیا تو عیب ثابت ہوجاویگا اور وہ مشتری کے پاس سے بائع کو
پھیر دیجاویگی ف تو اگر بائع نے عیب نہونے پر قسم کھالی اور مشتری کے گواہ غائب تھے اس صورت مین ثمن مشتری سے
دلا دیجاویگی اب اگر پھر اوسکے گواہ آگئے اور انھون نے گواہی دی اوس شی کے عیبدار ہونے پر بائع پاس تو ثمن پھر بائع سے لیکر
مشتری کو دلادی جاویگی اور مبیع بائع کو کفایہ ص تو اگر مشتری نے بعد غلام خریدنے کے اور قبضہ کر لینے کے دعوی کیا
اس بات کا کہ یہ بھگوڑا ہی تو بائع سے قسم نہ لیجاویگی جبتک مشتری گواہ نہ لاوے اس بات پر کہ یہ غلام میرے پاس سے بھاگا ہی
اور جب وہ گواہ پیش کر دیوے تو قاضی بائع کو اسطرح سے حلف دیوے قسم اللہ کی بیشک بیچا اوس نے اوس غلام کو اور سپرد
کیا اوسکو مشتری کے اور جبتک کبھی نہ بھاگا تھا ہرگز یا اسطرح سے کہ قسم اللہ کی مشتری کو حق اوسکے رد کا نہین پہنچتا
اوپر میرے جس طور سے وہ دعوی کرتا ہی یا اسطرح سے کہ قسم اللہ کی کبھی نہ بھاگا تھا میرے پاس ہرگز ف کیونکہ ان تینون
صورتون مین بائع کو گنجائش تاویل اور بات بنانے کی نہین ہی کہ اوسطرح یہ قسم سے سمجھ لے ص اور اسطرح سے قسم ندیوے کہ قسم خدا کی
جسوقت اوسنے بیچا تھا اوسوقت غلام مین یہ عیب تھا یا قسم خدا کی جسوقت بیچا اور تسلیم کیا تھا اوسوقت یہ عیب تھا ف
اسواسطے کہ دونون صورتون مین بائع کو گنجایش بات بنانے کی ہی کیونکہ اول صورت مین ممکن ہی کہ بھاگنے کا عیب بعد بیع کے قبل تسلیم
کے حادث ہوگیا ہو اس صورت مین اوسکا کلام سچا ہو سکتا ہی اور مشتری کا حق رد بالعیب باقی رہتا ہی اور دوسری صورت
مین ہو سکتا ہو کہ مراد اوس بائع کی اس کلام سے یہ ہو کہ بھاگنے کا عیب بیع اور تسلیم دونون کے وقت مین نہ تھا بلکہ ایک کے
ساتھ تھا ص اور اگر مشتری کے پاس گواہ نہو وین بھاگنے پر اور بائع سے قسم طلب کرے تو صاحبین کے نزدیک قاضی بائع سے
قسم لیوے اس بات کی کہ واللہ مین نہین جانتا اس بات کو کہ یہ غلام مشتری کے پاس سے بھاگا ہی تو اگر اوس نے قسم کھالی تو دعوی
مشتری کا لغو ہوگیا اور اگر بائع نے اس قسم سے انکار کیا تو پھر دوسری قسم دیجاویگی جو بعد گواہون کے پیش ہونے کے
دیجاتی تھی ف یعنی اوسی تین طرح سے ص اور امام صاحب کے نزدیک ایک قول مین جب مشتری پاس گواہ نہون
تو بائع کو قسم بالکل نہ دیجاویگی ف اسواسطے کہ قسم مرتب ہوتی ہی دعوی صحیح پر اور دعوی صحیح نہین ہوتا بغیر خصم کے
اور مشتری خصم نہین ہوتا بائع کا جبتک عیب ثابت نکرے بیع مین گواہون سے اور یہان گواہون سے عیب ثابت نہین
ہوا پس حلف نلیجاویگی اور اگر دعوی بائع غلام کے بھاگنے مین ہووے تو قاضی بائع کو اسطور سے قسم دیویگا کہ واللہ نہین
بھاگا میرے پاس جبسے سمجھ مین شریک ہوا ہی یعنی بالغ ہوا ہی اسواسطے کہ چھٹپن مین بھاگنا سبب نہین رد کا بعد
بلوغ کے ھدایہ ص اور ایک قول مین قسم دیجاویگی موافق مذہب صاحبین کے ف اور یہی مختار ہی ص اگر ایک
شخص نے ایک لونڈی ؎ خریدی اور مشتری نے لونڈی پر قبضہ کیا اور بائع نے اوسکی ثمن پر اور بعد قبضہ کر لینے کے مشتری
کو اوسمین عیب معلوم ہوا اور بائع پاس پھیرنے کو لیگیا اور بائع نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اسی دامون مین دو لونڈیان
بیچی تھین ایک یہ عیبدار اور ایک دوسری اور مشتری نے کہا کہ نہین تو نے یہی اکیلی ان دامون مین بیچی تھی تو قول

؎ قید لونڈی کی واسطے مثال کے ہے جو کوئی چیز ہو سب میں یہی حکم ہے ۱۲ منہ

مشتری کا ساتھہ قسم کے معتبر ہوگا اور اگر بائع اور مشتری کا اتفاق ہوا اس بات پر کہ دو لونڈیان بیچی تھین لیکن مشتری یہ کہتا ہی کہ میرے قبضے مین ایک ہی آئی تھی اور بائع کہتا ہی کہ تو دونون لے گیا تھا تب بھی قول مشتری کا قسم سے معتبر ہوگا اسلیے کہ اختلاف قدر مقبوض مین ہی پس قول قابض کا معتبر ہوگا جیسا کہ غصب مین اور اسیطرح اگر قدر بیع مین اتفاق کیا اور اختلاف کیا قدر مقبوض مین مشتری کہتا ہی کہ دونون کو مول لیا تھا مگر ایک ہی پر مین نے قبضہ کیا اور بائع کہتا ہی تو نے دونون پر قبضہ کیا ہی تو بھی قول مشتری کا معتبر ہوگا بحلف اور اگر دو غلامون کو ایک ہی مرتبے مین خریدا اور اونمین سے ایک پر قبضہ کیا اور کسی مین عیب معلوم ہوا تو چاہے دونون کو رکھے اور چاہے دونون کو پھیر دے اور یہ نہین کر سکتا کہ ایک کو پھیر دے ایک کو رکھ لے اسواسطے کہ ابھی صفقۂ بیع تمام نہین ہوا ہی بسبب عدم قبض مشتری کے دونون غلامون پر تو ایک کے پھیرنے مین تفریق صفقہ لازم آتی ہی قبل تمام کے اور وہ جائز نہین ہدایہ ص اور اگر دونون پر قبضہ کر لیا تھا تو صرف عیب دار کو پھیر سکتا ہی ف اسواسطے کہ یہان صفقہ بسبب قبض کے تمام ہوگیا ہی تو تفریق صفقہ مین کچھ قباحت نہین ص جو چیز ناپ یا تول کے بکتی ہی ف جیسے غلہ وغیرہ ص اگر اوسمین سے کسی قدر مین عیب پایا تو خواہ سارے کو پھیر دیوے خواہ سب کو رکھ لیوے ف مثلاً اگر من بھر گیہون خریدے اور سیر بھر مین اوسمین سے کچھ عیب معلوم ہوا تو چاہے کل کو واپس کرے چاہے کل کو رکھے اور یہ نہین ہوسکتا کہ جتنا عیبدار ہی اوسکو واپس کر دے اور باقی کو رکھ لیوے ص اور بعضون نے کہا یہ جب ہی کہ وہ ساری چیز ایک ہی ظرف مین ہو اور جو دو ظرفون مین علحدہ علحدہ ہووے تو وہ بمنزلے دو عبدون کے ہی ف جیسے دو بورے گیہون کے ہون دس دس من بھر کے ص تو جسمین عیب نکلے اوس ظرف کو پھیر سکتا ہی اور اگر بیع مین کسی قدر دوسرے کا حق نکل آوے اور مشتری بیع پر قبضہ کر چکا ہی تو اوسکو یہ اختیار نہین کہ جسقدر استحقاق سے باقی ہے بائع کو پھیر دیوے اور اگر قبل قبضے کے استحقاق ثابت ہووے تو مشتری باقی کو واپس کر سکتا ہی ہان بیع اگر کپڑا ہووے اور اوسمین تھوڑا کپڑا دوسرے کا نکلے تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ باقی کو بائع پر واپس کر دے ف اسواسطے کہ بیع اگر کپڑا نہین ہی بلکہ اناج وغیرہ ہی تو اوسمین تھوڑا نکل جانا مشتری کو ضرر نہین کرتا اسواسطے کہ اوسکے دام بائع سے پھیر لیگا اور کپڑے مین بعض اوقات اگر تھوڑا سا نکلجاوے تو ضرر کرتا ہی اسواسطے کہ مشتری نے جس چیز کے بنانے کے لیے لیا تھا وہ اب نہ بن سکے گی ص اگر ایک گھوڑا خرید کر اوسمین عیب پایا اور پھر اوسکا علاج کیا یا اپنی حاجت کے واسطے اوسپر سوار ہوا تو خیار ساقط ہو جاویگا اسلیے کہ یہ رضا ہی اور اگر سوار ہوا اوسکے پھیرنے کے لیے یا پانی پلانے کے لیے یا چارا خریدنے کے لیے جب بغیر چڑھے چارا خریدنا اور پانی پلانا ممکن نہو ف مثلاً وہ گھوڑا شریر ہو بغیر سوار ہوے نہ چلے یا مشتری چال سے عاجز ہو ص تو خیار ساقط نہ ہوگا اگر غلام نے بائع کے پاس چوری کی تھی یا خون کیا تھا اور مشتری کے پاس اوسکا ہاتھ کاٹا گیا یا خون کے عوض مین گردن مارا گیا تو اول صورت مین مشتری غلام کو پھیر دیوے اور دونون صورتون مین بائع سے ثمن پھیر لیوے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک اوسکی قیمت دونون حالت کی لگا کر جو بڑھے وہ پھیر لیوے ف یعنی اوسی غلام کی اگر سارق نہو تو کیا قیمت ہی اور اگر سارق ہو تو

کیا قیمت ہی لگا کر اول جو ثانی پر بڑھے اوسقدر بائع سے پھیر لیوے اور اسیطرح غیر قاتل معصوم الدم کے ساتھہ قاتل مباح الدم کے **ص** جیسے ایک لونڈی حاملہ خریدی اور مشتری کے پاس آنکر بسبب بچگی کے مرگئی **ف** توامام صاحب کے نزدیک مشتری کل ثمن پھیر لیوے اور صاحبین کے نزدیک حاملہ اور غیر حاملہ کی قیمت لگاکر اول کی قیمت جتنی بڑھے اوسقدر پھیر لیوے **ھدایہ ص** اور اگر بائع نے وقت بیع کے کہدیا کہ مین بیع کے سب عیبون سے بری ہون اور مشتری نے اوسکو منظور کیا تو یہ کہنا درست ہوگا اب کسی عیب کی جہت سے پھیر نسکیگا اگرچہ بائع نے ہر عیب کا نام نلیا ہووے اور امام شافعی رح کے نزدیک درست نہین اور بائع سب عیبون سے بری رہیگا خواہ وہ عیب وقت بیع سے ہو یا قبل قبض کے بعد بیع کے حادث ہوا ہو نزدیک امام ابو یوسف رہ کے اور امام محمد رح کے نزدیک جو عیب بعد بیع کے قبل قبض کے حادث ہو گیا ہو اوس سے بائع بری نہوگا **ف** اور یہی قول ہی زفر رہ کا اور مختار قول امام ابو یوسف رہ کا ہی

ص باب بیع باطل اور فاسد کے بیان میں

ف شرح بیع مین ہی کہ رکن بیع یعنی ایجاب اور قبول اور محل بیع یعنی مبیع اگر ہر ایک خلل سے سالم ہو تو بیع صحیح ہی اور اگر سالم نہو اس طرح پر کہ ایجاب اور قبول مین خلل پڑے عدم اہلیت متصرف سے بسبب ہونے عاقد کے صبی غیر ممیز یا مجنون یا مبیع مین خلل پڑے بسبب مردار یا خون یا شراب ہونے کے تو بیع باطل ہی بسبب فوت ارکان بیع کے (یعنی بائع یا مشتری ۱۲) اور اگر ایجاب و قبول بیع مین خلل نہ پڑے لیکن اوسکے ثمن مین خلل واقع ہووے اسطرح پر کہ ثمن شراب ہو یا سور یا یہ خلل ہو کہ مبیع مقدور التسلیم نہو یا اوسمین ایسی شرط ہووے جو مقتضای عقد کے مخالف ہووے تو وہ بیع فاسد ہی نہ باطل کیونکہ رکن اور محل بیع خلل سے محفوظ ہی اور اصل کتاب مین ہی کہ مال وہ چیز ہی جسمین آدمیون کی رغبت ہووے اور اوسکو لوگ خرچ کرین تو مٹی اور خون اور جو جانور آپ سے مرجاوے اور شخص آزاد وہ مال نہین ہی (یعنی شرح وقایہ مین ۱۲) لیکن جو جانور جو گلا گھونٹا جاوے یا اور کسی جگہ زخمی کر کے قتل کیا جاوے جیساکہ بعض کفار کی عادت ہی اور ذبیحے مجوسی کے مال مین لیکن شرع مین یہ چیزین متقوم نہین ہین جیسے شراب اور سور اور جو مال شرع مین غیر متقوم ہی یعنی نہ قیمت اوسکی امانت اور نہ قبول کیے کا ہمکو حکم ہوا ہی لیکن وہ اور دینون مین مال متقوم ہی تو جو چیزین بالکل مال نہین ہین جیسے مٹی خون شخص آزاد اور آپ سے جانور مرا ہوا تو اوسمین بیع بالکل باطل ہی برابر ہی کہ اوسکو مبیع بناوین یا ثمن اور جو مال غیر متقوم ہی ہماری شرع مین جیسے شراب یا سور یا ذبیحہ مجوسی تو اوسکو اگر بدلے مین روپئے اشرفی کے بیچین تو بیع باطل ہی اور اگر اسباب کے بدلے مین بیچین یا اسباب کو اون چیزون کے بدلے مین بیچین تو اسباب مین بیع فاسد ہی اور ان چیزون مین باطل تو باطل وہ بیع ہی کہ جسکی اصل اور وصف دونون فاسد ہون اور فاسد وہ ہی جسکی اصل صحیح ہو اور وصف فاسد ہو اور امام شافعی رح کے نزدیک باطل اور فاسد مین کچھہ فرق نہین ہی اور تحقیق اسکی اصول فقہ مین ہی انتہی اور ہدایہ مین ہی کہ بیع باطل مین وہ شی مشتری کے ملک مین کسی طرح نہین آتی تو اگر وہ شی مشتری کے پاس تلف ہو جاوے اوسکا تاوان مشتری پر نہوگا اور بیع فاسد مین جب مشتری اوس شی پر قبضہ کر لیوے تو اوسکا مالک ہو جاتا ہی اور اوس شی کی قیمت مشتری کو دینا لازم آتی ہی اسکی مثال یہ ہی کہ زید نے مثلاً ایک گھوڑا بدلے مین عمرو سے یا نوہ [illegible]

ع یعنی مال نہین یا مال متقوم نہو ۱۲

خریدا اور وہ گھوڑا زید کے پاس آنکر ہلاک ہوگیا تو اوسکی قیمت زید پر لازم نہ آویگی کیونکہ یہ بیع باطل ہی اور اگر زید نے ایک گھوڑا
بدلے مین شراب یا سُور کے خریدا تو زید پر اوسکی قیمت لازم آویگی اور جب زید اوسپر قبضہ کریگا تو وہ گھوڑا زید کی ملک مین آجاویگا
اسواسطے کہ یہ بیع فاسد ہی اس قاعدہ کلیہ کو یاد رکھنا ضرور ہی کہ اس باب کے سب مسائل مذکورہ مین کام آویگا ص باطل
ہی بیع اوس چیز کی جو مال نہین ہی جیسے خون یا مُردہ ف اسواسطے کہ یہ چیزین مال نہین ہین دوسرے یہ کہ حرام کیا انکو
اللہ تعالی نے فرمایا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ یعنی حرام ہی تمپر مُردہ جانور اور خون
اور گوشت سُور کا اور جس جانور پر وقت ذبح کے نام کسی شخص کا سوای خدا کے پکارا جاوے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے بیشک اللہ تعالی جسوقت حرام کرتا ہی کسی قوم پر کھانا ایک چیز کا تو حرام کرتا ہی اوسپر قیمت اوسکی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
ابن عباسؓ سے اور روایت کی بخاری اور مسلمؒ نے جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے کہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سال فتح مکہ کے اور آپ مکے مین تھے کہ اللہ اور رسول نے اوسکے حرام کی بیع شراب اور مُردہ اور سُور اور بتونکی سو کسی نے
کہا یا رسول اللہ فرمایئے چربی کو مُردے کی کہ روغن کرتے ہین اوس سے ناؤن کو اور چرب کیجاتی ہین اوس سے کھالین اور روشنی
کرتے ہین اوس سے لوگ سو فرمایا نہین وہ حرام ہی لعنت کرے اللہ یہود کو کہ اللہ تعالی نے جب حرام کی اونپر چربی جانورون کی
پگھلایا اوسکو پھر بیچا اوسکو پھر کھائے دام اوسکے ص اور آزاد شخص کی ف اسواسطے کہ آزاد شخص مال نہین ہی اور صحیح
بخاری مین مروی ہی ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین آدمی ہین کہ دشمن ہونگا مین اونکا
دن قیامت کے ایک وہ شخص کہ اوسنے عہد کیا اور پھر فریب سے توڑ ڈالا اور ایک وہ شخص جسنے بیچا آزاد کو اور کھائی قیمت اوسکی
اور ایک وہ شخص جسنے کام لیا مزدور سے اور نہ دی اوسکو مزدوری اوسکی ص اور اسیطرح ان چیزون کے عوض مین
بیچنا بھی باطل ہی اور بھی باطل ہی بیع اُمّ ولد کی ف اسواسطے کہ روایت کی ابن ماجہ نے سنن مین کہ ذکر آیا ماریہ قبطیہؓ کا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سو فرمایا آپنے کہ آزاد کردیا اوسکو لڑکے نے اوسکے یعنی ابراہیم نے اور روایت کی
بیہقی اور مالک نے ابن عمرؓ سے کہ منع کیا حضرت عمرؓ نے بیع سے اُمّ ولد کے تو کہا کہ نہ بیع کیجاوے اور نہ ہبہ کیجاوے اور نہ
میراث مین آوے خدمت لے اوس سے مالک اوسکا جب تک چاہے پھر جب مر گیا تو وہ آزاد ہی ص اور مدبر کی ف یعنی مدبر
مطلق کی اور مدبر مقید کی بیع جائز ہی ھ ایہ مدبر مطلق اوسکو کہتے ہین جسسے مالک نے کہا ہو کہ تو بعد میرے مرنے کے
آزاد ہی اور مدبر مقید وہ ہی جیسے مالک کہے کہ اگر مین اس سفر سے آؤن تو تو آزاد ہی یا اس بیماری مین اگر مر جاؤن تو تو آزاد ہی
اور امام شافعیؒ کے نزدیک بیع مدبر مطلق کی بھی جائز ہی اور دلیل ہماری وہ حدیث ہی جو گذری کتاب العتاق مین کہ نہ
بیع کیا جاویگا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاویگا اور آزاد ہو جاویگا ثلث مال سے روایت کیا اوسکو دار قطنی نے ص اور مکاتب
کی ف اور یہی صحیح مذہب ہی شافعی کا اور بعض مالکیہ کا اور امام احمدؒ کے نزدیک بیع مکاتب کی جائز ہی اور ہدایہ
مین ہی کہ اگر مکاتب راضی ہو جاوے بیع پر تو اوسمین دو روایتین ہین اصح اور اظہر یہ ہی کہ جائز ہی اسواسطے کہ روایت
کی ابو داؤد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے مکاتب غلام ہی جبتک کہ باقی رہے اوسپر ایک درہم
اور نقل کیا اسکو بخاری نے حضرت عائشہؓ اور زید بن ثابتؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ سے اور بھی روایت کی بخاری نے

کہ آئی بریرہ مدد مانگتی تھی حضرت عایشہؓ سے اپنے بدل کتابت میں سو کہا حضرت عایشہؓ نے کہ اگر تیرے مالک راضی ہوجاوین اس بات پر کہ سب روپے میں اونکو ایک دفعہ دیدوں اور تجکو آزاد کردون تو مین یہ امر کرونگی تو ذکر کیا بریرہ نے اس بات کا اپنے مالکوں سے کہا اونھوں نے نہیں راضی ہیں ہم اسپر مگر یہ کہ ترکہ تیرا ہمارے واسطے ہووے تو ذکر کیا حضرت عایشہ نے اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تب فرمایا آپ نے کہ خرید کر لو تم اوسکو اور آزاد کردو اور ترکہ اوسیکو ملیگا جو آزاد کریگا اور اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب کی بیع جب راضی ہوجاوے بیع پر درست ہے اور یہی موافق قیاس کے ہے **ص** اور باطل ہے بیع اوس مال کی جو شرع میں نہ قیمت ہے جیسے شراب یا سور روپے اشرفی کے بدلے میں **ف** یعنی اون چیزوں کے بدلے میں جو ثمن ہیں جیسے روپے اشرفی اور پیسے جنکا چلن ہووے اسواسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالی جسوقت حرام کرتا ہے کوئی شئ حرام کرتا ہے ثمن اوسکی روایت کیا اوسکو ابوداود نے اور گذر چکی اوپر حدیث جابرؓ کی کہ حرام کی اللہ تعالی نے بیع شراب اور سورا ور مردے اور بتونکی **ص** اور اگر بایع نے آزاد اور غلام کو ملاکر بیچا یا ذبح کی ہوئی بکری اور مردار کو **ف** جیسے قصداً اللہ کا نام ترک کیا گیا ہووے یا اور کسی کے نام پر ذبح کیا جاوے یا بدون ذبح کے مرگیا ہو **ص** تو دونوں کی بیع باطل ہوگی اگرچہ ہر ایک کی قیمت علٰحدہ کہدی ہووے **ف** مثلاً یوں کہے کہ تو ان دونوں کو بیچتا ہوں دو سو روپیہ کو ایک سو روپیہ قیمت ہو آزاد کی اور ایک سو روپیہ مردار کی **ص** اور اگر غلام کو مدبر کے ساتھ خواہ بیگانے غلام کے ساتھ ملاکر بیچے یا اپنی ملک کو شئ وقفی کے ساتھ ملاکر فروخت کرے تو غلام اور اپنی ملک کی بیع درست ہوجاویگی اور مدبر اور دوسرے غلام کی اور وقف کی بیع جائز نہوگی **ف** اگرچہ ہر ایک کی قیمت علٰحدہ علٰحدہ بیان نہ کی ہووے **ھد ایہ ص** اور اسباب کا بیچنا بدلے میں شراب کے یا شراب کا بدلے میں اسباب کے فاسد ہے **ف** یعنی یہ بیع فاسد ہے اسباب میں تو اگر مشتری اسباب پر قبضہ کرلیگا تو اس صورت میں اوسکی قیمت اوسپر لازم آویگی اور اوسکا مالک ہوجاویگا لیکن شراب میں باطل ہے یہاں تک کہ عین شراب کا مالک نہیں ہوسکتا تو جسکی طرف سے شراب ٹھہری ہے وہ اوسکی قیمت دیگا **ص** اور باطل ہے بیع مچھلی کی دریا میں قبل شکار کے اگر روپے اشرفی کے بدلے میں ہووے اور فاسد ہے اسباب کے بدلے میں **ف** اسواسطے کہ روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ خریدو مچھلی کو پانی میں بیشک اوسمیں خطر ہے یعنی دھوکا ہے روایت کیا اسکو امام احمد نے اور اشارہ کیا اسطرف کہ موقوف ہونا اوسکا صواب ہے اور روایت کی امام ابو یوسف رحمہ نے کتاب الخراج میں عمر بن خطاب سے کہ فرمایا اونھوں نے نہ بیچو تم مچھلی کو پانی میں بیشک وہ دھوکا ہے اور نکالا مثل اوسکے ابن مسعود سے **ص** اور اگر مچھلی کو شکار کرکے ایسے گڑھے میں ڈال دیا کہ بغیر جال وغیرہ کے اوسکو پکڑ سکتے ہیں تو اوسکی بیع جائز ہے اور اگر بغیر جال وغیرہ کے نہیں پکڑ سکتے ہیں تو فاسد ہے اور اگر مچھلیاں دریا سے ایک طرف گڑھے میں آکر جمع ہوئیں اور راہ اونکی دریا کی بند کردی تو بیع اونکی جائز ہے ورنہ باطل ہے اور یہی باطل ہے بیع ہوا میں اوڑتے جانور کی **ف** اسواسطے کہ قبل پکڑنے کے وہ ملک میں نہیں آیا اور بعد پکڑنے کے اگر چھوڑدیا ہے تو بھی جائز نہیں اسواسطے کہ اوسکی تسلیم پر قادر نہیں ہے اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھوکے کی بیع سے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابو ہریرہؓ سے اور اگر وہ پرند جانور ایسا

ہو کہ بائع سے ہلا ہوا اور اوسکے بلائے سے چلا آتا ہو بغیر تکلف کے تو جائز ہے بیع اوسکی ورنہ نہین فتح ص اور باطل ہے بیع بچے
کی پیٹ مین ف اسواسطے کہ حدیث ابی سعید مین ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدنے سے اوس چیز کے جو پیٹ مین ہے
چوپایون کے یہانتک کہ جنین تو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کی بزار نے ابو ہریرہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا
بیع سے اوس چیز کے جو نر کی پشت مین ہو اور مادہ کے شکم مین ص اور بچے کے بچے کی ف یعنی جیسے پیٹ کے بچے کی بیع باطل ہے ویسے ہی
اور بچے کے بچے کی جسکو عربی مین نتاج اور حبل الحبلہ کہتے ہین روایت کی بخاری و مسلم نے ابن عمرؓ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے بیع سے حبل الحبلہ کے یعنی ولد الولد کے اور ابن عمرؓ سے حبل الحبلہ کے یہی معنی مصنف عبد الرزاق مین بسند صحیح منقول ہین اور یہی موافق
ہین لغت کے اور قریب ہین از روی لفظ کے اور اسیطرف گئے ہین امام احمدؒ اور امام شافعیؒ اور مالکؒ اس حدیث کے معنی یہ بیان کئے ہین
کہ کسی چیز کو خریدے اس وعدہ پر کہ جب اس اونٹنی کا بچہ ہووے گا اور پھر بچہ کا بچہ اوسوقت مین دام دونگا تو یہ بیع بسبب جہالت میعاد کے فاسد
ہے قسطلانی ص اور جائز نہین بیع دودھ کی تھن مین جانور کے ف اسواسطے کہ حدیث ابی سعید مین ہے منع کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع سے اوس چیز کی جو تھنون مین جانور کے ہے اور روایت ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے کہ بیچا جاوے میوہ یہانتک کہ کھانے کے قابل ہووے اور بیچی جاوے اون بھیڑ کی پیٹھ پر اور دودھ تھن مین روایت
کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اور دارقطنی نے اور نکالا اسکو ابو داؤد نے مراسیل مین عکرمہ سے اور یہی راجح ہے اور یہی نکالا اوسکو
موقوف ابن عباسؓ پر اسناد قوی سے اور ترجیح دی اوسکو بیہقی نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عکرمہ سے انھون نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ منع کیا آپ نے اس بات سے کہ بیچا جاوے دودھ تھن مین اور گوشت بکری مین یا چربی اوسکی یا سمن
اوسکے پایہ اوسکے پاکھال مین اوسکی جب نہ ہووے یا آٹا گیہون مین یا گھی دودھ مین فتح ص جاننا چاہیے کہ دودھ کی تھن مین بیع جائز
نہونے کی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ معلوم نہین کہ تھن کے اندر دودھ ہے یا خون ہے یا ریح تو اس صورت مین بیع باطل ہونی چاہیے
اسواسطے کہ اوسکے وجود مین شک پڑگیا دوسری وجہ یہ ہے کہ دودھ تھوڑا تھوڑا بڑھتا جاتا ہے تو بعد بیع دوہنے کے پہلے اگر بڑھ گیا
تو ملک بائع کی مشتری کی ملک سے مخلوط ہو جاویگی اور یہ وجہ چاہتی ہے کہ بیع فاسد ہو ف اسیواسطے ہم نے اوسکو جائز نہین کہا تا
دونون صورتون کو شامل ہو جاوے ص اور فاسد ہے بیع اون کی بھیڑ کی پیٹھ پر اسلیے کہ محل قطع مین جھگڑا ہوگا اور جس بیع مین
جھگڑا ہو وہ فاسد ہے ف اور بسبب حدیث ابن عباسؓ کے جو اوپر گذری ص اور ایک کڑی کی چھت مین اور ایک گز کی
کپڑے مین اگرچہ اوسکے کاٹنے کی جگہ بیان کی ہووے یا نہ بیان کی ہو اور صحیح ہو جاویگی یہ بیع اگر بائع نے قبل فسخ کرنے مشتری کے
کڑی کو اوکھاڑ دیا یا ایک گز کپڑا کاٹ دیا اور باطل ہے بیع اوس چیز کی جو شکار ہی کے ایک بار جال لگانے مین پھنسے ف اسواسطے
کہ اسمین دھوکا ہے اور منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے اور اسیطرح باطل ہے بیع غوطہ باز کی ایک بار کے غوطے کی
کیونکہ منع کیا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث ابی سعید مین روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ص اور فاسد ہے بیع
مزابنہ اور وہ یہ ہے کہ درخت پر کی کھجور کو بیچے اٹکل سے واسطے شبہ ربا کے ف اور اسیطرح جیسے محاقلہ یعنی گیہون کو بالی مین بیچے
اوس گیہون کے بدلے مین جو کٹے ہوئے الگ رکھے ہین اٹکل سے اور یہ حکم ہر میوہ کو شامل ہے اسواسطے کہ اسمین گمان ہے ربا کا بسبب
بے خبری زیادتی کے اور اسواسطے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع مزابنہ اور محاقلہ سے روایت کیا اوسکو مسلم نے

ابوہریرہؓ سے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے جابر سے اور صحیح کہا اوسکو ترمذی نے ص اور فاسد ہے
بیع ملامسہ اور بیع حصات اور منابذہ کی اسلیے کہ بیع منعقد ہوتی ہے ساتھ ایک فعل کے ان فعلوں سے مثل جوے کے ف یہ
تینوں بیع مروج تھیں زمانہ جاہلیت میں بیع ملامسہ اسے کہتے ہیں کہ بائع اور مشتری فسخ کریں ایک چیز کا اس شرط پر کہ جب اوسکو
مشتری چھو لیوے تو بیع لازم ہو جاوے اور بیع حصاۃ اسے کہتے ہیں کہ مشتری جب او سپر کنکر رکھ دیوے تو بیع
لازم ہو جاوے اور بیع منابذہ یہ کہ بائع جب بیع کو مشتری کے پاس پھینک دیوے تو بیع لازم ہو جاوے اور منع
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بیوع سے روایت کی بخاری نے حدیث انس میں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے اور روایت کی مسلم اور چاروں اصحاب سنن نے ابوہریرہؓ سے کہ منع کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیع حصات سے ص اور نہیں جائز بیچنا ایک کپڑا کا دو کپڑوں سے بلا تعیین مگر بشرط اسکے
کہ لیوے مشتری جسکو چاہے اور باطل ہے بیچنا گھانس کا زمین میں اسواسطے کہ وہ غیر محفوظ و مقبوض ہے اور اوسکو
ٹھیکہ دینا اسلیے کہ یہ اجارہ ہے ہلاکی عین پر ف اسواسطے کہ روایت کی ابو داود نے سنن میں حریز بن عثمان سے انھون
نے ابی خراش بن حبان بن زید سے انھون نے ایک مرد صحابی سے کہا کہ جہاد کیا میں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تین مرتبہ سنتا تھا میں آپ کو فرماتے تھے مسلمان شریک ہیں تین چیزوں میں پانی اور گھانس اور آگ میں
اور روایت کیا اوسکو امام احمدؒ نے مسند میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور اسناد کی ابن عدی نے کامل میں
اسنادہ اور ابن معین سے کہ جریر راوی اس حدیث کا ثقہ ہے اور مجہول ہونا صحابی کا مضر نہیں فتح ص اور باطل ہے بیع
شہد کی مکھیون کی مگر جب ایک چھتے میں شہد اور مکھیان دونوں ہوں تو بیع مکھیون کی بھی بہ تبعیت شہد کے جائز ہو جاویگی
اسلیے کہ نہیں ہے مال متقوم ۱۲
اور امام محمدؒ اور شافعیؒ کے نزدیک بیع شہد کی مکھیون کی جب محفوظ مقدور التسلیم ہوں جائز ہے ف اور اسی پر
فتویٰ ہے در مختار ص اور ریشم کے کیڑوں کی اور اوسکے تخم کی ف یعنی جسکے اندر ریشم کا کیڑا پیدا ہوتا ہے
ص امام صاحب کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جب ان کیڑوں میں ریشم نکل آیا ہو تو بیع کیڑوں کی ریشم کی
تبعیت میں درست ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک ہر صورت میں درست ہے ف اور یہی قول ہے ائمہ ثلاثہ کا اور اسی پر
فتویٰ ہے در مختار ص اور بھاگے ہوے غلام کی بیع فاسد ہے ف اسواسطے کہ حدیث ابی سعید میں ہے کہ منع
اسلیے کہ وہ غیر مقدور التسلیم ہے ۱۲
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھاگے ہوے غلام کی بیع سے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ص مگر اوس شخص سے
جسکے پاس گمان ہو اوس غلام کے ہونے کا ف اسواسطے کہ وہ مشتری کے حق میں بھاگا ہوا نہیں ہے بلکہ اوسکے قبضے
میں ہے ص اور باطل ہے بیع عورت کے دودھ کی اگرچہ برتن میں ہووے اسلیے کہ وہ جزء آدمی کا ہے پس نہوگا مال یا لونڈی کا
دودھ ہووے اور امام ابی یوسف کے نزدیک لونڈی کے دودھ کی بیع جائز ہے واسطے اعتبار جزء کے ساتھ کل کے
اور امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے ف اور ہمارے مذہب کی طرف گئے ہیں امام احمدؒ اور مالکؒ فتح القدیر میں
ہے کہ نفع اوٹھانا بھی عورت کے دودھ سے حرام ہے یہاں تک کہ بعض مشائخ نے آنکھ میں ڈالنے کے لیے بھی منع کیا ہے
اور بعضوں نے جائز رکھا ہے دوا کے واسطے ص اور باطل ہے بیع سور کے بالوں کی ف اسواسطے کہ وہ نجس العین ہے

ہو **ص** اور موزہ سینے کے لیے اوس سے انتفاع جائز ہو **ف** اور اگر کہین بدون خریدے نہ ملے تو بسبب ضرورت کے خریدا اوسکا جائز ہی اور بائع کو اوسکی بیع حرام ہی تو اوسکی قیمت حلال نہین بائع کے لیے اور بال اوسکا پانی کو بقول صحیح نجس کر دیتا ہی امام ابی یوسف کے نزدیک بخلاف امام محمد رہ کے در مختار **ص** اور باطل ہی بیع آدمی کے بالون کی اور حرام ہی نفع اوٹھانا اوس سے اور بھی باطل ہی بیع جانور مرے کی کھال کی قبل دباغت کے **ف** اسواسطے کہ روایت کی ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عکیم سے کہ آئی ہمارے پاس کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مضمون کی کہ نفع نہ اوٹھاؤ مردے کی کھال سے قبل دباغت کے اور نہ اوسکے پٹھون سے **ص** اور بعد دباغت کے اوسکو بیچنا اور کام مین لانا درست ہی **ف** اور دلیلین اوسکی کتاب الطہارۃ مین گذرین اور قوی دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری مسلم نے عبد اللہ بن عباس سے کہ حضرت میمونہ کی ایک لونڈی کو ایک بکری ملی صدقے مین اور وہ مر گئی تو گذرے اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا آپنے کیون نہین لی تم نے کھال اوسکی اور دباغت کرکے نفع نہ اوٹھایا کہا صحابہ نے کہ وہ مردہ ہی فرمایا آپنے کہ مردے کا صرف کھانا حرام ہی **ص** اسیطرح مردار جانور کی ہڈی اور اون اور پٹھے اور بال اور سینگ سے نفع لینا اور اونکا بیچنا جائز ہی **ف** اسواسطے کہ یہ سب چیزین پاک ہین اور دلیل انکی کتاب الطہارۃ مین گذری کہ موت انمین سرایت نہین کرتی **ص** اور ہاتھی مثل درندون کے ہی اوسکی ہڈی کا بیچنا اور اوس سے نفع اوٹھانا درست ہی مگر امام محمد رہ کے نزدیک جائز نہین **ف** اسواسطے کہ امام محمد رہ کے نزدیک ہاتھی مثل سوئر کے نجس العین ہی اور صحیح ہمارا مذہب ہی اور اوسی کے مؤید ہین بہت سے احادیث جنکا بیان فصل دباغت مین کتاب الطہارۃ سے گذرا **ص** اگر بالاخانہ ایک شخص کا تھا اور نیچے کا مکان ایک شخص کا اور دونون گر گئے یا بالاخانہ فقط بالکل گر گیا اور بالاخانے کے مالک نے صرف حق بالاخانہ بیچا تو بیع اوسکی باطل ہی اسواسطے کہ سوا اوپر ہونیکے حق کے اور کوئی چیز باقی نہین اور اوپر ہونے کا حق مال نہین **ف** یعنی جب بالاخانہ گر گیا تو کوئی چیز اس قسم کی باقی نہین رہی جو مشاہد ہو موجود ہو صرف ایک حق تعلی یعنی اوپر ہونیکا حق باقی ہی اور وہ مال نہین ہی اور جو مال نہین ہی اوسکی بیع باطل ہی ہدایہ **ص** ایک بردہ اس شرط سے لیا کہ وہ لونڈی ہی بعد اسکے غلام نکلا تو بیع باطل ہی اور اگر ایک مینڈھا خریدا بعد اوسکے بھیڑ نکلی تو بیع جائز ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہے رکھے یا پھیر دیوے اور فاسد ہی خریدا اس طور پر کہ مشتری سے بائع اوسی چیز کو پہلی قیمت سے کم مین لیوے قبل وصول قیمت اول کے مثال اوسکی یہ ہی ایک شخص نے ایک لونڈی پندرہ روپے کو بیچی اور ابھی وہ روپے وصول نہین ہوے تھے کہ مشتری سے پھر اوسکو خرید لی تو دس کی عوض مین دس ہوگئے اور بائع کے پانچ روپے اور مشتری پر باقی رہے **ف** اسواسطے کہ یہ نفع ایسی چیز کا ہی جو بالک کے ضمان مین آئی اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نفع سے روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن العاص سے اور صحیح کہا اوسکو ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے علوم الحدیث مین اور بیہقی روایت کی امام ابو حنیفہ نے مسند مین ابی اسحق سبیعی سے انھون نے عورت سے ابی السفر کی کہ کہا ایک عورت نے حضرت عایشہ رض سے کہ زید بن ارقم نے بیچا میرے ہاتھ ایک لونڈی کو آٹھ سو درہم کے بدلے مین پھر خریدا اوسکو چھ سو درہم کے عوض مین

ف یعنی پانی قلیل مین جو جاری یا دہ در دہ نہو اگر بال شوڑا پڑے جاوے تو وہ پانی نجس ہوجاویگا ۱۲ ش اور دلیل و فرق اصحاب کا شرح وقایہ مین ملا کر دیکھو ۱۲ ش و قدروی عبد الرزاق في مسنده اخبرنا معمر والثوري عن ابي اسحق عن امرأته انها دخلت علی عائشة في نسوة فسألتها امرأة فقالت كانت لي جارية فبعتها من زيد بن ارقم بثمان...

[illegible]

تو کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ خبر پہونچا دے تو میری طرف سے زید بن ارقم کو کہ اللہ تعالی باطل کر دیگا حج اور جہاد تمہارا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگر توبہ نکرو گے اور روایت کی امام احمد نے بسند صحیح کہ آئی حضرت عایشہ کے پاس ایک عورت اور کہا اوسنے کہ مین نے زید بن ارقم کے ہاتھ ایک غلام بیچا آٹھ سو روپے کو میعادی پہر خرید لیا مین نے اونسے چھ سو روپے کو تو فرمایا حضرت عایشہ نے کہ خبر پہونچا دے تو زید کو کہ تم نے باطل کر دیا جہاد اپنا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگر توبہ نکرو گے بُرا کیا تو نے جو بیچا اور جو خرید اور یہ حدیث صحیح ہی اور یہ قول حضرت عایشہ کا پہچانا گیا ہی قول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور شافعی نے جو کہا کہ یہ حدیث غیر ثابت ہی اور عالیہ اسکی اسناد مین مجہول ہی باطل ہی اسواسطے کہ عالیہ ایک عورت جلیل القدر ہی زوجہ ہی ابی اسحق سبیعی کی ذکر کیا اوسکو ابن سعد نے طبقات مین اور کہا کہ سنا ہی اوس نے حضرت عایشہ سے فتح ص اور ایک لونڈی پندرہ روپے کو بیچی اور ابھی قیمت نہین وصول پائی کہ پھر وہی لونڈی ایک اور لونڈی کے ساتھ ملا کر پندرہ کو خرید کی تو پہلی لونڈی مین بیع فاسد ہی اور دوسری مین جائز ہی بقدر حصہ ثمن کے ف اسواسطے کہ پہلی لونڈی کو جس قیمت سے بیچا اوس سے کم کو خریدا ہی تو اوسمین بیع جائز نہوگی اور دوسری لونڈی مین صحیح ہو جاویگی ص تیل کو اس طرح خریدا کہ برتن سمیت تول لیوین گے اور ہر برتن کے عوض مثلاً پانچ سیر مجرا کرین گے خواہ وہ برتن پانچ سیر کا ہو یا نہو تو یہ فاسد ہی اور اگر اس طور سے خریدا کہ جس قدر خالی برتن کا وزن ہی اوتنا حساب مین مجرا کرین گے تو یہ درست ہی ف اسواسطے کہ پہلا قول خلاف دستور اور خلاف مقتضای عقد ہی کیونکہ احتمال ہی کہ برتن پانچ سیر کا ہو یا کم و بیش اور دوسرا قول موافق دستور اور موافق مقتضای عقد ہی اور تیل کی قید واسطے مثال کے ہی اور ہر تولنی چیز مین یہی حکم ہی ص اگر گھی کُپّے مین خریدا اور مشتری جب کُپا پھیر لے گیا تو وہ پانچ سیر کا نکلا تب بایع نے کہا کہ میرا کُپا اور تھا اور وہ ڈھائی سیر کا تھا اور مشتری نے کہا کہ یہی کُپا تھا تو قول مشتری کا ساتھ قسم کے معتبر ہوگا ف اسواسطے کہ کُپّے پر قابض مشتری تھا اور قول قابض کا معتبر ہوگا ھدایہ اور یہان بھی قید گھی کی اتفاقی ہی بلکہ جو وزنی چیز ہو اوسمین یہی حکم ہی ص باطل ہی مسیل یعنی پانی بہنے کی جگہ کی بیع اور ہبہ اوسکا اور صحیح ہی بیع اور ہبہ راہ کا ف یعنی ایک شخص کی زمین سے دوسرے کی زمین پر پانی بہ کے جاتا ہی تو جس شخص کی زمین پہ پانی بہ کے جاتا ہی اوس نے اوتنی زمین بیع کی تو باطل ہی اور اگر ایک شخص کے مکان کا راستہ دوسرے کی زمین سے ہو کر ہی اور اوسنے راستہ بیچا تو صحیح ہی ص بعض علما نے کہا ہی کہ مسیل سے یا رقبہ مسیل مراد ہی یعنی وہ مکان جسمین پانی بہتا ہی ف جیسے نہر یا نالے یا چھت ص اور راہ سے بھی رقبہ راہ مراد ہی یعنی اوتنی جگہ جسمین سے گذرتا ہی تو پانی بہنے کی مقدار مجہول ہی لہذا اوسکی بیع اور ہبہ جائز نہین ف جبتک کہ اوسکا طول و عرض معین معلوم نہووے اور جب اوسکا طول و عرض بیان کر دیوے اسطرح پر کہ وہ ایک زمین کا ٹکڑا ہو جاوے تو جائز ہی بیع اوسکی جیسا کہ ذکر کیا سرخسی نے یا پانی بہنے کی جگہ کہے لیکن اوسکے حدود اور جگہ بیان کر دیوے تب بھی جائز ہی ذکر کیا اوسکو قاضی خان نے چلپی ص اور رقبہ راہ معلوم ہی اگر اوسکے حدود بیان کرے اور اگر نہین بیان کیے جب بھی وہ مقدر ہی دروازے کے عرض سے جیسے تقسیم زمین مین تو جائز ہی اوسمین بیع اور ہبہ اور یا مسیل سے حق تسییل یعنی پانی بہنے کا حق مراد ہی تو اگر زمین پر ہی تو مجہول ہی اور اگر چھت پر ہی تو وہ حق تعلی ہی یعنی

ایسا حق ہی کہ متعلق ہوا ایسی چیز سے جو باقی نہین رہتا **ف** جب چھت گر جاوے **ص** اور راہ سے اگر حق گذرنے کا مراد ہے
تو اوسمین دو روایتین ہین **ف** ایک روایت مین بیع اوسکی صحیح ہی اور دوسری روایت مین باطل ہی در مختار مین ہی کہ اکثر
فقہانے روایت اول سے اخذ کیا ہی اور روایت ثانی کو فقیہ ابو اللیث نے صحیح کیا ہی **ص** وجہ بطلان یہ ہی کہ وہ صرف حق ہی
اور مال نہین ہی اور وجہ صحت یہ ہی کہ اسکی طرف احتیاج ہی اور وہ ایک حق معلوم ہی متعلق ہی اوس چیز سے جو باقی ہی **ف**
یہ جب ہی کہ حق گذر نیکا زمین پر ہو اور جو چھت پر ہو تو باتفاق باطل ہی **ص** اور صحیح ہی وکیل کر دینا مسلمان کا ذمی کو
واسطے بیچنے یا خریدنے شراب و سور کے اور احرام باندھے ہوئے کا غیر محرم کو واسطے بیچنے شکار اپنے کے نزدیک امام صاحب کے **ف**
لیکن مکروہ ہی بکراہت شدیدہ تو مسلم کو واجب ہی کہ درصورت خرید شراب کو سرکہ بناوے یا اوسکو بہا دیوے اور سور کو چھوڑ دیوے
اور درصورت بیع اوسکے ثمن کو تصدق کرے طحاوی **ص** اور صاحبین کے نزدیک صحیح نہین **ف** در مختار مین ہی کہ یہی ظاہر ہی
ص یہان پر بیع بالشرط کے قواعد کلیہ مذکور ہوتے ہین **ف** جاننا چاہیے کہ احادیث اور آثار شروط بیع مین مختلف وارد ہوئے
ہین طبرانی نے اوسط مین روایت کی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع سے اور شرط
سے اور اس حدیث سے باطل ہونا بیع اور شرط دونون کا معلوم ہوتا ہی اور حدیث اوپر گذر چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہا حضرت عائشہ سے کہ خرید لو بریرہ کو اور شرط کر لو اوسکے مالکون کیلیے ولاکی اور ولا اوسیکو ملیگی جو آزاد کرے اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ بیع جائز ہی اور شرط باطل اور یہی اوپر گذری حدیث خیار الشرط کی اور اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ بیع اور شرط دونون جائز ہین
اسواسطے فقہا نے شروط کی تقسیم کر دی **ص** اور بیع ایسی شرط کے ساتھ جسکو عقد مقتضی ہو جیسے شرط ملک کا واسطے مشتری کے یا اوسکو عقد
مقتضی نہو لیکن اوسمین نفع کسیکو نہو **ف** یعنی نہ نفع بائع کو ہو نہ مشتری کو نہ معقود علیہ کو یعنی جس چیز کی بیع ہو رہی ہی اور اوسکی مثال
ہدایہ مین لکھی ہی کہ بائع ایک جانور کو اس شرط پر بیچے کہ مشتری پھر اوسکو بیع نکرے **ص** جائز ہی **ف** اور وہ شرط لغو ہی مثلاً اس صورت مین مشتری کو
اختیار رہیگا کہ جانور کو بیچ ڈالے **ص** اور بیع ایسی شرط کے ساتھ جسکو عقد مقتضی نہو اور اوسمین بائع کو نفع ہو یا مشتری کو یا معقود علیہ کو فاسد
اول کی مثال یہ ہی کہ بائع ایک غلام اس شرط پر بیچے کہ ایک مہینے تک میری خدمت کرے کیونکہ اس صورت مین بائع کو نفع ہی
دوسرے کی مثال یہ ہی کہ مشتری ایک کپڑا اس شرط پر خریدے کہ بائع اوسکو قطع کر دیوے یا اوسکی قبا سی دیوے یا چمڑا خریدے
اس شرط پر کہ اوسکی جوتی بنا دیگا یا اوسکا تسمہ لگا دیوے کیونکہ ان صورتون مین مشتری کا نفع ہی مگر جوتی مین شرط تسمہ
لگانی کی جائز ہی استحساناً واسطے تعامل انسانون کے اور قیاساً جائز نہین تیسرے کی مثال یہ ہی کہ بائع ایک غلام اس شرط پر
بیچے کہ مشتری اوسکو آزاد کر دیوے یا مدبر یا مکاتب کرے کیونکہ ان صورتون مین معقود علیہ کو نفع ہی اور فاسد ہی بیع لونڈی
کی بدون حمل کے **ف** یعنی ایک لونڈی حاملہ کو بیچا بغیر حمل کے یعنی بائع نے کہا کہ حمل میرا ہی اور لونڈی تیری ہی تو یہ
بیع فاسد ہی اسواسطے کہ صرف حمل کا بیچنا درست نہین تو اوسکا استثنا بھی درست نہوگا **ص** اور اگر مشتری نے قیمت
ادا کرنے کے لیے یہ کہا کہ نوروز تک یا مہرگان تک یا نصاری کے روزون تک یا یہودیون کی عید تک دون گا
اور بائع اور مشتری کو یہ دن معلوم نہون تو یہ بیع فاسد ہی **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین بائع اور مشتری مین
نزاع ہوگی بائع قیمت جلدی مانگیگا اور مشتری دیر مین دیگا اور اگر ان دنون کو دونون پہچانتے ہون تو جائز ہی

نوروز اوس دن کو کہتے ہین جب جاڑا ختم ہوکر دن رات برابر ہوتا ہی اور مہرگان وہ دن ہے جب گرمی تمام ہوکر دن رات برابر ہوتا ہی

ص یا یہ کہا کہ حاجیون کے آنے تک اور کھیتی کٹنے تک اور درایین چلنے تک اور میوہ توڑنے تک اور جانورون کی پیٹھ پر سے اون کاٹنے تک

دونگا تو بھی بیع فاسد ہے **ف** اسواسطے کہ یہ امور کبھی جلدی کبھی دیر مین ہوتے ہین تو بائع اور مشتری مین نزاع ہوگی **ص** اور اگر ان

مدتون تک بیع کے اور قبل ان وقتون کے آنیکی مدت کو ساقط کر دیا تو بیع صحیح ہوجاویگی اور اگر ان مدتون تک کسی کی ضمانت کی تو صحیح ہے

ف فصل احکام بیع باطل اور بیع فاسد کے بیان مین

ص بیع باطل مین مبیع مشتری کے پاس امانت ہوتی ہی بعضون کے نزدیک تو اوسکے تلف ہوجانے سے مشتری پر ضمان نہ واجب ہوگا

اور بعضون کے نزدیک مشتری پر ضمان اوسکی قیمت کا لازم ہوگا **ف** اور یہی مختار ہی اور اسی پر فتوی ہی **قنیه**

ص اور بیع فاسد مین اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا بائع کی رضا سے خواہ رضا اوسکی صراحةً ہو **ف** مثلاً بائع یہ کہے

کہ تو اسپر قبضہ کرلے **ص** یا دلالت حال سے **ف** مثلاً بائع کے سامنے مجلس عقد مین قبضہ کیا **ص** اور بیع اور ثمن دونون مال

ہون تو مشتری مبیع کا مالک ہوجاویگا اور اگر ہلاک ہوجاوے قبضہ مشتری مین تو مشتری پر مبیع کا مثل لازم ہوگا خواہ وہ مثل

حقیقةً ہو یا معنیً **ف** مثل حقیقةً اُن چیزون مین جو مثلی ہین جیسے گیہون چانول اور اناج وغیرہ اور مثل معنیً اون چیزون مین

جو غیر مثلی ہین جیسے جانور کپڑا ہتھیار وغیرہ ان چیزون کا مثل حقیقةً نہین ہوتا کیونکہ جانور جانور کا سب صفات مین ایک ہونا

دشوار ہی اسواسطے قیمت کو انکا مثل معنوی قرار دیا گیا ہی **ص** اور واجب ہی ہر ایک پر بائع اور مشتری سے فسخ کرنا بیع فاسد کا

قبل قبض بیع کے اور اسیطرح بعد قبض بیع کے جب تک وہ شی مشتری کی ملک مین ہو اگر فساد ذات عقد مین ہو یعنی احد

العوضین مین جیسے بیع درہم کی بدلے مین دو درہم کے **ف** اور اسکے فسخ مین حکم قاضی شرط نہین ہی اگر کوئی فسخ مین انکار کرے

تو قاضی جبراً فسخ کرادیوے **درمختار** **ص** اور اگر فساد کسی شرط کے سبب ہووے مثلاً بائع نے یہ شرط لگائی ہو کہ مشتری

مجکو ایک ہدیہ دیوے تو جسنے شرط لگائی ہو وہ اوسکو فسخ واجب ہی امام محمد رہ کے نزدیک اور شیخین کے نزدیک ہر ایک پر واجب ہی

تو اگر مشتری نے بیع فاسد مین مبیع کو بیچ ڈالا یا ہبہ کر دیا اور تسلیم کر دیا موہوب کو یا مبیع غلام تھا اوسکو آزاد کر دیا تو یہ تصرفات

مشتری کے صحیح ہوجاوینگے اور اوسپر قیمت لازم آویگی اور حق فسخ کا ساقط ہوجاویگا **ف** اسواسطے کہ مبیع سے حق غیر کا

متعلق ہوگیا اور فسخ تھا بسبب حق اللہ کے اور حق العباد مقدم ہی حق اللہ پر کیونکہ اللہ تعالی غنی ہی اور بندہ محتاج ہی **ص**

اور بیع فاسد اگر فسخ کی گئی تو بائع مبیع کو مشتری سے نہین لے سکتا جب تک اوسکا ثمن نہ پھیر دیوے تو اگر بائع بعد فسخ کے مرجاوے تو پہلے

اوس شی کو بیچکر مشتری کا ثمن ادا کرینگے بعد اوسکے اور قرضخواہون کو جو بچیگا دیا جاویگا **ف** جیسے رہن مین اگر راہن مرجاوے

تو شی مرہون کو بیچکر اول روپیہ مرتہن کا ادا کرینگے بعد اوسکے جو بچیگا بعد تجہیز و تکفین کے اور قرضخواہون کو ملیگا **هدایه**

اور بیع فاسد مین اگر مشتری نے مبیع کو بیچا اور اوسمین نفع کمایا تو مشتری کو یہ نفع حلال نہین تو اوسکو صدقہ دیدیوے اور بائع نے

جو نفع کمایا تھا اوسکو حلال ہوگیا **ف** اور دلیل اسکی ہدایہ اور اصل کتاب مین مذکور ہی **ص** اسی طرح پر اگر ایک شخص نے

دعوی کیا کچھ روپیون یا اشرفیون کا دوسرے پر اور مدعا علیہ نے مدعی کو وہ روپیا اشرفی ادا کر دیے بعد اوسکے مدعی نے اقرار کیا

کہ میرا کچھ مدعا علیہ پر نہ تھا اور مدعی اون روپیون سے نفع کما چکا تو وہ نفع مدعی کو حلال ہوجاویگا **ف** اور مدعا علیہ سے

جسقدر روپیے تھے وہ پھیر پاویگا ص اور اگر بائع نے بیع فاسد سے ایک زمین بیچی اور مشتری نے اوس زمین پر مکان
بنایا تو مشتری پر اوسکی قیمت لازم ہوگی اور حق فسخ کا ساقط ہو جاویگا اور صاحبین کے نزدیک مکان گرایا جاویگا اور زمین
بائع کو واپس کیجاویگی اور مشتری اپنا عملہ لیجاویگا ف ایسا ہی اگر مشتری نے اوس زمین مین درخت بوئے تو امام صاحب کے
نزدیک قیمت زمین کی لازم آویگی اور بائع فسخ نہین کر سکتا اور صاحبین کے نزدیک مشتری کو حکم ہوگا کہ درخت اوکھاڑ لیوے
اور زمین خالی کرے کمال الدین ابن الہمام نے مذہب صاحبین کو ترجیح دی ہے اور نہر الفائق مین مذہب امام صاحب کے اور وہی مختار ہے اس زمانے مین

فصل مکروہات بیع مین

ص مکروہ ہے لاٹھیاپن یعنی مال کی قیمت زیادہ کہدینی اس غرض سے کہ دوسرا شخص اوسکی خرید مین رغبت کرے اور دہوکا پاوے اور
خریدنا منظور نہو ف اسکو عربی مین نجش کہتے ہین روایت کی بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے نہ نجش کرو ص اور مول کرنا اوس چیز پر جسکا کوئی اور مول کر چکا ہے اور دونون کی رضا پائی جاتی ہے اوسپر ف اور
اگر اوس نے ابھی مول نہین چکایا تو جائز ہے صحاح ستہ مین ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مول نہ چکاوے
کوئی اپنے بھائی کے مول چکانے پر اور نہ بیع کرے اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ پیام نکاح کا دے اپنے بھائی کے پیام پر اور قید بھائی کی
اتفاقی ہے واسطے زیادتی نفرت اور قباحت کے ورنہ یہی حکم ہے اگر ذمی ہو یا مستامن درمختار ص اور مکروہ ہے اناج کو آگے
بڑھکر لینا جب شہر والون کو ضرر کرے اسلیے کہ جب بنجارہ قریب شہر کے ہوتا ہے تو عامہ اہل شہر کا حق اوس سے متعلق ہوتا ہے
پس مکروہ ہے کہ بعض شخص آگے جاکے لیوین اور سبکو اس خریداری سے باز رکھین ف یعنی اناج لیکر بنجارے چلے آتے ہین تو شہر کے
باہر جاکر اون سے خرید لینا مکروہ ہے اسکی کراہت کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ شہر مین قحط ہے اور یہ شخص قافلے مین جاکر ملا اور اون
سے سب غلہ خرید کر لیا اور شہر مین لاکر خاطر خواہ قیمت کو بیچا اور اگر یہ شخص نہ جاتا اور قافلہ بنجارون کا شہر مین آتا
تو اہل شہر کو فائدہ ہوتا دوسرے یہ کہ شہر مین قحط اور تنگی نہو مگر یہ کہ قافلے والون کو نرخ شہر کا معلوم نہووے اور یہ شخص
اون سے جاکر سستا خرید کر لیوے فریب دیکر اگر یہ دونون صورتین نہون تو مکروہ نہین ہے اسلیے صحیحین مین روی ہے ابن عباس رض سے
کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقی جلب سے اور اوسکے یہی معنی ہین جو اوپر گذرے ص اور مکروہ ہے بیع حاضر کی
واسطے بادی کے زمانہ قحط مین مہنگے داموں کی طمع سے ف حاضر وہ شخص ہے جو شہر مین رہتا ہے بادی وہ جو بیرون
شہر کا رہنے والا ہے ممانعت اس بیع کی حدیث سے ثابت ہے روایت کی بخاری نے ابن عمر رض سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بیع حاضر سے واسطے بادی کے اور اس حدیث کے دو معنی ہین ایک یہ کہ شہر کا بنیا یا بقال شہر کے لوگو کے
ہاتھ نہ بیچے بلکہ جو باہر سے لوگ آتے ہین اونکے ہاتھ بیچے تاکہ دام زیادہ ملین اور اسیکو اختیار کیا ہے ہدایہ مین دوسرے
یہ کہ باہر کا شخص غلہ لاوے اور اوسکی طرف سے شہری دلال ہووے اور کہے کہ تو جلدی مت کر مین تجکو گران بیچ دونگا
تو بائع بادی ہوا اور حاضر دلال اور یہی معنی اختیار کیے ہین مجتبی اور درمختار اور اصل کتاب مین (یعنی شرح وقایہ ۱۲) اور منقول ہے
یہ تفسیر ابن عباس رض سے اور مناسب ہے اسکے آخر حدیث کہ چھوڑ دو لوگون کو تا اللہ تعالی روزی دے بعضے آدمیون کو
بعضون سے روایت کیا اوسکو مسلم نے جابر رض سے ص اور مکروہ ہے بیع وقت اذان جمعہ کے تحریما ف اسواسطے

کہ فرمایا اللہ تعالی جل شانہ نے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَ
ذَرُوا الْبَیْعَ یعنی اے ایمان والو جسوقت پکارا جاوے واسطے نماز کے دن جمعے کے پس دوڑو واسطے یاد خدا کے اور چھوڑو سودا
کرنا اور اسواسطے کہ بیع کرنے سے خلل آتا ہی سعی مین اور وہ واجب ہی یہانتک کہ اگر سعی مین خلل نہ آوے بلکہ سعی بھی ہوتی جاوے
اور بیع بھی جیسے بائع اور مشتری ایک کشتی مین سوار ہین اور وہ کشتی چلی جاتی ہی مسجد جامع کو تو مضایقہ نہین د ر مختار ص
جن دو بردو مین قرابت قریب محرم ہو ف یعنی ہر ایک دوسرے کا قریب محرم ہو تو محرم غیر قریب جیسے باپ کی جورو یا قریب
غیر محرم جیسے چچا کی اولاد دونون نکل گئے ھدایہ ص اور دونون صغیر سن ہون یا ایک صغیر سن تو اونمین جدائی ڈالنا مکروہ ہی
جب کسی حق کے سبب سے نہووے نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک جب اون دونونمین ناتا ولادت کا ہووے تو ایک کی بیع
بدون دوسرے کے جائز نہین ف اور بعضون نے کہا کہ مطلق امام ابو یوسف کے نزدیک بیع جائز نہین خواہ ناتا ولادت
کا ہووے یا اور طرح کا اور یہی قول ہی زفر اور ائمہ ثلثہ کا اور اصل اس باب مین قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو روایت
کی ترمذی نے ابی ایوب انصاری سے کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے جس شخص نے جدائی ڈالی
درمیان مین والدہ اور اوسکے ولد کے جدائی ڈالیگا اللہ تعالی درمیان اوسکے اور درمیان دوستون اوسکے کے دن قیامت کے
اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی غریب ہی اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے شرط مسلم پر اور نظر کی اوسمین محدثین نے کہ اوسکی اسناد مین حیی بن عبد اللہ
ہی نہین اخراج کیا اوسسے صحاح مین اور اختلاف کیا گیا اوسمین اور بسبب اختلاف کے نہین صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور روایت
کیا اوسکو امام احمد نے ایک قصے کے ساتھ اور روایت کی حاکم نے مستدرک مین عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ملعون ہی وہ شخص جسنے جدائی ڈالی درمیان مین والدہ اور اوسکے لڑکے اور کہا کہ اسناد اوسکی صحیح ہی اور روایت
کی ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ ہبہ کیے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام کہ آپس مین
بھائی تھے تو بیچا مین نے ایک کو پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا علی کیا ہوا ایک غلام تیرا کہا مین نے بیچ ڈالا اوسکو
تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھیر لے اوسکو پھیر لے اوسکو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی اور روایت کی
حاکم اور دارقطنی نے دوسرے طریق سے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے انھون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آئے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی تو حکم کیا مجکو ساتھ بیع دو بھائیون کے تو بیچا مین نے اون دونون کو الگ الگ اور کہا مین نے آنکر یہ امر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو فرمایا آپ نے کہ پھیر لے تو انکو اور بیچ اونکو ایک ساتھ اور نہ جدائی کر درمیان انکے صحیح کیا اوسکو حاکم نے
اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور نفی کی ابن قطان نے ہر عیب کی اس حدیث سے اور کہا کہ یہ اولی ہی اون حدیثون مین جنپر اعتماد
ہوا ہی اس باب مین اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے دوسرے طریق سے لیکن اوسمین انقطاع ہی اور وہ مضر نہین ہمارے نزدیک ک
اور اگر جدائی اون دونون کی کسی حق کے سبب سے ہووے جیسے ایک نے کوئی جنایت کی اوسمین پایا گیا یا عیب کے سبب سے روکا گیا تو مکروہ نہین
اور جائز ہی بیع من یزید یعنی نیلام ف جسکو ہراج کہتے ہین اسواسطے کہ روایت کی اصحاب سنن اربعہ نے انس بن مالک رضی سے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک انصاری سوال کرنے کو آیا تو حضرت نے فرمایا کیا تیرے گھر مین کوئی چیز نہین ہی اوسنے
کہا کیون نہین ایک کمل ہی جسکو کچھ بچھاتا ہون اور کچھ اوڑھتا ہون اور ایک پیالہ ہی جسمین مین پانی پیتا ہون فرمایا

کہا اونکو میرے پاس لے آ سو وہ دونون چیزین لے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو لیا اور فرمایا کہ کون شخص ان دونون
خرید کرتا ہی سو ایک مرد نے کہا کہ مین انکو ہمراہ ایک درہم کے خرید کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو بار یا تین
بار مین ہی زیادہ ایک درہم سے کون ہی سو ایک مرد نے کہا کہ مین دونون کو دو درم کو لیتا ہون سو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون چیزین اوسکو دین اور دونون درم مرد انصاری کو دیے اور فرمایا کہ ایک سے طعام خرید
کرکے اپنے اہل وعیال کو دے اور دوسرے سے کلہاڑی خرید کر لا سو وہ لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنے دست مبارک سے اوسمین لکڑی لگائی اور فرمایا کہ جا لکڑیاں لایا کر اور بیچا کر اور مین تجھکو پندرہ دن نہ دیکھون اوسنے
ایساہی کیا پھر وہ آیا اور اوسکو دس درہم حاصل ہوے سو اوسنے کچھ درہمون کا کپڑا خرید کیا اور کچھ سے کھانا تو حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے حق مین بہتر ہی تیرے آنے سے دن قیامت کے اور داغ سیاہی کا تیرے منہ پر ہو سبب سوال کے

ص باب اقالے کے بیان مین

ف اقالہ بیع کا رد کرنا بعد تمامی کے اقالے کا جواز ثابت ہی حدیث سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پھیرے
مسلمان کی بیع رد کریگا اللہ تعالی لغزش اوسکی قیامت کے دن روایت کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے ص جائز ہی کہ اقالہ یعنی پہلی بیع کا توڑنا بائع اور مشتری کے حق مین تو فسخ بیع ہی
اور سوا انکے اور شخصون کے حق مین مانند بیع جدید کے ہی تو اگر فسخ بیع بائع اور مشتری کے حق مین نہو سکے تو اقالہ باطل
ہوگا ف اور مثال اوسکی آگے آتی ہی ص اور یہ جو معلوم ہوا کہ اقالہ غیر بائع اور مشتری کے نزدیک مانند بیع جدید کے ہی
تو اوسکا فائدہ یہ ہی کہ وقت اقالے کے شفیع کو دعوی شفعہ پہونچتا ہی ف مثلاً زید نے ایک مکان اپنا عمرو کے ہاتھ بیع کیا
اور شفیع نے اپنی رضامندی سے اوسوقت حق شفعہ ساقط کر دیا بعد اوسکے اب اقالہ بیع ہوا تو زید اور عمرو کے حق مین
تو یہ اقالہ فسخ بیع شمار کیا جاویگا اور شفیع کے حق مین بیع جدید تو اب پھر اوسکو دعوی شفعہ پہونچ سکتا ہی درمختار
ص اور اگر ایک لونڈی کی بیع ہوئی اور بعد اوسکے اقالہ بیع ہوا تو اب پھر لونڈی پر استبراء واجب ہوگا ف یعنی اب بائع
اول کو وطی اوسکی جائز نہوگی بغیر استبراء کے ص اور ابو یوسف کے نزدیک اقالہ بیع ہی تو اگر بیع نہو سکے گی تو فسخ شمار کیا جاویگا
اور امام محمد کے نزدیک فسخ ہی اور اگر فسخ ممکن نہ ہوگی تو بیع شمار کی جاویگی ص تو باطل ہی اقالہ بیع اوس لونڈی مین
جو بعد بیع کے مشتری کے پاس آنکر جنے ف مثلاً ایک لونڈی خریدی اور وہ مشتری پاس آنکر بعد قبض کے جنے تو اب
اقالے کو فسخ نہین بنا سکتے اسواسطے کہ بیع مین زیادتی ہوگئی اور یہ مانع فسخ ہی تو اقالہ باطل ہوگا کفایہ ص امام صاحب
کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک باطل نہین ہی کیونکہ اس اقالے کو بیع بنا سکتے ہین اور اقالہ اوتنی ہی قیمت کو درست ہی
جو اول مقرر ہوئی تھی تو اگر روپے کے بدلے مین بیع ہوئی تھی اور اقالے مین اشرفی ٹھہری یعنی جنس اور قسم قیمت کی بدل گئی
یا قیمت کم و بیش پہلی قیمت سے ٹھہری تو یہ شرط باطل ہوگی اور بائع پر پہلی قیمت کا صرف پھیرنا لازم آویگا امام صاحب کے نزدیک
اور صاحبین کے نزدیک شرط صحیح ہی اسواسطے کہ امام صاحب کے نزدیک اقالہ فسخ بیع اول ہی اور فسخ نہین ہوتا مگر پہلی قیمت
پر اور صاحبین کے نزدیک بیع جدید ہی تو کم و بیش قیمت پہلی قیمت سے درست ہوگی الا کمی قیمت کی اوس صورت مین

درست ہے جب بیع میں مشتری کے پاس نکر کوئی عیب ہو گیا ہو اور صحت اقالہ کا ہلاک ثمن مانع نہیں ہے البتہ ہلاک ہوجانا بیع کا مانع صحت اقالہ ہے **ف** یعنی اگر ثمن اول بائع کے پاس تلف ہوجاوے تو بھی اقالہ کا مانع نہیں اسواسطے کہ ثمن تابع ہے بیع میں اور اصل بیع ہے اور وہ موجود ہے اسی واسطے اگر بیع تلف ہوجاویگی مشتری کے پاس تو پھر اقالہ اوسکا نہو سکے گا مثلاً زید سے گھوڑا خریدا اور وہ زید کے پاس کر مر گیا تو اب اقالہ اوسکا نہیں ہوسکتا یا غلام خریدا اور وہ بھاگ گیا اور اگر بعد اقالے کے بیع ہلاک ہو گئی تو اقالہ باطل ہو کر اصل بیع قائم ہوجاویگی پھر **ص** اور اگر بیع میں سے کسیقدر تلف ہوجاوے تو اوسیقدر کا اقالہ نہو سکیگا باقیکا درست ہوگا **ف** مثلاً زمین کو خرید کیا کھیت کے ساتھ اور کھیت کاٹ لیا پھر اقالہ کیا تو زمین میں بقدر اوسکے حصے کے اقالہ صحیح ہے

مسائل الحاقیہ اقالہ میں رضامندی بائع اور مشتری کی شرط ہے اور اقالہ نکاح اور طلاق اور عتاق کا نہیں ہو سکتا اور جب ہے اقالہ عقد فاسد مکروہ کا اگر اقالہ ہوا اور پھر وہ چیز موہوب لہ کے پاس آ گئی تو واہب کو حق رجوع ثابت نہوگا صابون کو خریدا اور پھر وہ سوکھ گیا تو اقالہ جائز ہے اسواسطے کہ کل بیع باقی ہے اور صحیح ہے اقالے کا اقالہ کرنا تو پھر بیع اول لوٹ آویگی مگر اقالہ سلم کا اقالہ صحیح نہیں انگور کا باغ بیچا اور تسلیم کیا سو مشتری نے اوسکا پھل کھایا سال بھر تک پھر دونوں نے اقالہ کیا تو اقالہ صحیح نہیں ہے ۱۲ محتار

باب مرابحہ اور تولیہ کے بیان میں

ص مرابحہ کہتے ہیں چیز کے بیچنے کو اصل لاگت پر ایک نفع معین کر کے اور تولیہ کہتے ہیں صرف لاگت پر بیچنے کو بلا نفع کے **ف** جاننا چاہیے کہ بیع چار طرح پر ہوتی ہے مرابحہ اور تولیہ اور مساومہ اور وضیعہ مرابحہ اور تولیہ تو معلوم ہوچکا ہے اور مساومہ کہتے ہیں اوس بیع کو جسکے ثمن پر بائع اور مشتری راضی ہوجاویں بدون لحاظ پہلی قیمت کے اور وضیعہ کہتے ہیں اصل لاگت سے نقصان پر بیچنے کو اور مرابحہ اور تولیہ کا جواز عقلاً ثابت ہے اور نقلاً بھی دلیل اوسکی حدیث ہے جسکو ذکر کیا ابن اسحاق نے سیرت میں کہ حضرت ابوبکر نے دو اونٹ خرید سے اور اون میں سے جو افضل تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے واسطے سواری کے پیش کیا اور کہا آپ سوار ہوجیے صدقے ہوں آپ پر ماں باپ میرے تب فرمایا آپنے میں نہیں سوار ہونگا اوس اونٹ پر جو میری ملک میں نہیں ہے تو کہا ابوبکر نے کہ وہ اونٹ آپ کا ہو گیا فرمایا آپنے نہیں مگر اوس قیمت پر جتنے کو تم نے خریدا تو قبول کیا اوسکو حضرت ابوبکر نے اور سوار ہوے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس اونٹ پر اور روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن المسیب سے مرسلاً کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تولیہ اور اقالہ اور شرکت سب برابر ہیں نہیں ہے حرج ان میں اور مرسلات سعید کے مقبول ہیں فتح **ص** اور شرط ان دونوں کی یہ ہے کہ پہلی قیمت جو بائع نے دی تھی مثلی ہو **ف** یا غیر مثلی لیکن وہ چیز وقت مرابحہ کے مشتری کی مملوک ہوجاوے تو ثمن مثلی جیسے روپے اشرفی اور کیلی موزونی یعنی جو چیزیں نپ تل کر بکتی ہیں اور جو گن کر بکتی ہیں لیکن مقدار میں یکساں اور قریب ہوتی ہیں اور ثمن ذوات القیم جیسے حیوان اور انسان کہ انکے افراد کی قیمت میں بڑا تفاوت ہوتا ہے اور ثمن مثلی اسواسطے شرط ہوئی کہ اگر ثمن غیر مثلی ہوگا مثلاً کپڑا بعوض غلام کے خرید کیا تو بیان مرابحہ اور تولیت قیمت غلام پر ہوگا اور حال آنکہ قیمت اوسکی مجہول ہے ہاں اگر مشتری ثانی اوسی چیز کا مالک ہوجاوے جسکو بائع ثانی نے قیمت میں دیا تھا اور اوسی قیمت سے خریدے تو غیر مثلی سے بھی مرابحہ جائز ہے صورت اسکی یہ ہے کہ گھر خرید کیا عوض کپڑے کے اور اوسکو تسلیم کر دیا پھر گھر کے بائع نے وہی کپڑا مثلاً زید

کو بطریق بیع یا ہبہ کے دیا پھر گھر کے مشتری نے گھر بیچا زید کے ہاتھ بعوض اوسی کپڑے کے اور کچھ نفع مین ملا یا نفع تو جائز ہی کیونکہ زید ثمن اول کے دینے پر قادر ہی **ن** نہیں **ص** اور مرابحہ اور تولیہ کی طرف احتیاج اسواسطے ہی کہ جو شخص ناواقف اور نادان ہی خرید و فروخت مین وہ شخص بائع واقف کے ایمان پر نفع دیکر یا اصل لاگت پر خرید کرسکتا ہی اور اس سے اپنے جی کو خوش کرتا ہی تو اسواسطے ان دونون قسمون کا مدار امانت اور دیانت پر ہی اور ضرور ہی اسمین احتراز خیانت اور شبہ خیانت سے **ص** اسواسطے اصل لاگت کپڑے مین شریک ہوگی مزدوری دھلوائی اور رنگائی اور چھپوائی کی اور اسیطرح ڈورے مین بٹوائی کی مزدوری اور غلے مین باربرداری کی **ف** اور بھیڑ بکریون کے ہانکنے کی مزدوری اور شربت اور درخت کی مزدوری اور پوشاک اور طعام بیچ کا بدون اسراف کے اور سینچوائی پانی کی کھیت مین اور نہرون کی صفائی کی اور باغ مین درخت لگانے کی اور گھر کے چونہ کاری کی ان سب چیزون کی مزدوریان اصل لاگت مین گنی جاوینگی اسیطرح موتی مین سوراخ کرنیکی مزدوری اور لکڑی مین دروازہ بنانے کی **درمختار و نہر** الفایق مین اسکا قاعدہ کلیہ یہ لکھا ہی کہ جن مصارف کی لاگت مین ملانے کا دستور ہو تجارون مین اور اوسکے سبب سے بیع مین یا قیمت مین زیادتی ہووے تو وہ لاگت مین ملائے جاوینگے **ص** لیکن ان چیزون کی اجرت اور مزدوری لاگت مین ملائی جاوے تو بائع یون کہے کہ اتنے دامون کو مجھے یہ چیز پڑی ہی اور یون نہ کہے کہ اتنے کو مین نے خریدا ہی **ف** تاکہ جھوٹ نہو جاوے اور جس مکان مین اسباب رکھا ہو اوسکا کرایہ یا چرواہے کی مزدوری یا تعلیم غلام اور لونڈی کی مزدوری اصل لاگت مین داخل نہوگی **ہدایہ ص** تو اگر مشتری دوم کو معلوم ہوا کہ مشتری اول نے مرابحہ مین خیانت کی تو اوسکو اختیار ہی چاہے اون دامون پر جو مشتری اول نے بیان کیے ہین خرید لیوے اور چاہے پھیر دیوے اور تولیہ مین اگر خیانت معلوم ہوئی تو جسقدر مشتری اول نے خیانت کی رو سے اصل لاگت پر دام بڑھائے ہون کاٹ کر باقی دام دیدیوے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مرابحہ اور تولیہ دونون صورتون مین کاٹ لیوے اور امام محمد رح کے نزدیک دونون صورتون مین چاہے مشتری اول کے بتائے دامون پر لیوے یا پھیر دیوے **ف** اور فتوی امام صاحب کے قول پر ہی **ص** اور جس شخص نے ایک چیز خرید کر نفع پر بیچی اور پھر اوسکو جس دامون سے بیچا تھا اوس سے کم کو خرید لیا تو اب اگر اوسکو پھر مرابحہ یا تولیہ سے بیچے گا تو مقدار نفع اول کو اصل لاگت سے مجرا کرے اور اگر نفع پوری لاگت کو گھیر لیوے یعنی وہ شی مفت پڑ جاوے تو اب اوسکو بطریق مرابحہ نہ بیچے مثلاً ایک گھوڑا دس روپے کو خریدا اور پھر پندرہ کو بیچا اور پھر دس کو خرید لیا تو اب اگر اوسکو مرابحہ سے بیچے گا تو یہ کہے کہ مجھکو پانچ روپے کو پڑا ہی اور اگر دس روپے کو خریدا اور بیس کو بیچا اور پھر دس کو خریدا تو اب وہ اوسکو مرابحہ کے طور پر بالکل نہ بیچے بلکہ مساومۃ یا اور طرح چیز بیچے بخلاف صاحبین کے کہ اونکے نزدیک دونون صورتون مین ثمن اول پر مرابحۃً بیچنا جائز ہی **ف** اور صاحبین کا قول خلق پر آسان ہی اور امام کا قول مضبوط تر ہی تو جس قول پر چاہے عمل کرے اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہی **ص** اگر اوس غلام نے جسکو مولی نے اذن تجارت کا دیا ہی اگرچہ وہ غلام قرضدار ہو کہ بقدر اپنی قیمت کے ایک کپڑا خریدا دس روپے کو اور مولی نے اوس سے پندرہ کو خریدا تو مولی اگر اوس کپڑے کو مرابحہ سے بیچے تو چاہیے کہ اصل جمع دس روپے بتلاوے اور نفع اوسکا اونٹا یعنی اگر مولی دس روپے کو کپڑا لیکر اوسی غلام کے ہاتھ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام مرابحہ سے بیچنا چاہے تو دس روپے لاگت بتلاوے اور پندرہ نہ کہے **ف** اور دلیل اسکی اصل کتاب ہدایہ مین مذکور ہی اور قرضدار غلام

ہین جب یہ صورت ہوئی تو اگر قرضدار ہوگا تو بطریق اولی مولی کو یا غلام کو وہی دام بتلانا پڑین گے جس دامون مولی یا غلام نے
اوس شی کو لیا ہی یعنی دس روپے ان دونون صورتون مین ص اور اگر مضارب کے پاس دس روپے تھے مثلاً آدھے نفع کے
قرارداد پر اوس دس روپے کے بدلے مین مضارب نے ایک کپڑا خریدا اور پندرہ روپے کو مالک مال کے ہاتھ بیچا تو اگر مالک مال
اب اوسکو مرابحہ سے بیچے تو ساڑھے بارہ قیمت کپڑے کی بتاوے ف اسواسطے کہ نصف نفع یعنی اڑھائی روپیہ ملک ہی
صاحب مال کی اور اسیطرح اوسکے اولٹے مین حکم ہی یعنی جبکہ صاحب مال بائع ہووے اور مضارب مشتری چنانچہ ذکر اسکا کتاب
المضاربۃ مین آویگا ص اگر لونڈی خریدے صحیح و سالم اور مشتری کے پاس آنکر کانی ہو گئی ف کسی آفت سماوی سے ص
یا وہ لونڈی ثیبہ تھی اور مشتری نے اوس سے جماع کیا اور پھر اب بیچتا ہی اوسکو مرابحہ سے تو اپنی اصل لاگت بیان کردے اور اوسکا
بیان ضرور نہین کہ یہ لونڈی اچھی تھی میرے پاس آنکر کانی ہو گئی یا اس سے مین نے جماع کیا ہی ف اور ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کے
نزدیک بیان اسکا ضرور ہی اور یہی مذہب ہی باقی ائمہ کا فقیہ ابو اللیثؒ نے کہا ہم اسی سے اخذ کرتے ہین اور اسی کو ترجیح
دیا کمال الدین ابن الہمام نے اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہی ص اور اگر مشتری نے خود آنکھ اوسکی پھوڑ دی یا کسی اور نے
اوسکی آنکھ پھوڑی اور مشتری نے اوس شخص سے دیت لے لی یا وہ لونڈی باکرہ تھی اور مشتری نے اوسکا ازالہ بکارت
کیا جماع سے تو ان صورتون مین جسوقت مرابحہ سے بیچے تو یہ کیفیت بیان کر دیوے اگر ایک کپڑا خریدا اور چوہون نے اوسکو
چوہا کہین سے کاٹ گیا یا آگ سے جل گیا تو اب اگر اوسکو مرابحہ سے بیچے تو بیان کرنا اوسکا ضرور نہین اور اگر اوسکے لپیٹنے اور کھولنے
سے پھٹ گیا تہ ٹوٹ گئی تو مشتری ثانی سے بیان اوسکا ضرور ہی اگر ایک غلام خریدا ہزار روپے کو اودھار ایک مدت پر پھر
اوسکے نفع پر اوسے فروخت کیا بغیر بیان کے ف یعنی مشتری ثانی سے یہ نہ کہا کہ مین نے ہزار روپے اودھار کو لیا ہے
ص تو اب مشتری ثانی کو اختیار ہی جب معلوم ہووے اوسکو یہ بات چاہے اوس غلام کو پھیر دیوے چاہے رکھ لیوے ف لیکن
اگر رکھ لیگا تو اوسکو گیارہ سو روپے نقد دینے پڑینگے نہ موجل ص تو اگر مشتری ثانی نے وہ غلام تلف کر دیا تو اوسکو
گیارہ سو روپے پورے دینا لازم آوین گے نقد اور یہی حال تولیہ کا ہی ف کہ اگر مبیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم کو خیانت
اودھار مشتری اول کی معلوم ہوگی تب تو اختیار ہوگا چاہے اوس چیز کو رکھ لیوے اور چاہے واپس کر دیوے اور
اگر بعد مبیع کے تلف کرنے کے خیانت مشتری اول پر اطلاع ہوگی تو جتنے دام ٹھہرے تھے پورے دینا پڑین گے ص اگر زید نے
عمرو سے کہا کہ جتنے کو یہ چیز مجکو پڑی ہی اوتنے کو تیرے ہاتھ بیچتا ہون اور عمرو کو معلوم نہین کہ زید کو کتنے کو یہ چیز
پڑی ہی تو بیع فاسد ہی اور اگر عمرو کو اوسی مجلس بیع مین معلوم ہو جاوے کہ اتنے کو یہ چیز زید کو پڑی ہی تو اوسکو
اختیار ہوگا چاہے لے چاہے پھیر دیوے (واسطے جہالت ثمن کے ۱۲) ف تو اگر مجلس مین بھی حال ثمن کا معلوم نہووے تو بیع باطل
ہو جاوے گی درمختار ص جس چیز کو خریدے تو جب تک اوسپر قبضہ نکر لیوے بیع اوسکی جائز نہین مگر
عقار مین ف جاننا چاہیے کہ مبیع دو قسم ہی ایک منقول جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا سکین جیسے چاندی سونا
برتن گھوڑا اسباب وغیرہ اور ایک غیر منقول جسکی نقل و تحویل مکانی متعذر ہووے جیسے زمین مکان باغ وغیرہ
اور اوسکو عقار کہتے ہین دلیل اس باب مین وہ روایت ہی جو اخراج کیا اوسکا شیخین اور مالکؒ نے ابن عمرؓ سے کہ نبی ﷺ

کوئی غلّے کو یہان تک کہ قبضہ کر لے اوسپر اور طعام وغیرہ منقولات مین سے ہی اور محمدؒ کے نزدیک خواہ منقول ہو یا عقار کسی
کی بیع قبل قبض کے جائز نہین بدلیل اوس حدیث کے جسکو روایت کیا نسائی نے سُنن کبریٰ مین حکیم بن حزامؓ سے کہ کہا مین نے یا رسول
اللہ صلوات اللہ علیک مین خرید و فروخت کیا کرتا ہون تو بتا دیجیے کہ کونسی خرید و فروخت حلال ہی اور کونسی حرام ہی
تب فرمایا آپ نے کہ نہ بیچ تو کسی شیء کو یہان تک کہ قبضہ کر لے تو اوسپر اور بھی روایت کیا اوسکو احمدؒ نے مسند مین اور ابن حبان نے
اور کہا کہ یہ حدیث مشہور ہی یوسف بن ماہک سے انھون نے حکیم بن حزام سے اور اونکے بیچ مین ابن عصمہ نہین ہی اور
حاصل یہ ہی کہ مخرجین اس حدیث کے بعضے ابن عصمہ کو داخل کرتے ہین درمیان ابن ماہک اور حکیم کے اور بعضے نہین
اور ابن عصمہ ضعیف ہی نہایت وسچ کا کہا ابن حزم نے عبد اللہ بن عصمہ مجہول ہی اور صحیح کہا اونھون نے حدیث کو بروایت
یوسف بن ماہک خود حکیم سے اسواسطے کہ اوس نے تصریح کر دی اپنے سماع کی حکیم سے روایت قاسم بن اصبغ مین اور صحیح
ہی کہ عبد اللہ بن عصمہ ان دونون کے بیچ مین ہی ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور عبد الحق اور ابن قطان نے اوسکو
ضعیف کہا اور دونون نے خطا کی اسواسطے کہ یہ عبد اللہ بن عصمہ جشمی حجازی ہی اور وہ جو ضعیف ہی عبد اللہ بن عصمہ
نصیبی ہی یا اور کوئی ہی تو حق یہ ہی کہ یہ حدیث حجت ہی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین نقل کی زید بن ثابت سے
کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچنے سے اسباب کے یہان تک کہ لیجاوین اوسکو تجار اپنی منزلون تک اور صحیح کہا اوسکو
اور تنقیح مین ہی کہ اسناد اوسکی جید ہی اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ مراد اسباب سے یہان منقول ہی کیونکہ منقولات کا
لیجانا اپنی منزلون تک ممکن ہی نہ غیر منقول کا البتہ حدیث نسائی کی عام ہی تو اوسکا جواب امام صاحب یہ دیتے ہین کہ مراد اوس
سے بھی شیء منقول ہی اسلیے کہ غایت اس نہی سے یہی ہی کہ جبتک بیع پر قبضہ نہین کیا احتمال ہی اوسکے تلف اور ہلاک ہو جانیکا
اور تلف و ہلاک عقار مین نہایت نادر ہی ہی اسواسطے اگر عقار بالاخانہ ہو یا زمین ہو دریا کے کنارے پر محتمل السقوط اور مانند اسکے
چنانچہ خوف ہو زمین یا گھر کے چھپ جانے کا ریت سے تو اسوقت مین غیر منقول بھی مانند منقول کے ہوگا عدم صحت بیع مین قبل قبض کے
فتح و درر بحتا ص اور جس شخص نے کوئی ایسی چیز خریدی جو ناپ کر یا تول کر یا گن کر بکتی ہی ف جیسے غلّہ کہ ناپ کر عرب مین
اور حوالی مدراس مین بکتا ہی اور سونا چاندی تول کر بکتا ہی اور اخروٹ وغیرہ گن کر ص تو نہ بیچے اوسکو اور نہ کھاوے یہان
تک کہ ناپ لے اوسکو یا تول لے یا گن لے ف اور اگر یون ہی کھاوے گا یا بیع کریگا تو مکروہ تحریمی ہی در بحتا ص منع کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع غلّہ سے جبتک کہ جاری نہوون اوسمین دو صاع صاع بائع کا اور صاع مشتری کا اور مطلب اسکا یہ ہی کہ بائع
مشتری کے سامنے بعد بیع کے اوسکو ناپ یا تول یا گن دیوے اور صحیح یہ ہی کہ بائع کا اس صورت مین ناپنا اور تولنا اور گننا
کافی ہی اب پھر مشتری کو ضرور نہین ناپنا وغیرہ یہان تک کہ اگر بائع نے قبل بیع کے اوسکو ناپ یا تول یا گن رکھا ہی تو یہ کافی نہین
اگرچہ مشتری کے سامنے ہو یا بعد بیع کے ناپا لیکن مشتری کی غیبت مین وہ بھی معتبر نہوگا ف اور اوس سے وہ چیزین
نکل گئین جو بطور تخمین اور اٹکل کے ڈھیریان لگا کر بکتی ہین تو اوسکا تولنا اور ناپنا لازم نہین اصل اس باب مین روایت
ہی ابن ماجہ کی جابرؓ سے نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يَجْرِيَ فِيهِ الصَّاعَانِ صَاعُ الْبَائِعِ وَصَاعُ
الْمُشْتَرِي یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام کی بیع سے منع فرمایا تا وقتیکہ اوسمین دو صاع جاری نہوون ایک صاع بائع کا

اور دوسرا صاع مشتری کا اور اس مضمون کو اسحاق اور ابن ابی شیبہ اور بزار اور عبد الرزاق نے بالفاظ مختلفہ نقل کیا ہی اگرچہ اس حدیث کی اسنادون مین ضعف ہی لیکن بسبب تعدد طرق اور مقبول الیہ کے حجت ہی اور محل حدیث وہ ہی کہ مشتری نے ایک چیز خریدی ناپ یا تول کے اور اب اوسکو بیع کرتا ہی تو پھر مشتری ثانی کے روبرو ناپے اور تولے تو مشتری اول وقت اپنی خرید کے مشتری تھا اور اب بائع ہوگیا یعنی یا وہ صورت ہی جسکو شارح بیان کرتا ہی **ص** ایک شخص نے عقد سلم کیا ایک کر مین گیہون کے مثلاً ایک مدت معین پر تو ہر گاہ مدت گذری تو مسلم الیہ نے ایک کر گیہون کا ایک شخص سے خرید کر کے رب السلم کو حکم کیا کہ قبضہ کر لیوے اوس کر پر پہلے مسلم الیہ کی طرف سے پھر اپنے لیے تو پہلے رب السلم نے اوس گیہون کو مسلم الیہ کے لینے یا پھر اپنے لینے ناپا تو جائز ہوگا **ف** اس صورت مین صاع بائع اور مشتری کے جمع ہوئے **ص** اور جو چیزین گز وغیرہ سے ناپ کر بکتی ہین اونکا استعمال بعد قبضے کے قبل ناپ لینے کے درست ہی اور ثمن مین تصرف کرنا **ف** جیسے روپے کے بدلے اشرفیان لینا یا کپڑا یا اونٹ یا گھوڑا یا ثمن کا ہبہ کر دینا یا بیچ ڈالنا یا وصیت کرنا ساتھ ثمن کے یا اجارہ دینا **فتح** **ص** قبل اس بات کے کہ بائع اوسپر قبضہ کرے درست ہی **ف** کیونکہ ثمن تابع ہی بیع مین اور اوسمین خوف فسخ عقد کا نہین بسبب ہلاک ثمن کے اسواسطے کہ وہ متعین نہین تعیین سے بخلاف بیع کے **هد** ایہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا مین نے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیک مین بیچتا ہون اونٹ نقیع مین تو بیچتا ہون عوض مین دینار کے اور لیتا ہون دراہم اور بیچتا ہون عوض مین دراہم کے اور لیتا ہون دینار تو فرمایا آپ نے نہین ہی حرج اسمین اگر لیوے نرخ سے اوس دن کے جبتک کہ جدا نہو تم دونون اور تمہارے درمیان مین کوئی معاملہ باقی ہو اسکو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور دارمی نے اور صحیح کہا اوسکو حاکم نے **ص** ثمن مین کمی اور زیادتی کرنی درست ہی جبتک بیع قائم ہی یعنی کمی مطلقاً درست ہی اور زیادتی اوس صورت مین جبتک بیع ہلاک نہوئی ہو تو درست ہی **ف** اور بعد ہلاک بیع کے زیادتی ثمن درست نہین اگرچہ ہلاکی حکمی ہو اسطرح پر کہ مشتری نے اوسکو بیچا پھر اوسکو خرید کیا پھر ثمن زیادہ کیا درمختار **ص** اور اسیطرح جائز ہی زیادتی بیع مین **ف** یعنی اگر بائع اپنی خوشی سے بیع مین کچھ اوپر بڑھاوے تو درست ہی **ص** اور ان صورتون مین کل کا استحقاق ہو جاتا ہی یعنی اگر ثمن مشتری نے بڑھایا تو بائع اصل ثمن اور زیادتی دونون کا مستحق ہو جاتا ہی اور بائع نے اگر مبیع بڑھادی تو مشتری اصل مبیع اور زیادتی دونون کا مستحق ہوتا ہی اور ایک مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ اگر مبیع درصورت زیادتی یا ثمن درصورت زیادتی کسی شخص غیر کی نکلے تو مشتری اصل ثمن مع زیادتی بائع سے پھیرے گا اور اسیطرح بائع کل مبیع مع زیادتی کے مشتری سے وصول کریگا **ف** اسواسطے کہ یہ زیادتی ثمن یا مبیع مل جاتی ہی اصل عقد سے گویا عقد اسقدر مبیع یا اسقدر ثمن پر واقع ہوا مثلاً زید نے عمرو سے ایک روپے کو چار آم خرید کیے اور عمرو نے اپنی خوشی سے ایک اور آم بڑھا دیا تو گویا ایسا سمجھا جاویگا کہ زید نے عمرو سے روپے کے پانچ آم خرید لیے اسی طرح اگر زید نے ایک روپے پر چار آنے یا آٹھ آنے بڑھا دیے تو ڈیڑھ روپیہ یا سوا روپیہ اصل ثمن سمجھا جاویگا **ص** اور امام شافعی اور زفر رحمہ اللہ کے نزدیک یہ زیادتی اصل عقد سے نہ ملیگی بلکہ ایک علحدہ احسان رہیگا تو اب بعد زیادتی ثمن یا مبیع کے اگر عقد مرابحہ کرے تو کل پر کرے اور بعد کمی مبیع یا ثمن کے باقی پر عقد مرابحہ کرے اور شفیع پھر سوت مین کم قیمت سے لیگا **ف** یعنی مثلاً زید نے عمرو سے ایک مکان خرید اسو روپے پر بعد اوسکے زید نے پچیس روپے بڑھا دیے یا عمرو نے پچیس روپے گھٹا دیے اور بکر کا شفعہ اوس مکان پر ثابت ہوا تو بکر صورت اول مین ثمن

سو ہی روپے کو اور صورت ثانی مین مجبور کو دے سکتا ہو **ص** اگر ایک شخص نے کہا بیچ تو غلام اپنے کو زید کے ہاتھ بدلے مین ہزار روپے کے اس شرط پر کہ مین ضامن ہون ثمن مین سے سوا ہزار کے سو روپے کا مثلاً اور اوسنے بیچ ڈالا تو مالک غلام کا ہزار روپے زید سے وصول کریے اور سو روپے ضامن سے اور اگر اوس نے یہ نہین کہا کہ مین ثمن مین سے سوا ہزار کے سو کا ضامن ہون **ف** یعنی ثمن کی قید اوسنے نہین لگائی **ص** بلکہ اتنا ہی کہا کہ مین سوا ہزار کے سو کا ضامن ہون تو مالک غلام کا ہزار روپے زید سے وصول کریے اور ضامن پر کچھہ نہین لازم آتا سوائی قرض کے **ف** قرض وہ عقد مخصوص ہی جو وارد ہو مال مثلی کے دینے پر دوسرے شخص کو تا وہ شخص ویسا ہی مال پھیر دیوے جیسے روپے اشرفی غلہ وغیرہ **ص** اور طرح کا دین **ف** مثلاً ثمن مبیع **ص** اسکی مدت معلوم اگر دائن مقرر کر دیگا تو وہ موجل ہو جاویگا یعنی پھر اندرون مدت کے اوسکو مطالبہ نہین ہو سکتا اور قرض کی مدت اگر مقرض یعنی قرض دینے والا مقرر کریے تو صحیح نہین یعنی اوسکو لازم نہین کہ پھر مدت کے اندر مطالبہ نکرسکے بلکہ باوجود تقرر مدت کے جب چاہے اپنا قرض طلب کر سکتا ہی وجہ اوسکی یہ ہی کہ قرض باعتبار ابتدا کے محض تبرع ہی تو جیسے معیر کو مدت استیفای عاریت کی لازم نہین اسی طرح مقرض کو اور باعتبار انتہا کے معاوضہ ہی کیونکہ ادسمین رد مثل واجب ہی تو اس اعتبار سے تاجیل صحیح نہین کیونکہ لازم آتا ہی کہ دراہم کی بیع دراہم سے اودھار ہو اور یہ مقتضی فساد قرض ہی حالانکہ یہ خلاف اجماع ہی لہذا علمای حنفیہ قائل ہوئے کہ تاجیل قرض صحیح غیر لازم ہی زیلعی **ف** نہر مسائل الحاقیہ ایک لڑکے صغیر محجور کو قرض دیا اور اوسنے ہلاک کر دیا تو ضامن نہوگا اور مثل اوسکے مرد بالغ بیہوش ہی تنقیر الطرز ائدہ قرض مین جاہل ہین اور اوسے قرض باطل نہین ہوتا روٹی کا قرض لینا اور گوندہے ہوے آٹے کا تو لکر جائز ہی کمتر چیز کا خرید کرنا ثمن گران سے بسبب حاجت قرض کے جائز اور مکروہ ہی درمختار

ص باب ربوا یعنی سود کے بیان مین

ف سود لینا باتفاق امت حرام ہی اور گناہ کبیرہ ہی فرمایا اللہ سبحانہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا ای ایمان والو بیاج نہ کھاؤ اس آیت مین مراد ربوا مال زائد ہی خواہ قرض مین ہو یا اموال ربویہ کی بیع مین اور کاہے ربوا نفس زیادت کو بھی کہتے ہین یعنی بمعنی مصدری فرمایا اللہ تعالے نے وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا اور حلال کیا اللہ تعالی نے بیع کو اور حرام کیا ربوا کو یعنی اموال ربویہ کے قرض یا بیع مین زیادہ دینے لینے کو فتح صحیح مسلم مین جابر رض سے روایت ہی کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیاج کھانے والے پر اور کھلانے والے پر اور اوسکے لکھنے والے پر اور اوسکے گواہون پر اور فرمایا آپ نے سب برابر ہین اور روایت کی امام احمد اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ آویگا ایک زمانہ لوگون پر کہ نہ باقی رہیگا کوئی مگر کھانے والا بیاج کا تو اگر نہ کھاویگا اوسکو پہونچ جاویگی اوسکو بھاپ اوسکی اور ایک روایت مین گرد اوسکی عبد اللہ بن حنظلہ سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک درہم سود کا کہ کھاتا ہی اوسکو آدمی جان بوجھکر سخت زیادہ ہی چھتیس ۳۶ زنا سے اخراج کیا اوسکا احمد اور دارقطنی نے اور روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس رض سے کہ جس شخص کا گوشت بڑھا ہی مال حرام سے تو جہنم قریب ہی اوسکے اور روایت کی ابن ماجہ و بیہقی نے ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیاج کے تہتر ٹکڑے ہین سب سے کم ایسا ہی جیسے کوئی اپنی ماں سے جماع کرے اور ابن مسعود رض سے کہ بیاج اگرچہ بہت ہوتا ہی مال اوس سے لیکن انجام اوسکا نقصان ہی اور احمد و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شب معراج کو آیا میں ایک قوم پر پیٹ انکے مثل گھروں کے ہیں اور ان میں سانپ ہیں کہ باہر سے دکھائی دیتے ہیں تو پوچھا
میں نے جبرئیل علیہ السلام سے کون ہیں یہ لوگ کہا انہوں نے یہ سود خوار ہیں اور فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ آخر آیت کلام اللہ کی آیت بیاج کی ہے
اور تحقیق حضرت نے وفات کی اور خوب کھول کر بیان نہ فرمایا بیاج کو تو چھوڑو تم بیاج کو اور جس میں شبہہ بھی بیاج کا ہو ص
ربوا ایک زیادتی ہے ایک جنس کی دو چیزوں میں تول یا ناپ سے جو خالی ہو عوض سے اور شرط کی گئی ہو واسطے احد المتعاقدین کے ف
یعنی واسطے بائع کے یا مشتری کے یا مقرض کے یا مستقرض کے ص معاوضے میں تو ایک جنس کی دو چیزوں کے کہنے سے نکل گیا مبادلہ
دو سیر جو کا ساتھ ایک سیر گیہوں کے بسبب نہ ہونے جنس کے اور تول ناپ کی قید سے نکل گیا دس گز کپڑا بدلے میں پانچ گز کے اور
خالی ہو عوض سے اس سے وہ صورت نکل گئی کہ سیر بھر گیہوں اور سیر بھر جو کو دو سیر گیہوں اور دو سیر جو کے بدلے میں بیچا اسواسطے
کہ یہاں اگرچہ ثانی زائد ہے لیکن یہ زیادتی بے عوض کے نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سیر بھر جو کے مقابلے میں دو سیر گیہوں ہوویں اور سیر
بھر گیہوں کے عوض میں دو سیر جو اور یہ جو کہا کہ شرط کی گئی ہو احد المتعاقدین کے واسطے اس سے وہ صورت خارج ہو گئی کہ زیادتی کی
شرط شخص ثالث کے لیے ہو تو وہ ربوا نہیں شمار کیجاویگی اور معاوضے کی قید اسواسطے لگائی کہ زیادتی اوس عقد میں جو خالی ہو
عوض سے جیسے ہبہ بیاج نہیں ہے علت اور شرط ربوا کی دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ دونوں چیزیں قدری ہوں یعنی پیمانے
میں نپ کر یا تل کر بکتی ہوں دوسرے یہ کہ اون دونوں چیزوں کی جنس ایک ہو ف مثلاً دونوں طرف گیہوں ہوں یا چاول
یا سونا یا چاندی اور اگر وہ چیز نپ یا تل کر نہ بکتی ہو بلکہ شمار کر کے جیسے ککڑی آم وغیرہ تو اسمیں ایک کے بدلے دو لینا
درست ہے یا جنس ایک نہو جیسے جو کے بدلے گیہوں یا چاولوں کے بدلے جو تو اس صورت میں بھی زیادہ لینا بیاج نہ کہلاویگا ص
اور شافعی رح کے نزدیک شرط بیاج کی یہ ہے کہ وہ دونوں چیزیں یا کھانے کی قسم سے ہوویں جیسے گیہوں چاول یا قیمت جیسے سونا
چاندی اور ایک جنس ہونا اور امام مالک کے نزدیک شرط یہ ہے کہ کھانے کی قسم سے ہوویں یا قابل رکھ چھوڑنے کے اور جمع کرنے کے ہوویں
ف اصل اس باب میں وہ حدیث ہے جسکو روایت کیا صحاح ستہ والوں نے سوائے بخاری کے عبادہ بن صامت سے کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچو سونے کو بدلے میں سونے کے اور چاندی کو بدلے میں چاندی کے اور گیہوں کو بدلے میں گیہوں
کے اور جو کو بدلے میں جو کے اور کھجور کو بدلے میں کھجور کے اور نمک کو بدلے میں نمک کے مثل کو بعوض مثل کے دست بدست
برابر برابر تو جب یہ قسمیں مختلف ہوویں یعنی گیہوں بدلے میں جو کے یا جو بدلے میں نمک کے مثلاً تو بیچو جسطرح چاہو تم لیکن
دست بدست اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علت سود کی اتحاد جنس اور قدر ہے اور اسی کو اختیار کیا امام اعظم نے
اور دلیل اسکی کتب اصول میں بتفصیل مذکور ہے ص تو جو چیز نپ یا تل کر بکتی ہے جب بدلے میں اپنی جنس کے بیچی جاویگی تو اوسمیں
زیادتی لینا حرام ہے اگرچہ وہ چیز کھانے کی نہو جیسے چونا اور لوہا چونا کیلی ہے اور لوہا وزنی اور امام شافعی اور مالک کے
نزدیک زیادتی انمیں حرام نہیں ف کہ یہ دونوں چیزیں کھانے کی نہیں ہیں لیکن چونکہ قدر اور جنس متحد ہے
اسواسطے زیادتی حرام ہوگی اور شافعی اور مالک رح کے نزدیک حرام نہیں ص اور برابر برابر بیچنا درست ہے اور جو جنس قدر
شرعی میں داخل نہیں جیسے نصف صاع سے کم اوسمیں بھی زیادتی حرام نہیں جیسے بیچ ایک مٹھی گیہوں کی بدلے میں دو مٹھی
گیہوں کے یا ایک انڈے کی بدلے میں دو انڈوں کے یا ایک کھجور کی بدلے میں دو کھجور کے اور امام شافعی رح کے نزدیک نہیں جائز ہے

کھانیکی چیز ونمین بیع ایک شخص کی عوض دو شخص کے بسبب علت طعم کے اور اسلیے کہ اصل ہمارے نزدیک حلت ہی اور شافعی کے نزدیک حرمت
ف اسواسطے کہ مقادیر مین شرعاً نصف صاع سے کم کا اعتبار نہین البتہ نصف صاع تک کا اعتبار ہی صدقہ فطر وغیرہ مین
تو جو اوس سے کم ہی اوسمین زیادتی حرام نہوگی بوجہ معدوم ہونے قدر کے ص تو جہان پر قدر و جنس دونون موجود ہین وہان زیادہ
لینا اور اودھار بیچنا دونون حرام ہین جیسے ایک صاع گیہون کو بدلے مین دو صاع گیہون کے بیچے یا ایک صاع گیہون کو بدلے مین ایک صاع گیہون کے
بیچے ایک طرف اودھار یا دونون طرف اودھار سے اور جہان پر نہ قدر ہی نہ جنس وہان دونون باتین درست ہین ف مثلاً چار
آمون کو بدلے مین دو خربوزون کے بیچے یا دو آمون کے بدلے مین دو خربوزون کی ایک طرف اودھار کرکے یا دونون طرف اودھار کرکے ص
اور جہان پر فقط قدر ہی یا فقط جنس تو وہان زیادتی درست ہی لیکن اودھار بیچنا نا درست ہی جیسے ایک صاع گیہون کی بیع ساتھ دو صاع
جَو کے یا پانچ گز ہراتی کپڑے کی بیع چھ گز ہراتی کپڑے کے بدلے مین تو یہ بیع نقد درست ہی اور اودھار درست نہین اور امام
شافعی رح کے نزدیک فقط اتحاد جنس مین قرض بیچنا حرام نہین ف پہلی صورت مین اتحاد جنس نہین ہی اور دوسری صورت مین صرف
اتحاد جنس اور دلیل اسکی شرح وقایہ مین مذکور ہی ص اور جَو اور گیہوں اور کھجور اور نمک ہمیشہ کیلی رہینگے اور چاندی سونا وزنی اگرچہ
لوگ انکا کیل یا وزن چھوڑ دیوین ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جَو گیہون کھجور نمک کو کیلی قرار دیا
اور چاندی سونے کو وزنی تو لوگون نے اگر گیہون کو تول کر بیچنا اختیار کیا یا چاندی سونے کو ناپ کر جب بھی وہ کیلی قرار دیے
جاوینگے اور چاندی سونا وزنی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ص اور سوا ان چھ چیزون کے باقی چیزین
لوگون کی عادت کے موافق رکھی جاوینگی ف یعنی اگر لوگ اوسکو ناپ کر بیچتے ہین تو کیلی گنی جاوینگی اور جو تول کے بیچتے ہین تو وزنی
ص تو بیع گیہون کی گیہون کے ساتھ برابر تول کر جائز نہین ف اسواسطے کہ اصل مین وہ کیلی ہی تو احتمال ہی کہ باوجود برابر ہونے
وزن کے کیل مین فرق ہو اس صورت مین ربوا ہو جاویگا ص اور سونے کی سونے کے ساتھ برابر ناپ کر جائز نہین ف
اسواسطے کہ وہ اصل مین وزنی ہی تو احتمال ہی کہ باوجود برابر ہونے ناپ مین وزن مین تفاوت نکلے تو ربوا ہو جاویگا ص
جیسے جائز نہین بیع ان چیزون کی ڈھیر لگا کر ف اسواسطے کہ اسمین احتمال زیادتی کا ہی ص اور ان چیزون مین وقت عقد کے
معین کر دینا مبیع کا ضرور ہی یہ ضرور نہین کہ بائع اور مشتری مبیع اور ثمن پر قبضہ بھی کر لین ف یعنی اگر گیہون کے بدلے مین
گیہون بیچے جاوین تو دونون کو معین کر دینا مجلس عقد مین ضرور ہی یہ لازم نہین کہ اوسی وقت ہر ایک شخص اپنی اپنی عوض پر قبضہ
بھی کر لین ص البتہ عقد صرف مین قبض کر لینا بدلین کا مجلس عقد مین ضرور ہی ف یعنی اگر مبیع اور ثمن دونون ثمن کی چیزین ہین
مثلاً روپے اشرفی ہون یا چاندی سونا تو اس صورت مین مجلس عقد مین بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا معتبر ہی ف اور بیان
اسکا باب الصرف مین آویگا ص اور شافعی رح کے نزدیک جب طعام کی بیع ہووے تو قبضہ کرنا دونون طرف سے عوضین پر مجلس عقد مین
ضرور ہی ف شافعی رح کی دلیل وہی حدیث عبادہ بن صامت ہی جسمین دست بدست مذکور ہی یعنی یداً بید امام اعظم رح
کہتے ہین کہ معنی اوسکے عیناً بعین ہین جیسا کہ روایت مسلم اور شافعی مین ہی باقی تفصیل ہدایہ اور فتح القدیر مین ہی ص بیع
ایک پیسے معین کی بدلے مین دو پیسے معین کے جائز ہی اور امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین ف اسواسطے کہ امام محمد رح کے نزدیک
پیسے چلن دار ثمن مین داخل ہین اور ہماری دلیل اصل مین مذکور ہی لیکن احتیاطاً قول امام محمد رح کا ہی ص اور درست ہی بیع گوشت کی

ساتھ حیوان زندہ کے اگرچہ وہ گوشت اوسی جانور کی جنس سے ہو کیونکہ **ف** مثلاً گائے کا گوشت گائے یا بیل سے بیچ کرے تو جائز
ہے کیونکہ یہ بیع وزنی چیز کی ہے غیر وزنی سے تو جائز ہے جس طرح سے کہ ہو کم و بیش بشرط تعیین کے البتہ اودھار درست نہیں **فتح القدیر**
ص اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر جس جانور کا گوشت ہو اوسی جانور کے بدلے میں بیچ ہو تو ضرور ہے کہ گوشت زائد ہو وسقدر گوشت جتنا
اوس حیوان میں نکلے تاکہ گوشت مقابل گوشت کے ہو جاوے اور باقی بمقابلے اوجھڑی پچونی وغیرہ کے اور نزدیک شیخین رحمہما اللہ کے مطلقاً جائز ہے
اسلیے کہ بیع موزون کی ہے عوض غیر موزون کے **ف** اور امام شافعیؒ اور مالکؒ کے نزدیک یہ بیع مطلقاً جائز نہیں بدلیل اوس حدیث کے
جسکو روایت کیا مالکؒ نے موطا میں اور ابو داؤد نے مراسیل میں سعید بن المسیب سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع
گوشت کی بدلے میں حیوان کے اور ایک روایت میں ہے کہ بیع سے زندہ کی بدلے میں مردہ کے اور مراسیل سعید کے بالاتفاق مقبول ہیں اور
روایت کی ابن خزیمہ نے سمرہ سے مانند اسکے بروایت حسن عن سمرہ کہا بیہقی نے اسناد اوسکی صحیح ہے اور جس شخص نے سماع حسن کا سمرہ
سے ثابت کیا ہے اوسکے نزدیک یہ حدیث موصول ہے اور جس نے نہیں ثابت کیا اوسکے نزدیک مرسل ہے جید تو لیکن ظاہر ان احادیث
کے احتیاط اسی میں ہے کہ بیع گوشت کی ساتھ حیوان کے نکرے واللہ اعلم **ص** اور جائز ہے بیع آٹے کی اپنی جنس کے ساتھ نا پکا
اور بیع رطب کی ساتھ رطب کے اور ساتھ تمر کے **ف** رطب کہتے ہیں تازی کھجور کو اور تمر سوکھی کھجور کو تو رطب کی بیع بدلے
میں رطب کے اور اسیطرح رطب کی بدلے میں تمر کے برابر درست ہے امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبین اور شافعیؒ کے نزدیک
رطب کی بیع ساتھ تمر کے درست نہیں اسواسطے کہ رطب سوکھ کے کم ہو جاویگا دوسری دلیل یہ ہے کہ مروی ہے سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ سے کہا اونھوں نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ سوال ہوا آپ سے خریدنے رطب کا بدلے میں تمر کے
تو فرمایا آپ نے کیا کم ہو جاتا ہے تر خرما سوکھ کر کہا انھوں نے ہاں تو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا
اوسکو پانچوں عالموں نے اور صحیح کہا اوسکو ابن المدینی اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور امام ابو حنیفہؒ کی دلیل یہ ہے
کہ رطب بھی تمر میں داخل ہے بدلیل اوس حدیث کے جو ہدایہ میں ہے کہ ہدیہ بھیجے گئے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے رطب خیبر کے تو فرمایا آپ نے کیا کل تمر خیبر کے اسیطرح ہیں اور بیع تمر کی اپنی جنس سے برابر جائز ہے اور یہ حدیث بخاری
و مسلم میں بروایت ابو سعید خدری موجود ہے لیکن اوسمیں رطب کا لفظ نہیں البتہ روایت کی حاکم اور بیہقی اور طحاوی نے
سعد سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع سے تمر کی ساتھ رطب کے اودھار اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق
بیع رطب کی ساتھ تمر کے ممانعت نہیں صرف اودھار ممنوع ہے اور یہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بھی ثابت ہے حکایت ہے
کہ امام ابو حنیفہ رحمہ جب بغداد میں داخل ہوئے اور وہانکے لوگ اس مسئلے میں امام صاحب پر طعن کرتے تھے بسبب مخالفت حدیث
حدیث کے تو اہل حدیث نے سوال کیا اون سے کہ رطب کی بیع تمر سے کس طرح جائز کہتے ہو امام نے فرمایا کہ دو حال سے خالی
نہیں یا رطب تمر ہے یا تمر نہیں ہے اگر تمر ہے تو عقد جائز ہے بدلیل حدیث التمر بالتمر کے اور اگر تمر نہیں ہے تو بھی عقد جائز ہے
بدلیل آخر حدیث کے اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم پھر اہل حدیث نے وہ حدیث سعد کی وارد کی امام
اعظمؒ نے جواب دیا کہ اس حدیث کا مدار زید بن عیاش پر ہے اور اسکی حدیث مقبول نہیں تو حیران ہو گئے سب علما اور نہ رد کر سکے حجت
کو امام کی و تمامہ فی **فتح القدیر** **ص** اور درست ہے بیع انگور تر کی بدلے میں انگور خشک کے جیسے جائز ہے بیع تر یا بھگوئے

ف یعنی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام مالکؒ

ہونے گیہون کی اپنی مثل سے اور خشک سے اور اسیطرح جائز ہی بیع بھگوئی ہوئی خشک کھجور کی یا انگور کی بھگوئی ہوئی خشک کھجور یا انگور سے برابر
ف اور کھجور خشک اور انگور خشک سے بھی برخلاف امام محمدؒ کے ش مختصر ص اور جائز ہی بیع ایک حیوان کے گوشت کی ساتھ دوسرے
حیوان کے گوشت کے کم زیادہ بھی ف یعنی گائے کا گوشت بکری کے گوشت کے عوض اور اونٹ کا گائے بکری کے عوض لیکن گائے بھینس
ایک جنس ہین اور اسیطرح بھیڑ بکری تو ان مین زیادتی کمی درست نہین ہدایہ ص اور اسیطرح ایک جانور کے دودھ کو دوسرے جانور کے
دودھ کے عوض مین کم و بیش بیچنا درست ہی ف بخلاف بکری اور بھیڑ کے دودھ کے کہ اون مین تفاضل جائز نہین کیونکہ دونون ایک
جنس ہین طحطاوی ص اور اسیطرح ناقص کھجور کے سرکے کی بیع عوض سرکہ انگوری کے اور پیٹ کی چربی کی عوض دنبے کی چکتی کے
یا گوشت کی کمی و بیشی کے ساتھ درست ہی ف ناقص کھجور کی قید اتفاقی ہی چونکہ اکثر سرکہ ناقص ہی کھجور کا ہوتا ہی اسواسطے یہ لفظ کہا
ص اور اسیطرح درست ہی روٹی کی بیع ف اگرچہ گیہون کی ہو ش مختصر ص یعنی عوض مین گیہون کے اور آٹے کے کمی بیشی سے اگرچہ
ایک جانب ادھار ہووے اسی پر فتوی ہی اسواسطے کہ روٹی عددی ہی اور جو ادھار رہی اور گیہون اور آٹا نقد ہو جب بھی جائز ہی امام ابو یوسف
کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی ف اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ بہتر نہین ہی اور یہی احتیاط ہی ص اور نہین جائز ہی بیع جید کی ساتھ
ردی کے اموال ربویہ مین سے مگر مساوی اور اسیطرح بیع گدر کھجور کی یعنی بُسر کی عوض رطب یعنی پختہ کھجور کے مگر برابر برابر ف جید
کہتے ہین عمدہ اور بہتر کو اور ردی کہتے ہین خراب کو جیسے گیہون بعض عمدہ ہوتے ہین اور بعض خراب یا کھجور کہ جید اور ردی سب قسم
کی ہوتی ہی تو یہ نہین جائز ہی جب جنس ایک ہو کہ جید والا زیادہ لیوے یا ردی والا زیادہ دیوے اسواسطے کہ حدیث ہدایہ مین آیا جیدھا
وردیھا سواء یعنی جید اور ردی ان چیزون مین سے سب برابر ہین کہا زیلعی نے غریب ہی اس لفظ سے لیکن معنی
اس حدیث کے اور احادیث صحاح سے ثابت ہوتے ہین ص اور اسیطرح جائز نہین بیع گیہون کی ساتھ ستو کے یا گیہون کی
ساتھ آٹے کے یا آٹے کی ساتھ ستو کے نہ برابر برابر نہ کم زیادہ ف اسواسطے کہ یہ چیزین ناپ کر بکتی ہین اور ناپ مین انکی زیادتی کمی کا احتمال ہی
کیونکہ گیہون زیادہ سماوینگے بنسبت آٹے کے ص اور جائز نہین بیع زیتون کی ساتھ روغن زیتون کے اور تل کی ساتھ تل کے تیل کے
یہان تک کہ روغن زیتون یا تیل زیادہ ہووے اوس روغن سے کہ زیتون اور تل سے نکلے تاکہ تھوڑا تیل جو زیادہ ہی عوض مین کھلی کے
ہو جاوے اور روٹی کا قرض لینا تو اگرچہ گنتی کر کے جائز نہین امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی اور امام صاحب کے نزدیک بالکل جائز
(اور وہ بالالزام نہ آوے ۱۲)
نہین نہ وزن سے اور نہ گنتی سے اور محمدؒ کے نزدیک دونون طرح درست ہی مالک اور غلام مین سود نہین متحقق ہوتا اسواسطے کہ غلام
مع اوسکے مال کے ملک ہی مولا کی ف یہ صورت جب ہی کہ عبد ماذون ہو اور اوسپر دَین نہووے اور اگر اوسپر دَین ہی تو زیادتی
کمی سود گنی جاویگی ہدایہ ص اور مسلمان اور حربی مین دار الحرب مین سود ثابت نہین ہوتا ف اور دار الاسلام مین
سود ہوتا ہی اسواسطے کہ مال حربی کا مباح ہی تو لینا اوسکا جسطرح ممکن ہو جائز ہی ایسا ہی اصل مین ہی اور اس سے معلوم ہوتا
ہی کہ یہ صورت جب درست ہی کہ زیادتی مسلمان کے لیے ہووے لیکن جواب مسئلہ عام ہی اور ابو یوسف رح اور شافعی کے اور ائمہ
باقیہ کے نزدیک درست نہین کیونکہ نصوص حرمت ربوا مطلق ہین اور امام صاحب کی دلیل وہ ہی جو فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین ہی بیاج درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین اور یہ حدیث غریب ہی لیکن روایت
کیا اوسکو مکحول شامی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہین ہی بیاج درمیان اہل حرب کے اور ہمارے

اور دھوبیون کا پٹرا جسپر وہ کپڑے کوٹ کر صاف کرتے ہین زمین کی بیع مین داخل نہین اور گدھے کی بیع مین اوسکا پالان داخل
نہوگا خواہ گدھے کو دہقانی سے یا دیہاتیون سے خریدا ہو اور جو تاجرون سے خریدیگا تو داخل نہوگا البتہ رسی جو اوسکے گلے مین بندھی
ہوتی ہی وہ داخل ہوگی اور جانور کی لگام اور جو رسی کہ بیل کے سینگون پر بندھی ہی اور جھول بغیر شرط کے داخل نہین اور گھوڑے
کی بیع مین لگام اور اونٹ کی بیع مین نقطہ نکیل داخل ہی اور گائے کا شیرخوار بچہ گائے کی بیع مین داخل ہی اور گدھی کی
بیع مین اوسکا بچہ داخل نہین اگرچہ شیرخوار ہووے اور اگر انگور کے درختونکو خریدا تو وہ رسیان جو زمین کی گڑی ہوئی میخون
مین بندھی ہین داخل بیع مین اور اسیطرح وہ تھونیان جو ایکطرف سے زمین مین گڑی ہین اور جتنی چیزین تبعاً داخل ہین
اونکے مقابل کچھ ثمن نہوگا تو اگر وہ تلف ہوجاویگا قبل ادا ثمن کے اس صورت مین ثمن کچھ ساقط نہوگا جیسے بیع مین اشیا
داخل ہوتے ہین بالتبع اسیطرح سے چند چیزین بے نکالے ہوے نکل بھی جاتی ہین جیسے قرتے کی بیت سے رائین اور سکے
اور شہر نیاہ انتہی ملتقطاً من الدر المختار والفتح والعالمگیریہ

باب استحقاق کے بیان مین یعنی بیع دوسرے کسی کی نکلنے کے بیان مین

یعنی بعد بیع کے یہ بات ثابت ہوئی کہ بیع بائع کی ملک نتھی بلکہ ایک شخص ثالث کی ملک نکلی **ص** اگر ایک شخص نے ایک لونڈی
خریدی بعد خریدنے کے مشتری پاس آنکر وہ جنی جب وہ جن چکی تو مشتری نے اقرار کیا کہ یہ لونڈی زید کی ہی تو زید صرف
لونڈی کو لے لیگا ولد کو نہین لے سکتا اور اگر زید نے نسبت لونڈی مذکورہ کے ملک اپنی گواہون سے ثابت کردی تو اس
صورت مین یہ لونڈی اور اوسکا ولد دونون لے سکتا ہی **ف** فرق کی وجہ اصل کتاب اور ہدایہ اور درمختار مین مذکور ہی خلاصہ
اوسکا یہ ہی کہ بینہ حجت مطلقہ ہی اور اقرار حجت قاصرہ تو بصورت اقرار ضرورت دفع ہوجاتی ہی ساتھ ثبوت ملک مقر لہا کے بعد
انفصال ولد کے برخلاف صورت اول کے **ص** ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجکو خرید لے کیونکہ مین غلام ہون اور اوسنے
خریدا بعد خریدنے کے وہ غلام آزاد نکلا اور اوسکے بائع کا پتا نہین اس صورت مین مشتری ضمان ثمن اوس شخص سے جسنے اپنے
تئین غلام کہا تھا لے لیگا **ف** اور امام ابویوسف کے نزدیک اوسپر ضمان نہین اور اگر بائع کا نشان و پتا موجود ہی تو مشتری
رجوع ثمن اوسی بائع پر کریگا نہ غلام پر درمختار **ص** اور وہ شخص بائع سے لیگا جب اوسکو پاویگا بخلاف رہن کے
اس طرح پر کہ ایک شخص نے کہا مرتہن سے کہ مجکو رہن رکھ لے کہ مین غلام ہون پھر ظاہر ہوا کہ وہ آزاد ہی تو ضامن نہوگا
برابر ہی کہ راہن کا نشان معلوم ہو یا نہو اسلیے کہ رہن عقد معاوضہ نہین پس نہوگا امر ضامن اوسکی سلامتی کا اگر ایک شخص نے
دعوی کیا ایک حق مجہول کا ایک دار مین اور مدعی علیہ نے کچھ روپیہ دیکر اوس سے صلح کرلی بعد اسکے اس دار مین سے کچھ حصہ کسی شخص
غیر کا مملوک نکلا تو اس صورت مین مدعی علیہ مدعی پر کچھ رجوع نکریگا اسواسطے کہ مدعی یہ کہ سکتا ہی کہ میرا حق اس حصہ مستحقہ
کے سوا تھا اور اگر کل دار کسی اور کا نکلا تو اس صورت مین البتہ مدعی علیہ نے جو روپیہ صلحاً مدعی کو دیا ہی سب پھیر لیگا اور
مسائل سے یہ مسئلہ سمجھا گیا کہ صلح دعوی مجہول سے جائز ہی اوپر مال معلوم کے اسواسطے کہ جہالت اوس چیز مین ہی جو ساقط
ہوجاویگی اور یہہ جہالت اسقاط حق مین موجب منازعت نہین ہی اور بعض فتاوی سے منقول ہی کہ صلح نہین صحیح ہی مگر جب
دعوی کو صحیح ہووے تو اس مسائل سے اس روایت کی عدم صحت معلوم ہوگئی اسواسطے کہ دعوی حق مجہول کا غیر صحیح ہی

اور بہت سے مسائل ذخیرے کے دلالت کرتے ہین اس روایت کی عدم صحت پر مسئلہ اگر مدعی نے دعوی مجہول دار کا کیا اور مدعی علیہ
نے کچھ روپیہ دیکر اوس سے صلح کرلی بعد اوسکے ادھا گھر یا پاؤ گھر کسی شخص ثالث کا نکلا تو مدعی علیہ اسی قدر حصہ اپنے زر صلح کے
مدعی سے پھیر لیوے ف مثلاً آدھے دار کی صورت مین آدھا روپیہ اور پاؤ دار کی صورت مین ربع روپیہ پھیر لیوے
ص اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو بے اذن اوسکے بیع کر ڈالے تو مالک کو اختیار ہے چاہے بیع توڑدے یا جائز رکھے مگر جائز
رکھنا اوس صورت مین ہے اگر بائع اور مشتری و مبیع باقی ہون اور اسیطرح اگر ثمن عرض ہو تو اوسکا بھی باقی ہونا ضرور ہے
ف عرض وہ چیزین ہین جو متعین ہوجاتی ہین عقود مین جیسے گھوڑا ہاتھی کتاب وغیرہ اور مقابل اوسکے دین ہے جو متعین
نہین ہوتی ہین جیسے دراہم دنانیر سے رائج یا جو چیزین کیلی وزنی ہین ص تو اگر مالک نے اجازت دی تو ثمن ملک مالک کی ہوجاویگی
اور بائع کے ہاتھ مین وہ امانت تھی اور بائع کو بھی حق فسخ پہونچتا ہے قبل مالک کی اجازت کے واسطے دفع ضرر کے اپنے نفس
سے کیونکہ حقوق عقد کے راجع ہین اوسکی طرف ف اسواسطے کہ بائع یہان فضولی ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے دفع ضرر کے لیے
عقد کو فسخ کرے برخلاف فضولی نکاح کے کہ وہ فسخ عقد قبل اجازت ناکح کے نہین کرسکتا کیونکہ یہان حقوق بیع رجوع کرتے ہین طرف
عاقد کے اور عاقد فضولی ہے اور نکاح مین حقوق نکاح رجوع کرتے ہین طرف اصل ناکح کے اور فضولی سفیر محض ہوتا ہے ص
اور اگر ایک شخص ایک غلام غصب کرکے لے گیا اور اوسکو ایک شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا بعد اوسکے مشتری نے اوسکو آزاد کردیا اب
اصل مالک کو خبر ہوئی اور اوسنے غاصب کی بیع کو جائز رکھا اس صورت مین مشتری کا عتق نافذ ہوجاویگا اور امام محمد کے
نزدیک نافذ نہوگا اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین عتق ہے اوس غلام لونڈی مین جسکا مالک
نہین آدمی ف روایت کیا اوسکو ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ذیلعی اور شیخین کی دلیل اصل مین مذکور ہے
ص اور اگر مشتری نے غلام مذکور کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا بعد اوسکے مالک نے غاصب کی بیع کی اجازت دی اس صورت
مین بیع ثانی جائز نہوگی اسواسطے کہ اجازت سے ملک منقطع ثابت ہوتی ہے مشتری اول کے لیے جبکہ ملک موقوف مشتری ثانی کی
پر طاری ہووے تو اوسکو باطل کیا اور اگر غلام مذکور کا ہاتھ مشتری کے پاس کسی نے کاٹ ڈالا پھر مالک نے غاصب کی
بیع کو درست رکھا تو ارش یعنی قیمت ہاتھ کاٹنے کی مشتری کو ملیگی اسلیے کہ ملک ثابت ہوئی مشتری کے لیے وقت خریداری
سے تو یہ قطع ید ملک مشتری مین ہوا ایسی ارش کا وہی مالک ہوگا اور مشتری کو چاہیے کہ قیمت ہاتھ کی اگر نصف ثمن غلام سے
زائد ہووے تو اوسکو فقیرون پر خیرات کردیوے اسلیے زیادتی مین شبہ عدم ملک ہے ف مطلب یہ ہے کہ غلام کا اگر کوئی شخص
ایک ہاتھ کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت اوسکے مالک کو تاوان مین دینا پڑتی ہے اسلیے کہ آزاد کے ہاتھ کاٹنے مین نصف
دیت لازم ہوتی ہے تو اس صورت مین اگر قیمت یعنی نرخ بازار اوس غلام کا زائد اوس ثمن سے نکلا جسکے عوض مین مشتری
نے غاصب سے وہ غلام خریدا ہے تو نصف قیمت بھی اوسکی نصف ثمن سے زائد ہوگی تو جسقدر زیادہ ہووے اوتنی کو مشتری
تصدق کردیوے فقیرون پر ص اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اوسکی اجازت کے بکر کے ہاتھ بیچ ڈالا پھر بکر نے گواہ
گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تھا کہ مالک نے مجھکو اجازت بیع کی نہین دی یا گواہون سے یہ ثابت کیا کہ مالک یعنی عمرو نے

رد کر دے عمرو پر تو یہ گواہی مقبول نہوگی اسواسطے کہ یہ دعوی بکر کا متناقض ہی کیونکہ اوسنے جب اقدام کیا تھا غلام کی خرید پر تو اوس سے معلوم ہوتا تھا کہ عمرو کی طرف سے اجازت ہو اور اب یہ کہتا ہو کہ اجازت نہین ہوئی تھی ہان البتہ اگر بائع خود قاضی کے نزدیک اقرار کرے کہ مجھکو مالک کی اجازت تھی تو بیع مردود ہوجاویگی اگر مشتری طلب کریگا رد بیع کو اسواسطے کہ تناقض مانع ہو صحت دعوی کا اور نہین منع کرتا صحت اقرار کو **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین بھی اگرچہ وجوہ مین تناقض ہی لیکن تناقض مانع صحت اقرار مدعی علیہ نہین ہو تو مشتری کو ہوسکتا ہی کہ بائع کی موافقت کرے اس باب مین اور بیع کو رد کر دیوے

ص باب سلم کے بیان مین

ف بیع سلم جائز ہی قرآن اور حدیث سے لیکن قرآن تو آیت مداینہ یعنی قول اللہ تعالی کا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْهُ الایۃ حمل کیا اسکو عبد اللہ بن عباس رض نے اوپر بیع سلم کے روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کہا اوسکو اوپر شرط بخاری و مسلم کے کہ کہا ابن عباس رض نے شہادت دیتا ہون مین اس بات کی کہ اللہ تعالی نے حلال کیا سلم کو ایک میعاد معین تک اور اذن دیا اوسکا اسی آیت سے اور بھی اخراج کیا اوسکا شافعی رح نے مسند مین اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے اور روایت کی بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عباس رض سے کہا کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے مین اور وہ لوگ سلف کرتے تھے یعنی بیع سلم کرتے تھے میوون مین برس کی اور دو برس کی تو فرمایا آپ نے جو شخص سلف کرے تم مین سے کسی میوے مین تو چاہیے کہ سلف کرے ایک ناپ معین اور ایک تول معین مین ایک مدت معین تک اور بہت سے آثار و احادیث اسکی اباحت پر دلالت کرتے ہین **ص** سلم کہتے ہین بیع کو ایک شی کی اس طور پر کہ مبیع دین ہوجاوے بائع پر اور قیمت نقد دیجاوے ساتھ شرائط معتبرہ کے **ف** اور سلف بھی اسی کو کہتے ہین **ص** تو مبیع کو مسلم فیہ اور ثمن کو راس المال اور بائع کو مسلم الیہ اور مشتری کو رب السلم کہتے ہین اور صحیح ہی سلم ہر اوس چیز مین جسکی قدر اور صفت معلوم ہوسکے بیان کر دینے سے **ف** اور جن چیزون کی صفت اور مقدار بیان سے معلوم نہوسکے تو اونمین سلم جائز نہین جیسے وہ چیزین کہ عددی ہین متفاوت جیسے خربزہ کدو مولی انار **ص** جیسے جو چیزین کہ ناپ کر بکتی ہین پیمانے مین **ف** مثلاً گیہون چانول آٹا غلہ وغیرہ **ص** یا تول کر سوائے ثمن کے **ف** یعنی ثمن ہون ثمن نہوت ثمن اوس چیز کو کہتے ہین جو عوض مین ثمن کے آوے اور ثمن کی قید سے روپیہ اشرفی درہم دینار نکل گئے کہ یہ بھی اگرچہ تل کر بکتے ہین لیکن چونکہ ثمن ہین خلقۃً اور عرفاً اور مثمن نہین ہوتے اسواسطے سلم انمین جائز نہین **ص** یا گز کی گنتی سے ناپ کر جیسے کپڑا جب کہ اوسکا طول و عرض اور رستگیمی اور صفت بیان کر دیوے یا شمار سے اون چیزون مین جو قریب قریب ایکسی ہوتی ہین **ف** یعنی چھٹائی اور بڑائی مین اونکے بہت فرق نہین ہوتا **ص** جیسے اخروٹ انڈے پیسے کچی پکی اینٹ ایک سانچے معین سے **ف** زردآلو انجیر بھی انھین مین داخل ہین در مختار **ص** اور صحیح ہی سلم سوکھی مچھلی نمک لگی ہوئی مین اور تازی مچھلی مین بھی جب اوسکا موسم ہو **ف** نے موسم تازی مچھلی مین سلم درست نہین مگر اوس شہر مین جہان ہمیشہ بکتی ہو **ص** تول سے اور قسم معلوم سے **ف** جیسے [illegible] وغیرہ **ص** اور جائز ہے [illegible] اور کا [illegible] اور موزو [illegible] اگر اونکا [illegible] بیان ہوسکے ورنہ نہین جائز ہی **ف** [illegible]

اسی طرح ٹوپی اور جوتے وغیرہ ص اور نہیں جائز ہی سلم اوس چیز مین جسکا قدر و وصف معلوم نہو مثل حیوانات کے ف اور
امام شافعی رحمہ کے نزدیک جائز ہی کیونکہ وہ معلوم ہو سکتا ہی بیان سے قسم اور سن اور نوع اور صفت کے اور ہم کہتے ہین
کہ بعد بیان ان سب باتون کے بھی اوسمین تفاوت فاحش رہتا ہی دوسرے یہ کہ مذہب شافعی رحمہ کا صحیح مخالف حدیث کے ہی روایت
کی حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے سنن مین ابن عباس رضی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا سلم سے حیوان مین
کہا حاکم نے حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور نہ سیر کی گنتی کا پاؤن
مین اور نہ کھالون مین شمار کی رو سے اور نہ لکڑی کے گٹھون مین اور نہ ترکاریون کی گڈیون مین واسطے تفاوت بہت کے
واسطے تفاوت فاحش کے ۱۲
پس اگر بیان کیا جاوے طول بندھن گٹھون کا تو جائز ہوگا اور نہ جواہرات اور پرونے کی چیزون مین ف جیسے موتی وغیرہ
وغیرہ ص اور نہ ساتھ ایک صاع معین یا گز معین کے کہ اوسکا اندازہ معلوم نہووے ف اسواسطے کہ احتمال ہی کہ وہ صاع
یا گز تلف ہو جاوے وقت تسلیم مسلم فیہ تک تو پھر منازعت ہوگی ص اور نہ کسی خاص گاؤن کے گیہون پر یا کسی خاص درخت کی کھجور
پر ف اسواسطے کہ احتمال ہی کہ اس سال اوس قصبے مین کچھ پیدا نہو یا اوس درخت مین کچھ نہ نکلے تو مسلم فیہ کی تسلیم پر قادر
نہوگا ص اور نہین جائز ہی سلم یہان تک کہ مسلم فیہ موجود رہے بازار مین وقت عقد سے لیکر مدت معین تک تو اگر معدوم
ہوگا مسلم فیہ وقت عقد کے اور موجود ہوگا مدت گذرنے پر یا موجود ہو وقت عقد کے وقت اور معدوم ہو سے مدت کے گذرنے پر
یا بیچ مین دونون وقتونکے معدوم ہو جاوے تو سلم جائز نہین اور شافعی رحمہ کے نزدیک اگر مسلم فیہ مدت گذرنے کے وقت موجود ہوگا
تو سلم جائز ہوگی ف اگرچہ وقت العقد مفقود ہو اور دلیل ہماری اصل اور ہدایہ مین مذکور ہی ص اور نہین جائز ہوتی ہی
سلم گوشت مین ف امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک درست ہی اگر صفت اور جنس اور نوع اور سن اور مقام
اور مقدار اوسکی بیان کر دیوے جیسے کہدیا کہ گوشت بکرے خصی دو برس کا موٹا پسلی کا سو سیر اور ایک ثلاثہ بھی صاحبین کے
متفق ہین اور اوسی پر فتویٰ ہی ۵ ذ ا مختاص ص سلم کے جائز ہونے کی چند شرطین ہین انکو معلوم کرنا چاہیے ۱ بیان کرنا
جنس مسلم فیہ کا مثلاً گیہون ہی یا جو ۲ بیان کرنا اوسکی نوع کا کہ آدمی کی سینچی ہوئی یا بارانی ۳ بیان کرنا اوسکی صفت کا کہ عمدہ
ہون یا ناقص ۴ بیان کرنا مقدار معلوم کا ایک کیل مشہور سے جسکا مقدار معلوم ہو ف اور وہ کیل سکڑتا اور
پھیلتا نہووے جیسے زنبیل وغیرہ ص یا بانٹ معلوم و معین سے جسکا وزن معلوم ہووے ۵ مدت مسلم فیہ کے
ادا کرنے کی ف ہمارے نزدیک سلم بغیر مدت کے جائز نہین اور شافعی رحمہ کے نزدیک درست ہی اور ہماری دلیل صاف وہ حدیث
ہی ابن عباس رض کی جسکو روایت کیا بخاری مسلم نے اور اوسمین الی اجل معلوم موجود ہی ص اور اقل مدت ایک
مہینا ہی صحیح قول مین اسواسطے کہ بعضون کے نزدیک اقل مدت تین دن ہین اور بعضون کے نزدیک آدھے دن سے زیادہ
ف درمختار مین ہی کہ فتویٰ اسی پر ہی کہ اقل مدت ایک مہینا ہی ص ۶ راس المال کی شناخت جب عقد متعلق ہو
مقدار سے جیسے راس المال کیلی ہو یا وزنی یا عددی اسواسطے کہ عقد ان چیزون مین متعلق ہوتا ہی مقدار سے تو ضرور ہی
بیان مقدار اوسکا ف کہ یہ روپے اتنے ہین یا غلہ اتنا ہی ص اور یہ امام صاحب کے نزدیک ہی اور صاحبین کے
نزدیک جب راس المال معین ہو تو اوسکے بیان مقدار کی ضرورت نہین اسواسطے کہ مقصود حاصل ہو گیا اوسکی طرف اشارہ

کر دینے سے جیسے ثمن بیع مین یا اجرت اجارے مین **ف** کہ ثمن بیع یا اجرت کی طرف اگر اشارہ کر دیا تو اوسمین بیان
مقدار ضرور نہین **ص** امام ابوحنیفہ رح کی دلیل یہ ہی کہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ راس المال کے روپے یا اشرفیان کھوٹی ہوتی ہین
اور مجلس عقد سلم مین مسلم الیہ اوسکو نہین بدلتا ہی تو اگر اندازہ اور مقدار روپے وغیرہ کا معلوم نہوگا تو یہ متحقق نہوگا
کہ کتنے روپے مین سلم باقی رہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ مسلم الیہ مسلم فیہ کی تسلیم پر وقت مدت گذر جانے کے قادر نہین
ہوتا سو اوسکو رد کرنا راس المال کا لازم آتا ہی اور جب راس المال کا مقدار معلوم نہوا تو منازعت واقع ہوگی
ہان اگر راس المال کوئی کپڑا معین ہووے تو اوسکا مقدار بیان کرنا ضرور نہین کیونکہ کپڑے مین عقد متعلق اوسکی
ذات سے ہوتا ہی نہ اوسکے مقدار سے آب دو مسألون کی تفریع کرتا ہی چھٹی شرط پر تو جائز نہوگی سلم دو جنسون مین
بغیر بیان راس المال ہر ایک جنس کے **ف** مثلاً دس درہم دیئے اور سلم کی ایک کُر مین گیہون کے اور ایک کُر مین جَو کے
اور یہ نہ بیان کیا کہ گیہون کے حصے کے کتنے روپے ہین اور جَو کے حصے کے کتنے تو یہ سلم جائز نہوگی بوجہ معلوم نہونے
راس المال کے **ص** یا دو نقدون مین بغیر بیان حصے ہر ایک کے مسلم فیہ سے **ف** جیسے سلم کیا دراہم و دنانیر
دیکر ایک کُر مین گیہون کے اور ایک کا حصہ معلوم ہی اور دوسرے کا معلوم نہین کہ کتنا حصہ ہی مسلم فیہ سے **م**
ص سے بیان مکان جہان پر مسلم فیہ رب السلم کو ادا کیا جاویگا اگر مسلم فیہ ایسی چیز ہو جسکی باربرداری و مزدوری
چاہیے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جہان پر عقد سلم واقع ہوا اوسی جگہ مسلم فیہ کا دینا
لازم آویگا اور اسی خلاف پر ہی ثمن اور اجرت و قسمت جب انمین باربرداری و مزدوری ہو **ف** ثمن کی صورت یہ ہی
کہ ایک شخص نے عوض مکیل یا موزون کے قرض خرید کیا مدت معین کر کے تو امام صاحب کے نزدیک مکان ادا ہی شرط
ہی اور اجرت کی یہ صورت ہی کہ ایک شخص نے گھر یا جانور کرایے کو لیا بعوض مکیل یا موزون کے مدت مقرر کر کے تو امام
صاحب کے نزدیک مکان ایفا کی اجرت شرط ہی اور قسمت کی صورت یہ ہی کہ دو شخصون نے ایک گھر تقسیم کیا اور ایک شخص نے
اپنے حصے سے زیادہ لیا اور بمقابلہ زائد کے مکیل یا موزون کے دینے کا وعدہ کیا مدت معین کر کے تو امام کے نزدیک
بیان مکان ایفا شرط ہی برخلاف صاحبین کے کذا فی الطحطاوی **ص** اور جو مسلم فیہ ایسی چیز ہو کہ اوسمین
باربرداری وغیرہ کی حاجت نہووے تو جہان چاہے مسلم فیہ رب السلم کو حوالے کر دے اور یہی قول اصح ہی اور جامع
صغیر کی روایت مین جہان پر عقد سلم ہوا ہی وہان حوالے کرے آور سلم کے باقی رہنے کی شرط یہ ہی کہ راس المال
مسلم الیہ قبل ایک دوسرے کے جدا ہونے کے لے لیوے تو اگر سلم کیا کسی نے بعوض دو سو کے سو نقد اور سو
قرض تھے مسلم الیہ پر ایک کُر مین گیہون کے تو باطل ہوگی سلم سو روپے قرضے مین اور سو نقد مین صحیح ہو جاوے
گی **ف** کُر ہوتا ہی ساٹھ قفیز کا اور قفیز ہوتا ہی آٹھ مکوک کا اور مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہی تو قفیز بارہ صاع
کا ہوا اور کُر سات سو بیس صاع کا **ص** اور سلم نہین صحیح ہوتی اگر اوسمین خیار الشرط ہو یا خیار الرؤیۃ کیونکہ یہ دونون
مانع ہین تمام تسلیم کے البتہ خیار العیب مانع نہین ہی تمام تسلیم کا تو اگر ساقط کیا خیار الشرط کو قبل جدا ہونے متعاقدین کے
صحیح ہو جاویگی اور زفر رح کے نزدیک صحیح نہوگی **ف** اور دلیل اوسکی ہدایہ مین مذکور ہی **ص** راس المال اور مسلم فیہ

مین قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا درست نہین جیسے شرکت اور تولیہ صورت شرکت کی یہ ہی کہ رب السلم کسی شخص سے
کہے تو مجھکو نصف راس المال دیدے تا نصف مسلم فیہ تیری ہو جاوے اور صورت تولیہ کی یہ ہی کہ کہے تو کل راس المال
مجھے دیدے تا مسلم فیہ کل تیری ہو جاوے اور تصرف فی راس المال کی یہ صورت ہی کہ رب السلم راس المال کے بدلے مین
کوئی اور چیز لیوے یا مسلم الیہ مسلم فیہ کے بدلے مین کوئی اور چیز ادا کرے اگر زید نے عمرو سے بیع سلم کی پھر اوسکو اقالہ
کیا تو زید عمرو سے اپنے راس المال کے بدلے مین کوئی دوسری چیز نہ لیوے بلکہ جو راس المال عمرو کو دیا ہی پھیر لیوے فرمایا
علیہ الصلوۃ والسلام نے نہ لے تو مگر مسلم فیہ یا راس المال ف یہ حدیث اس لفظ سے روایت کیا اوسکو دار قطنی نے سنن
مین ابو سعید خدری رض سے عن ابراهیم بن سعید الجوهري من اسلم في شيء فلا ياخذ الا ما اسلم فيه
او راس ماله اور ضعیف کیا اوسکو دار قطنی نے بسبب عطیہ عوفی کے لیکن روایت کیا اوسکو ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص سلم کرے کسی شی مین تو نہ پھیرے اوسکو غیر مین مسلم فیہ کے اور یہ مقتضی ہی اس
بات کو کہ نہ لے مگر اوسی چیز کو اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ نہین پہچانتے ہم مرفوع اوسکو مگر اسی طریقے سے اور
عطیہ عوفی ضعیف کہا اوسکو احمد وغیرہ نے اور حسن کہا ترمذی نے اوسکی حدیث کو تو حدیث حسن ہی اور روایت کیا
اوسکو عبد الرزاق نے موقوفا کہ فرمایا ابن عمر رض نے جسوقت سلم کرے تو کسی شی مین تو نہ لے مگر راس مال اپنا یا وہ چیز کہ سلم
کی ہی تو نے اوسمین اور روایت کیا ابو الشعثا سے مثل اسکے کذا فی فتح القدیر للشیخ ابن الهمام اور زفر رح کا
اسمین خلاف ہی اور حجت اون پر یہی حدیث ہی ص زید نے عمرو سے ایک کر مین گیہون کے سلم کی جب وعدہ گذرا تو عمرو نے
ایک کر گیہون کا بکر سے خرید کر کے قبل قبضے کے اور ناپ تول لینے کے زید کو حکم کیا کہ بکر سے جا کر وہ گیہون لے لیوے
بعوض ادائے مسلم فیہ کے تو جائز نہوگا اسواسطے کہ یہان دو عقد مین سلم اور شرا تو ضرور ہی کہ اوسمین صاع بائع اور مشتری
کے دونون جاری ہوویں ف بدلیل اوس حدیث کے جو اوپر گذری ص اور قرض مین یہ صورت درست ہی مثلا زید نے
عمرو سے کچھ گیہون قرض لیے بعد اوسکے اوتنے گیہون زید نے بکر سے خرید کر کے عمرو کو حکم کیا کہ وہ گیہون بکر سے اپنے
قرضے کی ادا مین لے لیوے تو صحیح ہی ف دلیل اسکی اصل کتاب اور ہدایہ مین مذکور ہی ص البتہ سلم مین بھی قرضے
ہی اس طرح سے کہ عمرو زید سے کہے کہ تو گیہون اپنی سلم کے بکر سے ایکبار اول میری طرف سے وکالۃ اوسپر قبضہ کر کے
ناپ تول لے اور پھر اپنے واسطے قبضہ کر کے ناپ تول لے اسواسطے کہ اس صورت مین دونون کے صاع جاری ہو
ف اور یہ صورت اوپر گذر چکی ہی ص اگر مسلم الیہ نے رب السلم کے حکم سے اوسکی غیبت مین اوسکے برتن مین
مسلم فیہ کو ناپ یا یا بائع نے حکم مشتری سے اوسکے غیبت مین اپنے ظرف مین یا اپنے مکان کے ایک کونے مین مبیع
کو ناپ دیا تو یہ قبضہ رب السلم اور مشتری کا نہ شمار کیا جاویگا البتہ اگر بیع کی صورت مین بائع نے مشتری کے حکم سے
مشتری کے ظرف مین اوسکی غیبت مین مبیع کو ناپ دیا تو یہ قبضہ مشتری کا شمار کیا جاویگا اگر ایک شخص نے حکم کیا بائع
کو کہ ایک کر غلے کا سلم کی بابت اور ایک کر خرید کا دونون میرے برتن مین ڈال دو تو اگر بائع نے پہلے خرید

ف
از صورت
ابضاع
عقد سلم
سلم ۲ و
صورت اقالہ
۱۲

ڈالنا شروع کیا تو امام صاحب کے نزدیک مشتری کسی کا قابض قرار نہ دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک مشتری مختار
چاہے بیع کو توڑ ڈالے چاہے اوتنے مال مین بائع کا شریک ہو جاوے اگر رب السلم نے ایک لونڈی راس المال مین
دیکر سلم کیا اور مسلم الیہ نے اوس لونڈی پر قبضہ کر لیا بعد اوسکے دونون نے اقالہ سلم کیا اب وہ لونڈی مر گئی
مسلم الیہ کے پاس تو اقالہ باقی رہے گا اور اوس لونڈی کی قیمت جو دن قبض کے تھی مسلم الیہ کو واپس کرنا پڑیگی
اور اگر بعد موت کے اقالہ ہوا تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ صحت اقالہ موقوف ہے بقاء معقود علیہ پر اور وہ مسلم
فیہ ہے **ف** یعنی اقالہ صحیح ہو جائیگا اور مسلم الیہ کو قیمت اوس لونڈی کی جو یوم القبض تھی دینا پڑیگی **ص**
یہی حکم ہے اگر لونڈی کو کسی اسباب کے بدلے مین بیچا اور لونڈی یا وہ اسباب تلف ہونے کے اول اقالہ کیا بعد
اوسکے تلف ہو گیا تو اقالہ باقی رہیگا اور قیمت شی تلف شدہ کی دینا ہوگی یا بعد تلف ہو جانے کے اقالہ کیا تو اقالہ صحیح
ہوگا اور قیمت اوسکی دینا ہوگی برخلاف خریدنے لونڈی کے عوض مین ثمن کے کہ اگر وہ لونڈی بعد اقالہ کے مری
تو اقالہ باطل ہو گیا اور اگر قبل اوسکے مری بعد اقالہ ہوا تو اقالہ صحیح نہوگا اور اگر مسلم الیہ نے کہا کہ مین نے شرط کر لی تھی
خراب گیہون کی اور رب السلم نے کہا تو نے کچھ شرط نہین لگائی تھی یا اسکا اولٹا ہوا یا ایک کہے کہ مدت کی شرط ہوئی تھی
اور دوسرا کہے کہ مدت کی شرط نہین ہوئی تھی تو قول اوسی کا معتبر ہوگا جو مدعی خراب گیہون ٹھہرنے کا یا مدت قرار پانیکا
ہوگا اور جو انکا منکر ہوگا اوسکا قول معتبر نہوگا اسلیے کہ مدعی کے قول سے صحت سلم ہوتی ہے اور منکر کے قول سے
فساد عقد کیونکہ سلم مین بیان صفت اور مدت ضروری ہے یہ امام صاحب کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک قول
منکر کا معتبر ہوگا اور استصناع یہ ہے کہ کوئی شخص کاریگر سے کہے کہ مجکو یہ چیز بنا دے جیسے جوتے والے سے کہے
مجکو جوتا تیار کر دے اپنے پاس سے **ف** استصناع قیاسًا ناجائز تھا کیونکہ بیع ہے معدوم کی لیکن بسبب تعامل
یعنی آدمیون کے رواج کے جائز ہے **هدایه ص** تو اگر استصناع ایک مدت معین کے ساتھ ہے تو سلم
ہو جاویگا خواہ اوسکا رواج ہو یا نہو پس شرائط سلم کے اوسمین معتبر ہونگے اور اگر مدت نہ ہووے تو جس
چیز مین رواج ہے جائز ہے جیسے موزہ طشت کاسہ تو یہ بیع ہے نہ وعدہ **ف** حاکم شہید کے نزدیک استصناع
ایک وعدہ ہے تو بائع جب بنا کر وہ شی لاتا ہے تو بیع ہو جاتا ہے بسبب تعاطی کے لیکن اکثر کے نزدیک ابتدا سے
وہ بیع ہے **ص** اور جب بیع ہوا تو کاریگر اوسکے بنانے پر جبر کیا جاویگا اور جسنے بنانے کا حکم کیا ہے وہ اپنے
قول سے پھر نہین سکتا اور مبیع خود وہ چیز ہے نہ کام و محنت اوسکی تو اگر کاریگر اپنے غیر کی بنائی چیز لایا یا اپنی بنائی
لیکن قبل عقد کے بنائی تھی اور بنوانے والے نے اوسکو لے لیا صحیح ہوگا اور مبیع متعین نہوگی قبل اختیار کرنے
بنوانے والے کے تو اگر قبل دیکھنے بنوانے والے کے کاریگر نے اوسکو کسی اور کے ہاتھ بیچ ڈالا صحیح ہے اور جب بنوانے
والے نے اوس چیز کو دیکھا تو اوسکو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لیوے **ف** اسواسطے کہ اوسنے خریدی
ایسی چیز جسکو نہین دیکھا تھا اور اوسکو اختیار ہوتا ہے جیسا گذرا خیار الرویۃ مین **ص** اور نہین صحیح ہے استصناع
بغیر بیان مدت کے اوس چیز مین جسکا رواج نہین ہے جیسے کپڑا اور غیرہ

باب مسائل متفرقہ بیع کے بیان مین

ف بیل یا گھوڑا مٹی کا خریدا لڑکے کے جی لگنے کے واسطے تو یہ بیع صحیح نہین اور اوسکی کچھ قیمت نہین اور اوسکے تلف کرنیوالے پر تاوان نہین اور قول ضعیف یہ ہو کہ بیع صحیح ہی اور تلف کرنے والے پر اوسکے ضمان ہو اور مجتبیٰ کی کتاب الحظر کے آخر مین ابو یوسف سے روایت ہو کہ کھلونے کی بیع اور لڑکون کا اوس سے کھیلنا جائز ہو **درمختار ص** صحیح ہو بیع کتے کی او چیتے کی اور درندون کی برابر ہو کہ سکھائے ہوے ہون یا نہ سکھائے ہوے **ف** جس درندے کو شکار کی تدبیر اور آداب سکھا لیتے ہین تو اوسکو معلّم کہتے ہین ورنہ غیر معلّم تو مطلب مصنف رح کا یہ ہو کہ کتا خواہ چیتا جو درندہ ہو خواہ معلّم ہو یا نہ ہو بیع اوسکی درست ہو اور یہ ہمارا مذہب ہو اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بیع اوس کتے کی درست نہین ہو جو کٹنا ہو اور نزدیک شافعی رح کے کسی کتے کی بیع درست نہین اسواسطے کہ روایت کی ابن حبان نے صحیح مین ابو ہریرہ رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حرام ہے ہی زانیہ کی خرچی اور قیمت کتے کی اور کمائی پچھنے لگانے والے کی اور روایت کی شیخین نے ابو مسعود انصاری رض سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتے کی قیمت لینے سے اور خرچی سے فاحشہ کی اور کمائی سے فال نکالنے والے کی اور روایت ہی ابی الزبیر رض سے کہ پوچھا مین نے جابر رضی اللہ عنہ سے قیمت لینے سے بلی اور کتے کی تب کہا کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوسکو مسلم اور نسائی نے اور اسواسطے کہ کتا نجس العین ہو اور نجاست سے ذلت اوسکی لازم ہوئی اور بیع سے اعزاز اوسکا لازم آتا ہو تو ناجائز ہوگی دلیل ہماری وہ حدیث ہو جسکو روایت کیا ترمذی نے ابو ہریرہ رض سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے کتے کی مگر کتے شکاری کی اور ضعیف کہا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث جابر رض سے بھی مرفوعًا مروی ہو اور اسناد اوسکی صحیح نہین اور احادیث صحیحہ مین اسکا استثنا مذکور نہین ہم کہتے ہین کہ روایت کی ابو حنیفہ رح نے مسند مین ہیثم سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباس رض سے کہ رخصت دی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت مین کتے شکاری کی اور یہ سند جید ہو اسواسطے کہ ہیثم ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور روایت کی بیہقی نے مثل اسکے جابر رض سے اوسکی اسناد مین بھی ہیثم ہو لیکن ہیثم باتفاق محققین ثقہ ہو توثیق کی اوسکی ابن سعد اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اوس سے ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور روایت کی دارقطنی نے ابو الزبیر رض سے انھون نے جابر رض سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے بلی کی اور کتے کی مگر شکاری کتے کی اور روایت کی طحاوی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے حکم کیا ایک شکاری کتے کے قاتل پر چالیس روپے کا اور کھیت کے کتے پر ایک مینڈھے کا اور روایت کی طحاوی نے عبد اللہ بن المغفل سے کہ کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ قتل کتون کے پھر فرمایا کیا کرتے ہین میرا کتے اور رخصت دی شکاری کتے مین اور حدیث ابو ہریرہ رض کی ابتداے اسلام مین تھی پھر منسوخ ہو گئی کیونکہ خود مروی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے اور دی حجام کو اجرت اور اگر یہ حرام ہوتا تو آپ کبھی اجرت نہ دیتے روایت کیا اوسکو شیخین نے ابن مسعود رض سے اور نجاست عین ہونا کتے کا مسلّم نہین اسواسطے کہ اوس سے نفع لیا جاتا ہو بطور حراست کے اور شکار کے حاصل کلام یہ ہو

کہ حدیث نہی عن ثمن کلب پہلے عام تھی اور پھر کلب صید اور زراعت کا اوس سے مخصوص ہوا تو اب عام ظنی ہوگیا اور عام ظنی کی دوبارہ تخصیص جائز ہی قیاس سے مگر اس صورت مین لازم آتا ہی کہ کُتّے کاٹنے والے یا ضرر پہنچانے والے کی بیع بالکل جائز نہووے جیسا مذہب ابو یوسف رح کا ہی تاکہ اس حدیث عام کے نیچے کوئی فرد باقی رہے نہ یہ کہ مطلقاً بیع کُتّے کی درست ہوجاوے جیسا کہ مروی ہی امام سے واللہ اعلم ہکذا فی الفتح القدیر و شرح المسند للامام رح **ص** اور ذمی بیع مین مثل مسلمان کے ہی الّا شراب اور سُوئر کی بیع کہ ذمی کو درست ہی اور مسلمان کو نادرست **ف** صحیح مسلم مین مروی ہی ابن عباس رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے حرام کیا شراب کے پینے کو اوسی نے حرام کیا اوسکی بیع کو اور ایسا ہی مروی ہی امام محمد رح کے آثار مین **ص** تو شراب ایسی ہی ذمی کے حق مین جیسے سرکا ہمارے نزدیک اور سُوئر ذمی کے حق مین جیسے بکری ہمارے نزدیک تو خمر مثلی ہی اور سُوئر ذوات القیم سے ہی **ف** یعنی اگر ذمی نے ذمی کی خمر تلف کر ڈالی تو اوسکی عوض مین خمر دلائی جاوے گی کیونکہ خمر مثلی ہی یعنی اون چیزون مین سے ہی جو مثلیون کے حکم مین کہ اونکے تلف کردینے سے مثل اوسکا لازم آتا ہی اور سُوئر ذوات القیم سے یعنی اون چیزون مین سے ہی جنکے تلف کردینے سے قیمت لازم آتی ہی تو اگر ذمی نے سُوئر دوسرے ذمی کا ہلاک کیا اس صورت مین اونکے یہان جو اوس سُوئر کی قیمت ہوگی دلائی جاوے گی نہ دوسرا سُوئر جیسا ہمارے یہان سرکا مثلی ہی اور بکری ذوات القیم سے **ص** زید نے ایک لونڈی خریدی اور قبل قبضے کے اوسکا نکاح عمرو سے کردیا تو نکاح صحیح ہی اب اگر عمرو نے اوس سے وطی کی تو یہ قبضہ زید کا شمار کیا جاوے گا نہ فقط نکاح کردینا **ف** تو اگر بیع ٹوٹ گئی قبض سے پہلے تو نکاح باطل ہوگیا ابو یوسف رح کے قول مین اور یہی مختار ہی کذا سامحتا **ص** اگر زید نے عمرو سے ایک غلام خریدا اور زید قبل ادا ثمن کے اور قبل قبضہ کرنے کے غلام پر غائب ہوگیا اور بائع نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ یہ غلام مین نے زید کے ہاتھ بیچا ہی تو اگر اوسکا ٹھکانا معلوم ہی تو وہ غلام واسطے ادا ثمن کے نہ بیچا جاوے گا بلکہ ثمن مشتری جہان ہوگا اوس سے طلب کیا جاوے گی اور اگر مشتری ایسا غائب ہی کہ اوسکا ٹھکانا معلوم نہین اس صورت مین وہ غلام بیچا جاوے گا اور اوسکی قیمت سے ثمن بائع ادا کیا جاوے گی **ف** تو اگر قیمت ثمن سے بڑھ جاوے تو زیادتی کو رکھ چھوڑین گے جب مشتری حاضر ہوگا اوسکو حوالے کیا جاوے گی اور اگر قیمت ثمن سے کم نکلی تو بائع اوسکا پیچھا کرے جب اوسکو پاوے تو اوس سے لیوے اور اگر مشتری غائب ہوا بعد قبضے کے تو قاضی بائع کی نالش کو نہ سُنے کیونکہ بائع کا حق بیع سے متعلق نرہا اور بیع کے مانند مرہون کا ہی یعنی اگر راہن ایسا غائب ہوا کہ اوسکا ٹھکانا معلوم نہین اور مرتہن نے اپنے دین کے واسطے بیع مرہون کی نالش کی قاضی کے پاس تو سنر اوار یہ ہی کہ بیع اوسکی جائز ہی کذا فی الدر المختار والطحطاوی **ص** اور اگر دو شخصون نے ایک چیز خریدی اور اون مین سے ایک شخص غائب ہوا **ف** یعنی اس طرح پر کہ اوسکا مکان معلوم نہین **ص** تو شخص حاضر کو کل ثمن کا دیدینا اور کل بیع پر قبضہ کرنا اور اوسکو روک رکھنا یہان تک کہ شخص غائب اپنے حصّے کا ثمن ادا کرے درست ہی طرفین کے نزدیک اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اوسکو روک رکھنا کل بیع کا جب تک شخص غائب حاضر ہووے درست نہین **ف** طرفین کی

دلیل یہ ہے کہ شخص حاضر ناچار ہے اوسکو نفع اوٹھانا بیع سے ممکن نہین جب تک کل ثمن ادا نکرے تو جو وقت اوسنے کل ثمن ادا کر دی
تو متبرع نہوگا تو جب غائب حاضر ہوا تو نہ لیگا حصہ اپنا جب تک ثمن اپنے حصے کی ادا نکرے اور ابو یوسف رح کہتے ہین کہ شخص
حاضر متبرع ہے اپنے شریک کے حصے کی ثمن کے ادا کرنے مین اسلیے کہ اوسنے بغیر حکم غائب کے اوسکا حصہ ثمن ادا کیا ہے تو جب
وہ حاضر ہوگا تو اوس سے حصہ ثمن کو پھیر نہین سکتا اور نہ بیع کو روک سکتا ہے اور فتوی طرفین کے قول پر ہے ھدایہ ص
کوئی چیز بیچے ہزار مثقال سونے اور چاندی سے تو سونا اور چاندی نصفا نصف ہونگے تو پانسو مثقال ہر ایک کے واجب ہونگے ف
اسواسطے کہ مثقال چاندی اور سونے دونون کی ہوتی ہے تو جب مثقال کی اضافت دونون کی طرف برابر ہوئی تو پانسو
مثقال سونا اور پانسو مثقال چاندی واجب ہوئی مشتری پر بسبب عدم ترجیح کے ص اور جو کوئی چیز بیچے
بعوض ہزار کے سونے اور چاندی سے تو سونا چاندی نصفا نصف ہوگی تو سونے کے نصف سے مثقال مراد ہونگے
اور چاندی کے نصف سے دراہم وزن سبعہ والے ف یعنی وہ دراہم جو دس درم سات مثقال کے ہوتے ہین
وزن مین اور ذکر اسکا کتاب الزکوۃ مین گذرا اسواسطے کہ یہی متعارف ہے تو پانسو مثقال سونا اور پانسو دراہم اس
صورت مین لازم آوینگے ص اگر ایک شخص کے کچھ روپئے کھرے جو دوسرے پر آتے تھے اور ردیون نے وہ اُنکو
کھوٹے ادا کیے اور وہ اُنکو معلوم نہوا اوسنے خرچ کر ڈالے یا اوسکے پاس سے تلف ہوگئے تو اوسکا حق
ادا ہوگیا طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف رح کے نزدیک اوس قسم کے زیوف یعنی کھوٹے روپیون کو پھیر کر کھرے لیوے
ف زیوف جمع زیف کی ہے زیف وہ روپیہ جسکو تاجر لیوین اور خزانۂ اسلام مین نہ لیا جاوے اور اگر وہ روپے
ستوقہ یا نبہرجہ ہون تو بالاتفاق ویسے پھیر کر کھرے لیوے اور اسی پر فتوی ہے ستوقہ وہ درم ہے جسپر چاندی کا
پتر ہو اور نبہرجہ وہ درہم جو دار الضرب سلطانی مین نہ بنا ہووے یا جسکو تاجر بھی نہ لیوین ردالمحتار ص
اگر پرندے انڈے یا بچے دیے ایک شخص کی زمین پر یا ہرن کا پانون اوسکی زمین مین جاکر خود بخود ٹوٹ گیا
تو جو اوسکو پاویگا اوسکی مملوک ہوجاویگی نہ صاحب زمین کی اسلیے کہ صید کا مالک وہی ہوتا ہے جو اوسکو پکڑے
البتہ اگر صاحب زمین نے زمین کو اپنی اسی کے واسطے تیار کیا ہو تو وہ صاحب زمین کے ہونگے اور جو مکھی نے چھتا
لگایا کسی کی زمین مین تو وہ اوسکا مالک ہوگا خواہ وہ اپنی زمین شہد کے چھتا لگانے کے واسطے تیار کی ہو
یا نہو اور اگر شکار پھنس گیا اوس جال مین جو پھیلایا گیا تھا خشک کرنے کے واسطے یا دراہم اور مٹھائی اوچھالی
گئی لٹانے کے واسطے اور کسی کے کپڑے پر جا پڑی تو وہ اوسکا مالک نہوگا بلکہ جو پاویگا اوسیکو ملیگی البتہ اگر کپڑے
والے نے پہلے سے اپنا کپڑا اسی کے واسطے پھیلا رکھا تھا تو اوسکو ملے گی یا اوسنے اسلیے پھیلا نہین رکھا تھا
لیکن جب دراہم اور شکر اوسمین واقع ہوئی تو اوس کپڑے کو بند کر لیا اس فعل سے بھی اوسیکی ہوجاویگی
مسائل الحاقیہ بندر سے مسخرا پن کرنا اگرچہ حرام ہے لیکن وہ مانع بیع نہین بلکہ اوسکی بیع مکروہ ہے جیسا کہ انگور کا
نچوڑا پانی اوس شخص کے ہاتھ بیچنا جو شراب بناتا ہو اور کتے کا پالنا اور رکھنا درست نہین مگر چور وغیرہ کے
خوف سے تو کچھ مضایقہ نہین اور کتے کے مانند باقی درندے ہین اور کتے کا پالنا شکار اور بھیڑ بکری

اور کھیت کی حفاظت کے واسطے بالاتفاق درست ہے اقل قیمت بیع ایک پیسہ ہے تو جو چیز مالیت مین ایک پیسے سے بھی
کم ہوگی چنانچہ ایک ٹکڑا روٹی کا اوسکے عوض مین بیع جائز نہین بیچنا اون پرند جانورون کی بیٹ کا جنکا گوشت حلال ہی
درست ہی مگر اسقدر بیٹ ہو کہ اوسکی قیمت ایک پیسہ ہو جاوے اور جائز نہین بیع زمین کے کیڑون کی جیسے چھپکلی
چھچھوندر گوہ اور گبریلا البتہ جونک کی بیع درست ہی اسواسطے کہ لوگ اوسکو پال جاتے ہین اور خون نکالنے کے علاج
مین اوسکی حاجت ہی اور دریا کے جانورون مین بیع بھی سواے مچھلی کے اور کسیکی بیع جیسے کیکڑا وغیرہ درست نہین البتہ
فتاوای قنیہ مین لکھا ہی کہ جو جانور قیمت دار ہین جیسے سقنقور اور کھال خز کی اور پانی کا اونٹ بشرطیکہ زندہ ہو تو بیع
اوسکی درست ہی اور سانپون کی بیع اگر اون سے فائدہ حاصل ہو دواؤن مین تو فقیہ ابو اللیث رح نے اوسکو جائز رکھا ہی
لیکن صحیح یہ ہی کہ اگر نفع اور صحت مرض منحصر ہو جاوے اون مین تو جائز ہی اور نہایہ اور تہذیب مین ہی کہ پینا
پیشاب اور خون اور کھانا مردے کا واسطے دوا کے درست ہی جب کوئی طبیب مسلمان حاذق اوس سے کہدیوے
کہ ان چیزون مین تیری شفا ہی اور ادویہ مباح مین کوئی چیز قائم مقام اوسکے نہ ملے اور اگر طبیب کہے کہ ان چیزون مین
جلدی شفا ہوگی تو اوسمین دو قول ہین اسی طرح شراب کے پینے مین بھی بعذر مرض لاعلاج درصورت کہنے طبیب
مسلم حاذق کے اختلاف ہی لیکن حدیث صحیح مین مروی ہی کہ اللہ تعالی نے تمھاری شفا نہین کی اون چیزون مین
جو تمپر حرام کی اور نجس تیل کی بیع درست ہی اور اوسکو جلانا جائز ہی سواے مسجد کے اور مکانون مین اگر کوئی کافر
خریدے مسلمان غلام یا مصحف مجید کی درست ہی لیکن جبر کیا جاویگا بیچ اوسکی بیع پر اسیطرح اگر کافر کا غلام مسلمان
ہو جاوے تب بھی اوس غلام کی بیع پر کافر کو جبر کرین گے ایک درخت خرید کیا جڑ سمیت اور جڑ سے اوسکے
دیکھا اللہ لیے بین بائع کا ضرر ہی تو اوسکو کاٹ لے زمین کے اوپر سے جہان سے بائع کو ضرر نہووے اور اگر اوسکے قطع
ہونے سے کوئی دیوار گر جاوے تو درخت کا اوکھاڑنے والا اوسکا تاوان دے جو اوسکے اوکھاڑنے سے پیدا ہوا مختار و دیکھا

باب بیع صرف کے بیان مین

بیع صرف کہتے ہین ثمن کے بیچنے کو بدلے مین ثمن کے خواہ جنس کے ساتھ ہووے مثلاً سونے کو بدلے مین سونے
کے یا چاندی کو بدلے مین چاندی کے یا غیر جنس کے ساتھ جیسے سونے کو بدلے مین چاندی کے فروخت کرے شرط
بیع صرف مین کہ بائع اور مشتری کا قبضہ بدلین پر مجلس عقد مین ہو جاوے قبل افتراق عاقدین کے ف یعنی دونو
بدلون پر ہر ایک قبضہ کر لیوے مجلس عقد مین ہاتھ سے نہ فقط تخلیہ سے کذا صحتا بدلیل اوس حدیث کے
جو گذری باب الربوا مین کہ بیچو سونے کو بدلے مین سونے کے برابر اس ہاتھ دے اوس ہاتھ لے اور زیادتی سود ہی
اور روایت کی مالک رح نے موطا مین حضرت عمرؓ سے کہ نہ بیچو سونے کو بدلے مین سونے کے مگر برابر برابر اور نہ بیچو
سونے کو بدلے مین چاندی کے اسطرح کہ ایک حاضر ہو اور دوسرا غائب اور اگر دوسرا مہلت مانگے اتنی
کہ داخل ہو گھر اپنے مین تو نہ دے مہلت اوسکو مگر دست بدست ادھر لے اودھر دے اور مین خوف کرتا ہون
تمپر ربا کا اور بدلیل اس بات کے کہ دونون مین سے ایک کا قبضہ پہلے ضرور ہی تو نہو جاوے بیع ادھار کی

بدلے مین ادھار کے اسواسطے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوسکو ابن عمر رض سے
اسحق نے اور بزار نے پھر جب ایک نے قبضہ کیا تو دوسرے کا بھی قبضہ ضرور ہے تاکہ مساوات اور برابری حاصل ہووے
اور مراد اس سے یہ ہے کہ قبل قبضے کے ہر ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے جدا نہووے تو اگر دونون ساتھ چلے
جاتے ہین ایک ہی طرف یا دونون اوسی مجلس مین سو رہے یا بیہوش ہو گئے یا کشتے مین سوار دونون چلے جاتے ہین
تو بیع صرف باطل نہوگی بدلیل اثر ابن عمر رض کے کہ اگر کودی کوٹھے چھت سے تو کود ساتھ اوسکے کہا ابن الہمام رح نے کہ یہ حدیث
غریب ہے نہایت درجے کی کتب حدیث سے مین کہتا ہون روایت کیا اوسکو محمد رح نے آثار مین اور امام نے اپنی
مسند مین ص اور سونے کو چاندی کے عوض زیادتی سے اور اٹکل اور تخمین کے ساتھ بھی درست ہے ف اسواسطے
کہ جنس بدل گئی تو زیادتی اوسمین حقیقۃً اور احتمالاً جائز ہے لیکن قبضہ کرنا مجلس عقد مین بدلین پر یہان بھی ضرور ہے
ص اور سونے کی بیع سونے کے ساتھ یا چاندی کی چاندی کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ درست نہین بلکہ برابر بیچنی
چاہیے اگرچہ عمدگی اور صنعت زرگری مین مختلف ہون ف اسواسطے کہ باب الربوا مین یہ بات گذر چکی کہ جید اور ردی
سب برابر ہین ص بیع صرف مین قبضہ کرنے سے پیشتر ثمن مین تصرف کرنا درست نہین مثلاً اگر ایک دینار دس درہم کے
بدلے مین بیچا اور ابھی اون درہم پر قبضہ نہین کیا تھا کہ اونکے عوض مین ایک کپڑا خرید لیا تو اس تھان کی بیع فاسد
ہوگی مسئلہ زید نے ایک لونڈی جسکی قیمت ہزار روپیہ تھی اور اوسکے گلے مین ہزار روپے کا طوق تھا دو ہزار روپے کو
عمرو کے ہاتھ بیچی اور ہزار روپے نقد وصول کیے یا دو ہزار کو بیچی ہزار نقد اور ہزار ادھار بیچا اور ہزار نقد وصول کیے
اور بعد اوسکے بائع اور مشتری جدا ہوگئے تو یہ ہزار روپے قیمت اوس طوق کی ہون گے ف یعنی ہزار جو نقد وصول
ہوئے ہین وہ طوق کی قیمت مین شمار کیے جاوینگے اسواسطے کہ طوق مین یہ بیع صرف ہے اور اوسمین تقابض بدلین
شرط ہے ص ایسا ہی ہے کہ مشتری ہزار روپے دینے کے وقت چپ رہا ہو یا یہ کہدیا ہو کہ اس ہزار روپے کو تو دونون کی ثمن مین
سے لے اسواسطے کہ وقت سکوت کے ظاہر ہے کہ اوس نے اس بیع سے قصد اوسکے صحیح ہونے کا کیا تھا اور بیع مذکور صحیح
نہین ہوتی جب تک کہ ہزار مقابلہ چاندی مقبوض نہون اور دوسری صورت مین اس کلام کے معنی یہ ہوسکتے
ہین کہ دونون مین سے ایک کی ثمن سے البتہ اگر مشتری صاف کہدیگا کہ یہ ہزار روپے لونڈی کی ثمن مین خاص تو بیع
طوق مین فاسد ہوجاویگی اسیطرح اگر ایک تلوار بیچی جسمین پچاس روپے کا زیور ہے سو روپے کو اور پچاس نقد وصول
کیے تو یہ زیور کے دام سمجھے جاوینگے تو اگر بائع اور مشتری جدا ہوگئے بغیر قبض ثمن کے تو بیع زیور مین فقط باطل
ہوگی اگر وہ زیور تلوار سے بدون ضرر کے علیحدہ ہوسکتا ہے ورنہ دونون مین باطل ہوجاویگی جاننا چاہیے کہ بیع اس
تلوار کی جسمین زیور ہو اوس ثمن کے عوض مین درست ہے جو زیور سے زیادہ ہوتا بعض ثمن بمقابلہ زیور اور بعض
بمقابلہ تلوار ہووے اور اگر ثمن برابر ہووے زیور کے یا کم ہو زیور سے یا کچھ معلوم نہو تو بیع جائز نہوگی ف
اسواسطے کہ اگر کم یا برابر ہے تو سود ہوگیا کیونکہ مشتری کو تلوار مفت پڑی اور اگر معلوم نہین کہ زیادہ یا کم یا برابر ہے تو بھی
شبہہ سود کا ہے ص اگر ایک شخص نے ایک برتن چاندی کا ف خواہ سونے کا ص بیچا اور کچھ قیمت اوسکی مشتری سے

وصول کی اور پیدا ہوسکے جدا ہو گئے تو جائز ہو جاویگی بیع اوس مقدار مین برتن کی جتنے کی ثمن پر بائع نے قبضہ کر لیا
اور باطل ہو ویگی مابقی مین اور شریک ہو جاوینگے بائع اور مشتری اوس برتن مین اور یہ فساد کل برتن مین شائع
نہوگا اسلیے کہ یہ فساد طاری ہی جیسا کہ سلم مین گذرا اب اگر برتن کا نصف یا ثلث کسی اور کا نکلا **ف** یعنی گواہوں سے
اوسکا استحقاق ثابت ہوا **ص** تو مشتری مابقی کو بقدر اوسکے حصے کے خرید کرے یا کل کو پھیر دیوے **ف** اسواسطے
کہ شرکت ظرف مین عیب ہی تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے باقی کو بقدر اپنے حصہ رسدی کے لیوے یا چاہے اپنا بھی
حصہ جو خرید چکا ہی بائع کو واپس دے مثال اوسکی یہ ہی کہ برتن نو روپے بھر تھا مشتری نے اول کل برتن خریدا
لیکن دام کے کل تین روپے دیے بعد اوسکے دونوں جدا ہو گئے تو ثلث ظرف مین بیع جائز ہوئی اور دو ثلث مین
نہیں صحیح اب ثلث اوس برتن کا کسی شخص ثالث کا نکلا تو مشتری کو اب اختیار رہا ہے وہ ثلث جو باقی ہی
بائع کو تین روپے اور دیکر خرید لیوے یا اپنا بھی ثلث واپس کر دیوے اور اگر مستحق نے بھی اپنے حصے کی
اجازت دیدی بیع کی تو بائع دو ثلث کے دام مشتری سے لیکر ثلث آپ لے لیوے اور ثلث مستحق کو دیدیوے
اس صورت مین بائع وکیل ہو جاویگا مستحق کا اوسکے حصے مین تو ضرور ہی کہ بائع اور مشتری جدا نہوے ہوں بعد
اجازت مستحق کے **ص** اور قبل ظہور استحقاق کے مشتری اپنے حصے کو بائع پر واپس نہیں کر سکتا بسبب عیب
شرکت کے کیونکہ یہ شرکت خود مشتری کے فعل سے ہوئی تو وہ گویا راضی ہو چکا ہی اس عیب سے **مسئلہ** اور
اگر ایک ٹکڑا چاندی کا بیچا اور اوسمین سے کسی قدر دوسرے کا نکلا **ف** یعنی وہی صورت برتن کی یہاں واقع
ہوئی مثلاً وہ ٹکڑا نو روپے بھر کا تھا مشتری نے نو روپے کو خرید کر صرف تین روپے دیے اب ثلث اوسکا کسی اور کا
نکلا **ص** تو مشتری باقی کو حصہ رسد دام دیکر لیوے **ف** یعنی تین روپے دیکر خرید لیوے **ص** اور یہ اختیار نہیں کہ اپنے ثلث
حصے کو بھی واپس کر دیوے **ف** کیونکہ یہ شرکت عیب نہیں چاندی کے ٹکڑے مین اسواسطے کہ بقدر حصۂ بائع
کاٹ لینا ممکن ہی بلا ضرر بخلاف ظرف کے کہ اوسمین قطع کرنا مضر ہی **ص** اور صحیح ہی بیع دو درہم اور ایک دینار کی
عوض مین ایک درہم اور دو دینار کے اور ایک کر بھر گیہوں اور کر بھر جو کے بدلے مین دو کر گیہوں اور دو کر جو کے
ف ہمارے نزدیک اور زفر اور شافعی رح کے نزدیک جائز نہیں ہم کہتے ہین کہ یہاں ہر جنس کو اوسکے خلاف کی طرف
پھیر سکتے ہین کیونکہ صورت اول مین دو درہم کے عوض مین دو دینار اور ایک دینار کے عوض مین ایک درہم
اور صورت ثانی مین کر بھر گیہوں کے عوض مین دو کر جو اور کر بھر جو کے عوض مین دو کر گیہوں
ص اور گیارہ درہم کے بدلے مین دس درہم اور ایک دینار کے **ف** اسواسطے کہ دس درہم دس درہم کے مقابلہ مین
دس درہم ہو گئے اور ایک درہم کے مقابلے مین دینار رہ گیا اسی طرح دس روپے اور آٹھ پیسے کی بیع بعوض
گیارہ روپے کے جائز ہی کیونکہ ہو سکتا ہی کہ دس روپے مقابلے مین دس روپے کے اور ایک روپیہ مقابلے مین آٹھ پیسے
کے ہو جاوے اور یہی حیلہ ہی جہان روپے کا بدلنا روپے سے منظور ہو اور وزن کی برابری نہو سکے **ص** اور بیع دو
زیوف اور ایک کھرے درہم کے عوض مین ایک زیف اور دو کھرے درہم کے **ف** زیف اور غلہ اوسی درہم کو کہتے ہین

جو بیت المال مین نہ لیا جاوے مگر سوداگر لے لیوین جیسے ٹوٹے چھوٹے روپے اور یہ بیع جائز ہو اسلیے کہ وزن مین مساوات متحقق ہی اور اعتبار وصف جودت کا ساقط ہی زید کے دس درہم عمرو پر آتے تھے پس بیچا عمرو نے ایک دینار کو زید کے ہاتھ عوض دس درم مطلق کے یعنی یہ نہین کہا کہ عوض اون دس درم کے جو تجھپر قرض مین تو بیع صحیح ہوجاویگی اگر عمرو نے دینار دیدیا تو اب ہر شخص کے دوسرے پر دس دس درم ہوگئے **ف** لیکن عمرو پر تو اسواسطے کہ وہ زید کے دس درم کا مقروض تھا اور لیکن زید پر تو دینار کی قیمت کے دس درم واجب ہوگئے **ص** اب اگر دونون نے مقاصہ کیا تو بیع اول فسخ ہوجاویگی اور وہ بیع دینار کی عوض دس درم مطلق کے ہی اور مقاصہ صحیح ہوجاویگا اور جو بیع کیا دینار کو عوض اون دس درم کے جو عمرو پر قرض مین جب بھی بیع صحیح ہوگی اور مقاصہ بنفس عقد ہوجاویگا **ف** اور یہ مقاصہ بیع ثانی ہوگا اور دینار کا مقابلہ دس درہم کے جو عمرو پر قرض تھے **ص** اگر چاندی دراہم مین غالب ہی تو وہ چاندی کے شمار کیے جاوینگے اسیطرح سونا اگر دینار مین غالب ہی تو وہ سونیکا گنا جاویگا حکم بیع مین **ف** یعنی جس چیز مین ملونی کم ہو چاندی اور سونے سے تو وہ چیز حکم شرع مین چاندی اور سونے کی ہی شمار کیجاویگی مثلاً نو ماشے روپے مین چاندی ہی اور تین ماشے تانبا یا اشرفی مین نو ماشے سونا ہی اور تین ماشے پیتل تو وہ روپیہ اشرفی چاندی سونے کا ہی شمار کیا جاویگا **ص** تو ایسے دراہم و دنانیر کی بیع دراہم و دنانیر خالصہ کے بدلے آپس مین نہین درست ہی مگر برابر سرابر تو لکر دست بدست **ف** اور قرض لینا انکا نہ درست ہوگا مگر وزن کرکے خالص کے مانند یعنی جیسے دراہم خالص چاندی کے بغیر وزن کیے قرض نہین لے سکتا اسی طرح یہ دراہم بھی اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے زمانے مین جو روپیہ اشرفیاں مروج ہین انکا قرض لینا بھی بدون وزن کیے صرف شمار سے جائز نہین اگرچہ عادت عوام کی یون ہی جاری ہی لیکن شامی نے لکھا ہی کہ اگر دراہم یا دنانیر ایسے مضبوط الوزن ہون کہ ہر درہم دوسرے درہم سے اور ہر دینار دوسرے دینار سے کم و بیش نہو تو اوس صورت مین عدد کا ذکر کرنا بمنزلہ ذکر وزن کے ہی تو قرض لینا ایسے دراہم و دنانیر کا عدد کے اعتبار سے روایت ابو یوسف کے درست ہوگا لیکن آخر مین شامی نے یہ لکھا ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ یہ صورت ابو یوسف کی روایت پر بھی جائز نہین کیونکہ اونکا مذہب یہ ہی کہ اگر مکیل کی تقدیر متعارف ہوجاوے وزن سے یا موزون کی کیل سے تو عرف معتبر ہوگا نہ یہ کہ بالکل وزن لغو کر دیا جاویگا جیسا ہمارے زمانے مین ہی کہ سب لوگ قصر کرتے ہین شمار پر بلا لحاظ وزن کے تو یہ جائز نہوگا نہ روایات مشہورہ اور نہ غیر مشہورہ پر اسواسطے کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہی ابطال اون نصوص کا جو دلالت کرتے ہین مساوات کیلی اور وزنی پر جن پر اتفاق کیا ائمہ مجتہدین نے انتہی باختصار **ص** اور اگر ملونی غالب ہی اور چاندی سونا کم ہی تو وہ دراہم و دنانیر بمنزلہ اسباب اور اجناس کے ہین تو اگر ایسے دراہم کی بیع خالص چاندی سے ہوگی تو اوسکا حکم بعینہ تلوار کے زیور کی بیع کا حکم ہی جو گذرا **ف** یعنی اگر خالص چاندی برابر ہوگی اوس مقدار چاندی کے جتنی دراہم مغشوشہ مین ہی یا کم یا کچھ معلوم نہو تو جائز نہوگی اور اگر زیادہ ہوگی تو جائز ہوگی اسواسطے کہ چاندی چاندی سے مقابل ہوکر باقی ملونیکا عوض ہوجاویگی **ص** اور اگر ایسے دراہم کی بیع ایسے ہی دراہم کے

عوض مین ہو گی تو برابر برابر اور کم زیادہ بھی درست ہی لیکن ضرور ہے کہ قبضہ متعاقدین کا بدلین پر مجلس بیع میں ہو جا
ف کمی بیشی سے اسواسطے درست ہی کہ ایسے دراہم دنانیر حکم مین ثمن کے نہین ہے تو ان جنس کو طرف خلاف
جنس کے پھیر کر زیادتی کمی جائز کرینگے اسیطرح ایسے دراہم ودنانیر گن کر اور شمار کر کر بلا وزن کے قرض لینا بھی
درست ہی رد المحتار باقی رہی ایک صورت وہ صاحب کتاب نے ذکر نہین کی کہ ملونی برابر ہو چاندی یا سونے کے
یا معلوم نہو کہ کتنی ہی تو اوسکا حکم اونھین دراہم دنانیر کا ہی جن مین ملونی زیادہ ہو در مختار ص ایک شخص نے
ایسے دراہم کے عوض مین ف یعنی جن مین ملونی غالب ہے یا برابر ہو ص یا ان پیسون کے عوض مین جو چلتے تھے
بازار مین ایک چیز خریدی اور ابھی مشتری نے ثمن نہین ادا کی تھی کہ چلن اون دراہم یا پیسونکا جاتا رہا تو امام ابوحنیفہ
نزدیک بیع باطل ہو جاویگی اور امام ابویوسف کے نزدیک مشتری پر قیمت اون دراہم یا پیسونکی جو وقت بیع کے تھی
لازم آویگی اور امام محمد کے نزدیک اون دراہم یا پیسون کی جو آخری دن مین رواج کے دونون سے قیمت تھی مشتری کی
لازم آویگی ف فتوی امام محمد کے قول پر ہی کذا فی المحیط اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جب بیع باطل ہو گئی تو مشتری
اگر مبیع بعینہ قائم ہی تو نفس مبیع بائع کو پھیر دیوے والا جو اوسکا نرخ بازار ہو وہ قیمت دیو ص ایک شخص پیسے چلتے ہوئے
بازار مین قرض لیے بعد اوسکے قبل قرض ادا کرنیکے اونکا چلن جاتا رہا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک مستقرض پر
وہی پیسے لازم آوینگے اور جب وہ پیسے حوالے کر دیگا تو قرض ادا ہو جاویگا اور امام ابویوسف کے نزدیک قرض لینے کے
دن جو قیمت اون پیسونکی تھی دینا پڑیگی اور امام محمد کے نزدیک آخر روز مین چلن کے دونونمین سے جو اونکی قیمت ہوگی
دینا پڑیگی ف اسی پر فتوی ہی در مختار ص ایک شخص نے ایک چیز خریدی نصف درہم پیسون کے بدلے مین یا ایک دانق
پیسون کے بدلے مین یا ایک قیراط کے پیسونکے بدلے مین تو صحیح ہے اور مشتری پر جتنے پیسے نصف درہم کے یا ایک دانق کے
یا ایک قیراط کے بازار مین آتے ہین لازم آوینگے ف دانق چھٹا حصہ درہم کا ہوتا ہی اور قیراط نصف دانق کا ہوتا ہی
ص اور زفر کے نزدیک یہ بیع جائز نہین اسلیے کہ فلوس عددی ہین اور اونکی تقدیر کرنے سے ساتھ دانق وغیرہ کے
معلوم ہوتا ہی وزنی ہونا اور ہماری یہ دلیل ہی کہ ثمن فلوس ہین اور وہ معلوم ہین ف اور اسیطرح ایک درہم
یا دو درہم کے پیسونکے بدلے مین کوئی چیز خریدی تو جائز ہی نزدیک ابویوسف کے اسواسطے کہ ایک درہم کے یا دو درہم
کے پیسے جتنے بازار مین آتے ہین معلوم ہین وہ مشتری دیدیگا اور محمد رح اسکو ناجائز کہتے ہین کیونکہ عادت یہ ہی کہ
پیسون سے خرید و فروخت جب ہوتی ہی کہ ایک درہم سے کم ہون اور قول ابویوسف رح کا صحیح ہی خاص کر ہمارے شہر وغیرہ مین
ہدایہ ص اگر ایک شخص نے صراف کو ایک درہم دیا اور کہا کہ آدھے درم کے پیسے اور آدھے درم کے بدلے مین چاندی کی اَدھی جو نصف
درہم سے ایک رتی بھر کم ہوتی ہی تو بیع فاسد ہوگی واسطے لازم ہونے ربا کے ف پیسون مین بھی اور اَدھی مین بھی
امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک پیسونمین جائز ہو جاویگی ص اور اگر یون کہا کہ دے تو
آدھے درم کے پیسے اور ایک اَدھی چاندی کی تو بیع صحیح ہو جاویگی کل مین ف کیونکہ اس صورت مین اَدھی
جو ایک رتی کم ہی نصف درہم سے اوسی قدر چاندی کے درہم مین سے مقابل ہوگی اور [illegible]

زیادہ کے مقابل پیسے ہوجاوینگے ص اور اگر دے کا لفظ مکرر کہا صورت پہلی مین یعنی یون کہا ایک درم دیکر آدھ
درم کے پیسے دے اور آدھے درم کی اٹھنی ایک رتی کم دے تو اس صورت مین پیسون مین بیع جائز ہوگی اور
اٹھنی مین فاسد ف امام صاحب کے نزدیک بھی جیسا صاحبین کہتے ہین منجملہ اقسام بیع کے ایک بیع الوفا ہے
یعنی بائع مشتری کے ہاتھ ایک چیز بیچے اس شرط پر کہ جب بائع مشتری کو ثمن پھیر دیوے تو مشتری اوسکو مبیع
پھیر دیوے اس صورت مین مشتری کو روز فسخ تک نفع اوٹھانا بیع سے درست ہی اور یہی صحیح ہے اور اسی پر
فتوی ہے اور جو لوگ اسکو رہن قرار دیتے ہین اونکے نزدیک مشتری کو نفع اوٹھانا اوس سے درست نہین اسمین اگر
میعاد کوئی مقرر ہو جاویگی تو وقت میعاد جب بائع ثمن دیگا مشتری کو فسخ کرنا پڑیگا گو کہ یہ وعدہ تھا مشتری کا
اور وعدون کی وفا قضاءً لازم نہین لیکن وعدون کی وفا کبھی لازم ہوجاتی ہے بسبب احتیاج ناس کے در مختار
جیسے کوئی شخص کفالت معلقہ کرے یعنی یہ کہے کہ اگر یہ شخص نہ دیگا تو مین دونگا تو کفالت صحیح ہوجاویگی اگرچہ
وعدہ ہے کیونکہ وعدہ معلق لازم الوفا ہوتا ہے رد المحتار اور اگر اوس میعاد معین تک بائع نے ثمن نہین
ادا کی تو مشتری کو مطالبہ ثمن یا اثبات بیع بائع سے پہونچتا ہے اور اگر مشتری مرجاویگا تو اوسکے وارثون کو
اختیار ہے چاہین بیع کو فسخ کرین یا نکرین اور اگر بائع نے اپنا گھر بیع وفا کرکے پھر مشتری سے اوسکو ایک مدت
معین پر کرایہ کو لیا اور قبضہ کیا تو باوجود شرائط صحت اجارہ بائع پر کرایہ لازم نہ آویگا اون لوگون کے
نزدیک جو اوسکو رہن قرار دیتے ہین اور جو بیع قرار دیتے ہین اونکے نزدیک کرایہ لازم ہوگا ؛

ص کتاب الکفالۃ

یعنی ضمانت کے بیان مین کفالت کے معنی لغت مین ملانے کے ہین یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا اور اصطلاح
شرع مین عبارت ہے ملانا ذمہ کفیل کا طرف ذمہ اصیل کے مطالبے مین ف یعنی جو مواخذہ اور مطالبہ پہلے
اصیل یعنی اصل مدیون سے متعلق تھا وہ بسبب ضمانت کے کفیل سے بھی متعلق ہوگیا جاننا چاہیے کہ جو شخص
ضامن ہوتا ہے اوسکو کفیل کہتے ہین اور جسکا ضامن ہوتا ہے اوسکو مکفول عنہ اور جسکے واسطے ضامن ہوتا ہے
یعنی جسکے نفع کے لیے ضامن ہوتا ہے یعنی دائن اوسکو مکفول لہ کہتے ہین اور مال یا نفس کو مکفول بہ ص کفالت
دو قسم ہے ایک کفالت بالنفس یعنی حاضر ضمانت دوسری کفالت بالمال یعنی مال ضمانت آدہ قسم اول یعنی حاضر ضامنی
منعقد ہوتی ہے ان الفاظ سے ف شافعی رح کے نزدیک حاضر ضامنی درست نہین ہے اور ہماری دلیل وہ حدیث ہے
جسکو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفیل ضامن ہے اور یہ لفظ مطلق
ہے شامل ہے مال ضامن اور حاضر ضامن دونون کو ص کہ کفیل یون کہے کفیل ہوا مین اوسکے نفس کا اور مانند
اوسکے وہ لفظ ہین جن سے تعبیر کیا جاتا ہے کل بدن انسان سے ف مثلاً گردن روح سر بدن وجہ یعنی منہ
تو اگر کہے کفیل ہوا مین اسکے ہاتھ پاؤن کا تو کفالت درست نہوگی کیونکہ ہاتھ اور پاؤن سے تعبیر کل بدن کی
نہین ہوتی یہانتک کہ اضافت طلاق کی بھی ہاتھ پاؤن کیطرف درست نہین بخلاف الفاظ مذکورہ بالا

ھدایہ ص یا جز غیر معین سے جیسے نصف یا ثلث ف تو اگر یون کہے کفیل ہوا مین اسکے نصف کا یا ثلث کا تو بھی کفالت
منعقد ہوجاویگی ص یا یون کہے ضامن ہوا مین اوسکا یا وہ میرے ذمے پر ہے یا میری طرف ہے یا مین اوسکا زعیم ہون یا قبیل ہون
یعنی کفیل ہون تو بھی ان صورتون مین کفالت منعقد ہوجاتی ہے اور لازم ہے حاضر ضامن پر حاضر کرنا مکفول بہ کا اگر مکفول له
طلب کرے تو اگر حاضر نہ کرے حاکم اوسکو قید کرے اور یہی صورت ہے اگر کفیل نے کہدیا تھا کہ مکفول بہ کو فلان وقت
حاضر کر دونگا ف تو جب وہ وقت آوے اور مکفول له درخواست کرے تو اوسکو حاضر کرنا پڑیگا اگر حاضر نہ کرے تو حاکم
اوسکو قید کرے لیکن نہ قید کرے اوسکو فی الفور لیکن اسواسطے کہ کبھی کفیل کو معلوم نہین ہوتا کہ کسواسطے قاضی نے
بلوایا ہے اسلیے پہلے اوسے اطلاع کرے اگر حاضر کر دیا مکفول عنہ کو تو خیر اور نہ مقید کرے اور اگر مکفول عنہ غائب ہے اسطرح
کہ نشان اوسکا معلوم ہووے تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دیوے کہ ضامن اوسکے پاس جاوے اور چلا آوے پس اگر اسقدر
بھی مدت گذر جاوے اور حاضر نکرے تو حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہوا کہ اوسکا پتا ٹھکانا بھی
معلوم نہین رہا تو حاضر ضامن سے مواخذہ نہوگا اور نہ وہ قید ہوگا کیونکہ وہ معذور ہے ھدایہ ص اور اگر مکفول عنہ
مر گیا اگرچہ غلام ہو تو حاضر ضامن بری ہوجاویگا مواخذے سے ف اسواسطے کہ وہ مکفول عنہ کے حاضر کرنے سے
عاجز ہے اور اسلیے کہ اصل یعنی مکفول عنہ کو صلاحیت حضور کی جاتی رہی تو کفیل پر سے احضار رہا . . . اور اسیطرح اگر
کفیل مر جاوے جب بھی وہ مواخذے سے بری ہوا کیونکہ وہ حاضر ضامن تھا اور اب قادر نہ رہا تسلیم مکفول بہ پر
بسبب موت کے اور مال سے اوسکے یہ حق ادا نہین کرسکتے ہان اگر وہ کفیل بالمال تھا اور مر گیا تو اوسکی جایداد سے قرضہ وصول
کیا جاویگا اور اگر مکفول له مر گیا تو وصی مکفول له کو پہونچتا ہے کہ مطالبہ کرے کفیل سے اگر وصی نہووے تو وارث اوسکے قائم
مقام ہے ھدایہ ص اسیطرح اگر کفیل نے مکفول عنہ کو ایسی جگہہ حاضر کر دیا کہ مکفول له وہان اوس سے خصومت کر سکتا ہے
تو بھی کفیل بری ہوا ف جیسے شہر یا ایسی بستی ہووے جہان قاضی موجود ہووے واسطے سماعت مقدمات کے ص اگرچہ
کفیل نے وقت کفالت کے یہ نہ کہا ہووے کہ جب مکفول عنہ کو مین تیرے حوالے کر دون تو مین بری ہون ف
کیونکہ مقصود کفالت کا حاصل ہو گیا اور وہ تسلیم ہے مکفول بہ کی اسطور پر کہ مستحق اپنے حق کو پہونچ جاوے ص
اور اگر کفیل نے شرط کی تھی اسبات کی کہ مین مکفول عنہ کو قاضی کے محلے مین سپرد کرونگا پھر اوسنے تسلیم کیا بازار
مین یا جنگل مین یا دیہات مین یا مکفول عنہ کو قید کرایا تھا کسی اور نے ف اسواسطے کہ اگر مکفول له نے قید کرایا
اور کفیل نے وہین تسلیم کر دیا تو بری ہوجاویگا ص اور اوسی قیدخانے مین کفیل نے سپرد کیا مکفول عنہ کو مکفول له کے
تو کفیل بری نہوگا کفالت سے اور بعضون نے کہا کہ جب کفیل نے شرط کر لی تسلیم مکفول عنہ کی مجلس قاضی مین تو اب بری
نہوگا بازار مین تسلیم کرنے سے ہمارے زمانے مین ف در مختار مین ہے کہ اسی قول پر فتوی ہے بسبب غلبہ . . . کے اور . . .
امر حق کی مدد . . . مین ص تو اس روایت کے موافق اگر کفیل نے تسلیم کیا مکفول عنہ کو دوسرے شہر مین تو بھی بری
ہوگا کہ اوس مقام مین مکفول له قادر ہووے اوسکے حاضر کرنے پر مجلس قاضی مین یہان تک کہ اگر تسلیم کیا دوسرے شہر کے
بازار مین تو نہ بری ہوگا اوس زمانہ مین اور قیدخانے مین بھی تسلیم کرنے سے اوس صورت مین بری نہوگا . . .

دوسرے قاضی کا ہوگا اور اگر اوسی قاضی کا قید خانہ ہو جسکے پاس مکفول لہ کا مقدمہ دائر ہی تو بری ہو جاویگا اگرچہ مکفول عنہ کسی اور کے مقدمے مین قید ہووے اور بھی بری ہو جاویگا کفیل اگر خود مکفول عنہ نے اپنے نفس کو مکفول لہ کے سپرد کیا یا کفیل کے وکیل یا فرستادہ نے سپرد کیا اوسکو مکفول لہ کے اگر مکفول لہ مر گیا تو اوسکے وصی اور وارث کو مطالبہ پہونچیگا کفیل سے اگر حاضر ضامن نے اسطرح ضمانت کی کہ اگر کل مین اسکو حاضر نہ کرون تو جتنا مال اوس پر ہی اوسکا ضامن مین ہون اور پھر کل اوسنے حاضر نہ کیا تو مال اوسپر لازم آجاویگا اور شافعی کے نزدیک اسطرح کی کفالت صحیح نہین ف دلیل ہماری یہ ہی کہ کفالت ایک وجہ سے مشابہ بیع کے ہی اور ایک وجہ سے نذر کے تو دونون کی مشابہت سے یہ حکم ہوا کہ اگر کفالت ایسے شروط پر معلق ہو جو مناسب ہی عقد کے تو جائز ہی اور اگر ایسے شروط پر ہو جو ملایم نہین عقد کے جیسے ہوا کا چلنا دریا مین موج آنا تو صحیح نہوگی هدایہ ص اور باوجود اسکے کفالت بالنفس سے بھی بری نہوگا البتہ جبتک ادا کر دیگا تو بری ہو جاویگا اور اگر صورت مذکورہ مین مکفول عنہ کل مر گیا جب بھی کفیل مال کا ضامن ہوگا اسواسطے کہ شرط اور وہ حاضر نہ کرنا پائی گئی ایک شخص نے دعوی کیا سو دینار کا مدعی علیہ پر برابر ہی کہ اوسکی صفت بیان کی ہو یا ف یعنی کھرے کھوٹے وغیرہ کفایہ ص یا مدعی علیہ کی کفالت کی ایک شخص نے صرف یہ کہکر کہ اگر کل مین اسکو حاضر نہ کرون تو میرے اوپر وہ سو ہین اور اوسنے حاضر نہ کیا تو کفیل پر سو دینار لازم ہونگے شیخین کے نزدیک برخلاف امام محمد کے ف وجہ ہمارے مذہب کی یہ ہی کہ جب کفیل نے یہ کہدیا کہ وہ سو میرے اوپر ہین تو وہ کی لفظ سے مراد وہی سو دینار ہین جنکا دعوی مدعی نے کیا ہی اور محمد یہ کہتے ہین کہ کفیل نے کفالت مین یہ نہین کہا کہ جن سو دینار کا مدعی نے دعوی کیا ہی وہ میرے اوپر ہین تو کفالت صحیح نہوگی اور بعضون نے کہا کہ محمد کے خلاف کی یہ وجہ ہی کہ مدعی نے دعوی مجہول کیا تو خود اوسکا دعوی صحیح نہوا اور مدعی علیہ پر حاضر ہونا واجب نہوا تو کفالت ہی صحیح نہوئی پس صورت مین مسئلہ مخصوص ہو جاویگا اوسی صورت سے جب مدعی نے قبل کفالت کے صفت اون دینارون کی بیان نہین کی ہی اور ہماری دلیل یہ ہوگی کہ گو مدعی نے قبل کفالت کے بیان صفت نکیا لیکن بعد کفالت کے بیان اوسکا اصل دعوی سے ملحق ہو جاویگا اسواسطے کہ عادت ہی اجمال کی دعاوی مین هذا حاصل ما فی الهدایہ وشرح الوقایہ ص کسی شخص نے مدعی علیہ پر دعوی کیا قصاص کا یا حد کا ف مثلا حد قذف یا حد سرقہ ص اور مدعی علیہ اقرار نہین کرتا اور نہ مدعی نے ابھی گواہ پیش کیے تو مدعی علیہ پر جبر نکیا جاویگا واسطے دخل کرنے حاضر ضامن کے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک حد قذف اور قصاص مین جبر کیا جاویگا ف مراد جبر سے بقول صاحبین ملازمت ہی یعنی ساتھ نہ چھوڑنا قید کرنا داعی مختار ص اسواسطے کہ حد قذف مین حق بندے کا غالب ہی اور قصاص خالص حق العبد ہی اور ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہی کہ بنا قصاص اور حد کا دفع کرنے پر ہی تو اونمین مضبوطی واجب نہوگی ف یعنی قصاص اور حد دونون شبہہ سے دفع ہوجاتے ہین تو اونکی مضبوطی واجب نہوگی اور کفالت مضبوطی ہی دلیل امام صاحب کی ایک حدیث بھی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین ہی کفالت حد مین روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے عمر بن ابی عمر کلاعی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اور وہ مشایخ مجہولین مین سے ہین ابن قتیبہ کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین عمر کلاعی سے اور معلول کیا حدیث کو بسبب اسی عمر کے اور کہا مجہول ہی مین اسکا حال نہین جانتا ص البتہ اگر

خود مدعی علیہ نے حد یا قصاص مین کفیل داخل کر دیا تو صحیح ہی اور حد قصاص کے دعوی مین قید نکیا جاویگا بلکہ مدعی کو حکم کیا
جاویگا مدعی علیہ کے ساتھ رہنے کا تو مدعی اگر وقت برخاست قاضی تک گواہ لایا تو بہتر ہی اور اگر مدعی نے دو گواہ مستور
ف مستور وہ گواہ ہین جنکا حال قاضی کو معلوم نہین کہ عادل ہین یا فاسق **ص** یا ایک گواہ عادل قائم کر دیا تو قاضی
مدعی علیہ سے حاضر ضمانت نلے بلکہ اوسکو قید کرے تہمت کے سبب سے یہان تک کہ حق ظاہر ہووے **ف** یعنی مدعی دوسرا گواہ عادل
بھی لے آوے یا اون دو گواہون مستور کی عدالت ثابت ہوجاوے **ص** اور اگر مدعی نے نہ گواہ عادل قائم کیے نہ مستور نہ ایک گواہ
عادل لایا اور وقت برخاست ہوگیا تو مدعی علیہ کو چھوڑ دیوے **ف** حبس بسبب تہمت کے جائز ہی تو جب مدعی نے دو گواہ
مجہول الحال قائم کیے یا ایک گواہ عادل تو اگرچہ نصاب شہادت پورا نہوا اسواسطے کہ شہادت مین دو باتین ضرور ہین
ایک عدد اور دوسری عدالت اور یہان یا عدد پایا گیا یا عدالت تو مدعی علیہ متہم ہوگیا اور حبس متہم کا جائز ہی بنظر
حدیث کے جسکو روایت کیا بہز بن حکیم نے عن ابیہ عن جدہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قید کیا ایک شخص کو
تہمت کے سبب پھر چھوڑ دیا اوسکو روایت کیا اوسکو صحاب سنن نے **ص** خراج کا روپیہ اگر کسی شخص پر واجب ہووے اور کوئی
اوسکی طرف سے کفالت بالمال کرے یا وہ کوئی چیز اوس روپے کے عوض مین رہن کر دیوے تو درست ہی اگر دائن نے مدیون سے
ایک کفیل لیا اور پھر دوسرا کفیل تو دونون مدیون کے کفیل ہوجاوینگے یعنی کفالت ثانی لینے سے کفالت اولی باطل نہوگی
کفالت بالمال صحیح ہی اگرچہ مکفول بہ مجہول ہووے لیکن یہ شرط ہی کہ مکفول بہ دین صحیح ہووے **ف** دین صحیح اوسکو
کہتے ہین کہ بغیر ادا مدیون یا معاف کرنے دائن کے مدیون کے ذمے سے ساقط نہووے اس سے نکل گیا بدل کتابت یعنی
مکاتب پر جو مال مقرر کر دیتا ہی مولی عوض مین اوسکی آزادی کے تو یہ دین صحیح نہین کیونکہ وہ ساقط ہوجاتا ہی مکاتب کے
عاجز ہوجانے سے **ص** جیسے کفیل کہے دائن سے جو کچھ تیرا آتا ہی مدیون پر اوسکا مین ضامن ہون تو کفالت صحیح ہوجاویگی
اگرچہ مکفول بہ مجہول ہی یعنی مقدار اوسکی معلوم نہین یا کفیل کہے مشتری سے جو تجکو دینا پڑے اس بیع مین اوسکا مین
ضامن ہون **ف** یہ ضمان استحقاق کہلاتا ہی اسصورت مین اگر مبیع کسی اور کی سوا بائع کے نکلیگی تو مشتری
کی ثمن کفیل کو دینی ہوگی **ص** اگر معلق کرے کفالت کو شرط مناسب پر جیسے یون کہے اگر تو فلانے سے معاملہ بیع
کرے تو اوسکا مین ضامن ہون **ف** یعنی اوسکی ثمن کا اسواسطے کہ کفالت نفس مبیع کی درست نہین
جیسا کہ آگے آتا ہی **ص** یا اگر تیرا اوسپر کچھ نکلے یا وہ تیرا کچھ چھین لے تو اوسکا مین ضامن ہون تو کفالت صحیح ہوجاویگی اور اگر
وہ شرط مناسب نہو تو کفالت صحیح نہوگی جیسے یون کہے اگر ہوا چلے گی یا پانی برسے گا تو مین ضامن ہون اگر اسطرح
کفالت کی کہ جو تیرا اوسپر ہو اوسکا مین ضامن ہون تو جتنا مال گواہی سے دائن کا مدیون پر ثابت ہوگا
کفیل کو دینا پڑیگا اور اگر گواہ نہین ہین مکفول لہ پاس تو کفیل بقدر حلف کی روسے کہدیگا اوتنا دینا پڑیگا
اوس سے زیادہ کا اگر مکفول عنہ اقرار کرے تو اوسکا مواخذہ کفیل سے نہوگا بلکہ ذات پر مکفول عنہ کی لازم آویگا
ف درصورت نہونے شہادت کے کفیل سے جو قسم لی جاویگی تو علم پر کہ تو نہین جانتا ہی کہ اس سے زیادہ مکفول لہ کا
مکفول عنہ پر واجب ہی اسواسطے کہ قسم غیر کے افعال پر ہمیشہ علم پر ہوتی ہی نہ بطور قطعی **ص** اور جب کفالت

کر لی کفیل نے تو مکفول لہ کو پہونچتا ہی کہ جس سے چاہے اپنا دین طلب کرے خواہ مکفول عنہ سے جو اصل مدیون ہی یا کفیل سے
جو اوسکا ضامن ہی اور دونون سے معاً بھی مطالبہ کر سکتا ہی اور اگر ایک سے اوسنے تقاضا کر لیا جب بھی
دوسرے سے تقاضا کر سکتا ہی ف اسواسطے کہ مطالبہ حق ہی مکفول لہ کا تو اوسکو اختیار ہی جس سے چاہے جس طرح
طلب کرے ص اور مالک مال کی صورت اسکے برخلاف ہی ف مثال اوسکی یہ ہی کہ زید کا گھوڑا عمرو غصب کر کے لیگیا
اور عمرو سے وہ گھوڑا بکر غصب کر لے گیا بعد اوسکے وہ گھوڑا بکر کے پاس تلف ہوگیا تو پہلے مالک کو اختیار ہی
کہ خواہ غاصب سے تاوان طلب کرے یا غاصب کے غاصب سے یعنی بکر سے مگر جب وہ ایک شخص سے طلب کرنے پر
راضی ہوگیا یا قضائے قاضی اوسپر واقع ہوئی تو اب وہ دوسرے سے طلب نہین کر سکتا تو اگر تاوان اوسنے
غاصب سے لیا تو وہ رجوع کرے غاصب کے غاصب پر اور اگر غاصب غاصب سے لیا تو وہ کسی پر رجوع نکرے ص
اور چاہئے یہی کفالت مکفول عنہ کے حکم سے اور بدون اوسکے حکم کے تو اگر کفالت اوسکے حکم سے ہوئی اسصورت
مین جو روپیہ کفیل ادا کریگا وہ مکفول عنہ سے پھیر لیگا لیکن قبل ادا کے مکفول عنہ سے نہین لے سکتا برخلاف اوس
شخص کے جو وکیل ہو کسی چیز کی خرید کا کہ اوسنے جب کوئی چیز خریدی تو قبل ادائی ثمن کے بائع کو اپنے موکل سے
ثمن طلب کر سکتا ہی اور اگر کفالت بدون اوسکے حکم کے ہوئی ہی تو کفیل جو مال ادا کریگا مکفول عنہ کو اوسکا پھیرنا
لازم نہین تو اگر پیچھا کیا جاوے کفیل کا مال کے لیے تو کفیل پیچھا کرے مکفول عنہ کا اور اگر کفیل قید کیا جاوے تو وہ
مکفول عنہ کو قید کرے اور اگر مکفول لہ نے مکفول عنہ کو قرض معاف کر دیا یا قرض ادا کر دیا تو کفیل بھی بری ہو جاویگا
اور اگر کفیل کو اوسنے بری کر دیا تو مکفول عنہ بری نہوگا اسواسطے کہ اصل قرض مکفول عنہ پر ہی تو جب وہ بری
ہوجاویگا تو کفیل کا بری ہونا ضرور ہی نہ اسکا اولٹا ف یعنی ابرا کفیل سے ابرا اصیل ضرور نہین ص اور اگر مکفول لہ
نے کفیل کو مہلت دیدی ادائے قرض کے لیے تو مکفول عنہ کو نہوگی البتہ اگر مکفول عنہ کو مہلت دیگا تو کفیل کو بھی مہلت
ہوجاویگی اگر قرض کے ہزار روپے تھے اور کفیل نے مکفول لہ کو سو روپے پر راضی کر کے اوس سے صلح کر لی تو نوسو روپیہ
مکفول عنہ کے اور کفیل کے دونون کے ذمے سے ساقط ہوجاوینگے اسصورت مین اگر کفیل رجوع کریگا مکفول عنہ پر تو صرف سو روپیہ لیگا
اگر کفالت اوسکے حکم سے کی ہوگی ف ورنہ کچھ نہ لیگا ص اور اگر کفیل نے کسی دوسری جنس پر ف یعنی جنس دین کے سوا
دوسری جنس پر جیسے گھوڑا بیل خچر کتاب وغیرہ ص مکفول لہ کو راضی کر کے اوس سے صلح کر لے تو اس صورت مین اگر کفیل نے
کفالت مکفول عنہ کے حکم سے کی ہی تو کل دین اوس سے پھیر لیگا ف اسواسطے کہ یہ مبادلہ ہی مکفول لہ سے یعنی بدل لینا ہی اوس
جنس کو عوض مین دین کے تو کل دین کی مقدار مکفول عنہ پر رجوع کریگا ص اور اگر کفیل نے مکفول لہ سے صلح کر لی موجب کفالت
پر تو اس صورت مین مکفول عنہ دین سے بری نہوگا ف موجَب بفتح جیم مفعول کا صیغہ ہی یعنی جسکو کوئی اور چیز موجِب
بالکسر یعنی واجب کیا گیا تو موجب کفالت یعنی جس امر کو کفالت نے واجب کیا تھا وہ مطالبہ تھا اور مطالبہ کے
استقاط سے اصل دین ساقط نہین ہوسکتا ص مکفول لہ نے کفیل سے یہ کہا بَرِئْتَ اِلَيَّ مِنَ الْمَالِ یعنی تو بری الذمہ ہوا

جبتک مال سے تو اسصورت مین کفیل رجوع کرے مکفول عنہ پر ف اسواسطے کہ ابتدا اوسکی واسطے انتہا غایت کے تو معنی یہ ہوئے کہ براءت
شروع ہو کر طرف کفیل کے منتہی ہوئی طالب سے اور ایسی براءت جسکا شروع کفیل سے اور انتہا طالب پر ہووے نہین ہو سکتی بدون ایفا
دین کے تو گویا مکفول لہ نے یون کہا کہ بری ہوا تو بسبب ادا دین کے مجھکو تو رجوع کریگا ساتھ مال کے مکفول عنہ پر اگر اوسکے حکم سے کفالت ہوگی ص
اور ایسے ہی رجوع کرے کفیل اگر مکفول لہ نے اوس سے کہا کہ بری ہوا تو نزدیک ابو یوسف کے اور امام محمد کے نزدیک رجوع نکرے ف در مختار مین
ہی کہ قول امام متحد ہی ساتھ قول ابو یوسف کے اور اسکو اختیار کیا ہی ہدایہ مین اور یہی اولی ہی ص ہان اگر مکفول لہ نے یہ کہا کہ بری کیا مینے
تجکو تو اسصورت مین رجوع نکرے ف اسواسطے کہ یہ ابراء ہی طرف طالب کے باسقاط دین اور اسقاط دین سے ذمہ کفیل سے ہوگیا تو اوسکو
حق رجوع ثابت نہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ ان سب صورتون مین طالب اگر موجود ہوگا تو اوس سے استفسار کرلینگے کہ مطلب کیا ہی اوسکے
بیان کے لحاظ سے عمل ہوگا ص اگر مکفول لہ براءت کفیل کو معلق کرے شرط پر جیسے یون کہے کہ اگر فلانا شخص سفر سے لوٹ آوے تو تو دین سے
بری ہی تو براءت صحیح نہوگی ف کیونکہ ابراء تملیک ہی دین کی اصل مدیون کو اور جو چیزین تملیک ہین اونکی تعلیق شرط پر صحیح نہین
ص اسیطرح کفالت صحیح نہین نفس حد یا قصاص سے کیونکہ استیفا انکا کفیل سے متعذر ہی اور نہ بیع کی قبل قبض مشتری کے اور نہ عین
مرہون کی اور نہ عین امانت کی اور نہ عین عاریت کی اور نہ اوس چیز کی جو اجارہ لی گئی ہی اور نہ مال مضاربت کی اور نہ مال شرکت
کی ف البتہ ان چیزون کی تسلیم کی ضمانت درست ہی اسواسطے کہ تسلیم امور مذکورہ اصیل پر لازم ہی تو کفیل اوسکا التزام کر سکتا ہی
تو اگر تسلیم کی ضمانت کی صورت مین اجارہ کا جانور یا غلام وغیرہ ہلاک ہوجاوے تو ضامن پر کچھ واجب نہین مثل حاضر ضامن کے
در مختار ص البتہ صحیح ہی کفالت اوس بیع کی جو بیع کی گئی بیع فاسد یا مغصوب کی یا مقبوض کی بہ نیت خریداری ف
بشرطیکہ ثمن معین ہوگیا ہو اور نہین تو امانت ہوجاویگی اور ایسی ہی صحیح ہی اوس مال کی جو صلح ہووے قتل عمد سے یا عوض خلع کا یا مہر
در مختار جاننا چاہیے کہ جو چیزین مضمون بنفسہا ہین اونکی کفالت صحیح ہی اور جو چیزین مضمون ہی نہین جیسے امانت عاریت مال شرکت
و مال مضاربت مستاجر یا مضمون ہین لیکن بغیرہا تو اونکی کفالت درست نہین یہی قاعدہ کلیہ ہی اور مضمون بغیرہا
وہ چیزین ہین کہ درصورت ہلاک اونکے قیمت اونکی واجب نہووے جیسے مبیع ہی بیع صحیح قبل القبض کہ اگر وہ بائع کے پاس تلف
ہوجاویگی تو رد ثمن مشتری واجب ہوگا نہ کہ بائع پر ضمان قیمت لازم آوے اسیطرح مرہون کہ مضمون بالدین ہی اور مضمون بنفسہا
وہ چیزین ہین جنکی قیمت یا مثل واجب ہوتی ہی درصورت ہلاک چنانچہ مغصوب اور بیع فاسد کا بیع اور مقبوض بہ نیت خرید تو
اونکی کفالت صحیح ہی اور ضامن پر وہ واجب ہی جو اصیل پر واجب ہی یعنی دفع عین اور درصورت عجز دفع قیمت کذا فی فتح
القدیر ص اور صحیح نہین ضمانت بوجہ لادنے کے کسی خاص جانور پر جو کرایہ لیا گیا ہووے ف اسواسطے کہ کفیل کو قدرت نہین اسبات
کی کہ مکفول عنہ کا جانور معین تسلیم کرے برخلاف جانور غیر معین کے کہ وہان فقط تسلیم کسی جانور کی لازم ہوتی ہی اور اوسپر کفیل قادر ہی ص
یا خدمت لینے کی ایک خاص غلام سے جو کرایہ پر لیا گیا ہووے ف یہی وجہ ہے کہ گذری جانور مین ص ایک شخص مدیون تھا اور مفلس ہو کر مر گیا بعد
اوسکے مرجانیکے کوئی شخص اوسکی طرف سے قرضخواہونکے لیے کفالت کرے تو کفالت درست نہین ف امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے
نزدیک درست ہی اور یہی قول ہی ائمہ ثلثہ کا ہان اگر کوئی شخص تبرعا میت کا دین ادا کردیگا تو سب کے نزدیک درست ہی اور اسیطرح
اگر میت کفیل یا مال چھوڑ جاوے جب بھی اوسکے دین کی کفالت درست ہی ھدایہ اور دلیل دونون مذہبون کی اصل مین مذکور ہی

ص اور کفالت درست نہین جب تک مکفول لہ قبول نکرے اوسی مجلس مین جسمین ذکر کفالت ہوا ہی ف نزدیک شیخین کا اور
امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر مکفول لہ کو خبر پونہچے اور وہ منظور کرے جب بھی جائز ہوجاویگی اور یہ خلاف کفالت بالنفس مین ہی
نہ بالمال مین ص مگر ایک مسئلے مین وہ مسئلہ یہی کہ مریض اپنے مرض موت مین قرضخواہونکی غیبت مین اپنے وارث سے یہ کہے
کہ میرے اوپر جو قرض آتا ہی اوسکا تو کفیل ہوجا اور وہ کفیل ہوگیا تو جائز ہوگا باوجودیکہ مکفول لہم یعنی قرضخواہ غائب ہین ف
اسواسطے کہ یہ درحقیقت وصیت ہی اور اسیواسطے تسمیہ مکفول لہ کا شرط نہین اور اگر مریض یہ قول شخص اجنبی سے کہے اور وہ کفالت
منظور کرے تو اوسمین دو روایتین ہین لیکن اوجہ یہ ہی کہ صحیح ہی ص اور کفالت درست نہین بدل کتابت کی خواہ شخص آزاد اوسکی
کفالت کرے یا غلام ف مثلاً ایک مولی نے اپنے غلام کو مکاتب کیا سو روپیہ پر یعنی جب تو سو روپیہ دیگا تو تو آزاد ہی اب یہ سو روپیہ
بدل کتابت کہلاتے ہین ان روپیونکا اگر کوئی شخص کفیل ہوا غلام کی طرف سے تو کفالت صحیح نہوگی کیونکہ کفالت کے لیے دین صحیح
چاہیے اور بدل کتابت دین صحیح نہین جیسا اوپر گذرا ص اگر مکفول عنہ نے جلدی کی اور روپیہ کفیل کو اپنے دیدیا جسنے اوسکے حکم سے
کفالت کی ہی اور ابھی کفیل نے وہ روپیہ مکفول لہ کو نہین دیا تو اب مکفول عنہ کو یہ نہین پہونچتا کہ اوس روپیہ کو کفیل سے پھیر لیوے
اور کفیل نے جو اوس روپیہ مین کچھ نفع کمایا تو وہ کفیل کا ہوجاویگا حلال طیب اوسکا تصدق کرنا کچھ ضرور نہین اور اگر کفالت
کُر بھر گیہون کی کی اور کفیل نے وہ کُر مکفول عنہ سے لیکر قبل اسکے کہ مکفول لہ کو حوالہ کرے بیچکر اوسمین نفع کمایا تو یہ نفع کفیل کا
ہوجاویگا لیکن بہتر یہ ہی کہ نفع کو پھیر دیوے مکفول عنہ کو اور صاحبین کے نزدیک کچھ پھیرنا ضرور نہین ف امام کا قول اصح ہی کذا فی
الہدایہ اور فرق کی وجہ دونون مسالون مین مذکور ہی اصل کتاب اور ہدایہ مین ص ایک شخص کفیل ہوا دوسرے کا حکم سے
اوسکے اب مکفول عنہ نے کفیل کو حکم کیا کہ ایک کپڑا بطریق بیع عینہ خرید کرکے میرا دین ادا کردے تو کفیل نے وہ کپڑا خریدا تو وہ بیع
کفیل کے واسطے ہی اسواسطے کہ یہ وکالت فاسدہ ہی بوجہ مجہول ہونے ثوب اور ثمن کے ف عینہ بکسر عین مہملہ عبارت ہی اوس
بیع سے کہ ایک شخص نے تاجر سے قرض حسنہ مانگا اور اوسنے نہ دیا تو تاجر نے ایک کپڑا دس روپیہ کی مالیت کا اوس شخص کے ہاتھ
پندرہ کو بیچا تا وہ شخص اوس کپڑے کو دس کو بیچکر اپنی حاجت روائی کرے اور پندرہ تاجر کو ادا کرے تو تاجر کو پانچ روپیہ
نفع ہوے اور اسکے سوا بھی اور صورتین بیع عینہ کی ہین جو درمختار وغیرہ مین مذکور ہین درمختار مین ہی کہ یہ بیع مکروہ ہی مذموم ہی
اسواسطے کہ اسمین ثواب قرض سے روگردانی ہی اور محمدؒ نے کہا کہ یہ بیع میرے دل مین پہاڑونکے مانند ہی اسکو سودخوارونے نکال
لیا ہی فرمایا علیہ السلام نے جب تم خرید و فروخت بطریق بیع عینہ کروگے اور بیلون کی دُمون کے پیچھے پڑوگے یعنی کھیتی
اور کسب مین مشغول ہوکر جہاد کرنے سے غافل ہوجاؤگے تو ذلیل ہوجاؤگے اور تمھارے دشمن یعنی کفار تم پر غالب ہونگے
اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ نہین کیونکہ بہت سے صحابہؓ نے ایسی بیع کی ہی ص اور زیادتی نفع کی جو بائع کو حاصل ہو
اوسکا نقصان کفیل پر ہی کیونکہ کفیل ہی عاقد ہی اوس بیع کا اسلیے کہ یہ وکالت صحیح نہین ہوئی ف اور لازم نہین مکفول عنہ پر
وہ نقصان جو کفیل کا ہوا ہی ص زید نے کفالت کی عمرو کی کہ جو کچھ عمرو پر بکر کا ثابت اور واجب ہوا ہی یا قاضی نے حکم کیا ہی
اوسکا مین کفیل ہون بعد اوسکے عمرو غائب ہوگیا اب بکر نے گواہ پیش کیے زید پر کہ میرا اتنا مال عمرو پر تھا تو گواہی مقبول
نہوگی ف جب تک مکفول عنہ یعنی عمرو پھر حاضر نہو پھر جب آویگا تو اوسپر مال مدعی بکر کا حکم کیا جاویگا پھر زید پر لازم آویگا کم

بالنفس نہ بالمال

بیع عینہ

کفالت وجہ اس مسئلہ کی یہ ہی کہ کفیل نے صرف اوسی مال کی کفالت کی تھی جسکا قاضی نے فیصلہ کر دیا ہے کیونکہ ثابت اور واجب ہوتی ہی شی قضاسے اور گواہون کی گواہی مین ذکر بھی تقضائے قاضی کا نہین تو دعوی مدعی کا مطلق ہو گیا اور مقبول نہین اس صورت مین مسموع ہوگا ھلایہ ص زید نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ میرے عمرو پر جو غائب ہی ہزار روپیہ تھے اور یہ شخص یعنی بکر کفیل ہوا تھا عمرو کا اور اوسکے حکم سے تو قاضی فیصلہ کر دیگا اس مال کا عمرو اور بکر پر تو جب بکر یہ روپیہ زید کو ادا کر دیگا عمرو سے پھیر لیگا ہمارے نزدیک نہ زفر کے نزدیک ف دلیل زفر کی یہ ہی کہ ہرگاہ بکر کا زعم یہ ہی کہ زید جھوٹا ہی اور نہین عمرو کا کفیل نہین ہوا تو وہ اپنی دانست مین مظلوم ہی اور مظلوم نہین ظلم کریگا غیر پر اور ہم یہ کہتے ہین کہ اوسکے زعم کی تکذیب ہو گئی بحکم شرع گواہیکے ص اور اگر گواہون نے یہ نہین کہا کہ بکر کفیل ہوا تھا عمرو کا اوسکے حکم سے بلکہ یہ کہا کہ کفیل ہوا تھا عمرو کا بغیر اوسکے حکم کے ف یا صرف اتنا ہی کہا کہ کفیل ہوا تھا نہ امر کی قید نہ بلا امر کی در مختار ص تو قاضی فیصلہ کریگا مال کا صرف بکر کی ذات پر ف اور وہ رجوع نکریگا عمرو پر کیونکہ رجوع جب ہی ہوتی ہی کہ کفالت بالامر ہو ص زید نے ایک شی عمرو کے ہاتھ بیچ کرنا چاہا لیکن بکر آیا اور اوسنے اطمینان دیا عمرو کو کہ تو یہ چیز زید سے خرید کرلے اگر کسی اور کی نکلیگی تو مین تیرے ثمن کا ضمان دونگا ف یعنی بکر نے ضمان الدرک کیا اور ضمان الدرک اسی کو کہتے ہین ص تو بکر کا ضمان کرنا اقرار ہو گیا اس بات کا کہ یہ چیز ملک زید کی یعنی اگر بعد اسکے بکر نے اوس چیز کا دعوی کیا تو یہ دعوی باطل شمار کیا جاویگا ف بوجہ تناقض کے ص اور اگر بکر نے شہادت لکھدی اوس چیز کی بیعنامے پر اور اپنی مہر کر دی تو یہ اقرار نہوگا بکر سے ملک زید کا ف تو اب دعوی بکر کا بابت ملکیت اپنی کے باوجود شہادت مقبول ہوگا اسواسطے کہ بیع کا سے غیر مالک کے صادر ہوتی ہی چنانچہ فضولی سے اور شاید سواے گواہی لکھی ہو تاوقتیکہ یاد رہے کہ بعد اسکے اثبات بیعہ مین کوشش کرے یا تامل کرنیکے واسطے گواہی لکھی ہو کہ اگر اوسمین مصلحت معلوم ہو تو اوسکو جائز رکھے طحطاوی ص لیکن اگر اوس بیعنامے مین یہ لکھا ہوگا کہ بائع نے اپنی مالک بیچی یا یہ بیع نافذ لازم ہی اور بکر نے شہادت کر دی تو یہ شہادت تسلیم اور تصدیق ملک بائع کی ہوگی تو اب دعوی بکر کا بعد اسکے مسموع نہوگا اور اگر بکر نے گواہی لکھی صرف اقرار عاقدین پر تو بکر کا پھر دعوی صحیح ہو سکتا ہی بسبب نہونے تناقض کے اگر کوئی شخص کفیل ہوا عہدے کا تو یہ کفالت باطل ہی اسلیے کہ عہدے کے کئی معنی ہین قبالہ قدیم عقد حقوق عقد ضمان الدرک تو معلوم نہین کہ کون سے معنی مراد ہین اسیطرح اگر کوئی شخص کفیل ہوا خلاص کا تو بھی صحیح نہین ف ضمان خلاص یہ ہی کہ کفیل شخص مشتری سے کہ اگر یہ چیز غیر بائع کی نکلیگی تو مین اوس سے چھڑوا کر جسطرح ہو ذات شی کو تیرے حوالے کر دونگا تو امام صاحب کے نزدیک درست نہین اسواسطے کہ کفیل کو اسپر قدرت نہین اور صاحبین کے نزدیک درست ہی لیکن محمول ہوگا ضمان درک پر ص یا مضارب یا وکیل ضامن ہوا ثمن کا رب المال اور موکل کے لیے ف تو یہ ضمانت باطل ہی اسواسطے کہ ثمن امانت ہی مضارب اور وکیل پاس ص دو شریکون نے ملکر ایک غلام کو بیچا ایک ہی عقد مین اور ہر ایک شخص دوسرے کے حصے کے ثمن کا ضامن ہوا تو یہ ضمانت صحیح نہین البتہ اگر دو عقدون مین بیع ہوگی علحدہ علحدہ تو ضمانت جائز ہی ف یعنی اگر پہلے ایک شریک نے اپنا حصہ بیع کیا اور دوسرا شریک ضامن ہو گیا مشتری کی طرف سے اوسکی ثمن کا پھر دوسرے شریک نے اپنا حصہ بیع کیا اور پہلا شریک اسکی ثمن کا ضامن ہو گیا تو یہ صحیح ہی اور دلیل دونون مسئلون کی ہدایہ اور اصل مین

ذکر ہے **ص** صحیح ہے کفالت خراج کی اور نوائب کی اور قسمت کی **ف** لیکن خراج کا بیان تو گذر چکا ہی پہلے اب
اور لیکن نوائب تو وہ دو قسم ہین ایک واجبی ایک غیر واجبی جیسے نہر مشترک کھودانی جس سے عامۂ خلائق کو فائدہ ہووے یا اجرت
چوکیداری یا وہ مال جسکو بادشاہ اسلام واسطے تیاری لشکر کے مسلمانون سے لیوے غیر واجبی جیسے جبایات یعنی مظالم سلطانی
جو ہمارے زمانے مین لوگون سے ناحق لیے جاتے ہین تو پہلی قسم کی کفالت بالاتفاق صحیح ہی اور قسم ثانی کی کفالت مین اختلاف ہی لیکن
فتوی اسپر ہی کہ صحیح ہی یہان تک کہ اگر کسان سے بابت زمین کے ناحق مال حاکم لیوے تو وہ کسان یعنی مزارع زمیندار سے وصول
کر لیوے اور قسمت نوائب کو کہتے ہین یا ایک حصے کو نوائب مین سے اور بعضون نے کہا ہی کہ قسمت نام ہی موظفہ معینہ کا یعنی جو ہر ایک ماہ
یا دو ماہ یا ہر سہ ماہ بطریق محصول کے مقرر ہوتا ہی اور نوائب غیر معین ہوتے ہین بہر تقدیر کفالت اوسکی بھی صحیح ہی **ص** ضامن نے
کہا کہ مین ضامن ہوا ہون مکفول عنہ کی طرف سے ایک مہینے کے وعدے پر یعنی مال مؤجل ہی میعاد ایک ماہ کے اور مکفول لہ کہتا ہی
کہ نہین وہ مال نقد ہی یعنی بالفعل دینا چاہیے میعادی نہین ہی تو قول کفیل کا قسم سے معتبر ہوگا ضامن درک سے مواخذہ
نہین ہوتا جب کہ مبیع مستحق غیر نکلے قبل اسبات کے کہ بائع پر ثمن پھیر دینے کا حکم ہو اسواسطے کہ بمجرد استحقاق بیع نہین ٹوٹتی ظاہر
الروایۃ مین جب تک بائع پر حکم نہو اور ایسی ثمن کا تو اصیل پر جب تک رد ثمن واجب نہوگا تو کفیل پہ بھی واجب نہوگا

ف باب دو شخصون کے کفیل ہونے کے بیان مین

ص دو آدمیون نے ملکر ایک غلام خریدا اور ہر شخص حصہ ثمن شریک کا ضامن ہوا دوسرے کی طرف سے اوسکے حکم سے تو جو ہر ایک مین سے
بائع کو ادا کرے اوسکو دوسرے سے نہین لے سکتا مگر جب نصف سے زائد دیوے تو جسقدر زائد دیا ہی اوتنا دوسرے شریک سے
پھیر لیوے **ف** اسواسطے کہ اسصورت مین مثلاً ہر ایک نے نصف نصف غلام خریدا ہی تو ہر شخص پر نصف ثمن لازم ہی اپنے
حصے کا اور نصف دوسرے کا بوجہ ضمانت تو ہر ایک جو کچھ روپیہ ادا کریگا وہ اسی کے حصے کے دام سمجھے جاوینگے اسواسطے کہ ادا
کیا گیا دین اصالت اور وہ مقدم ہی ادائے دین کفالت سے یہان تک کہ دام اپنے حصے سے بڑھ کے دیوے تو جسقدر زائد دیگا اوتنا
دوسرے شریک سے پھیر لیگا **ص** زید پر ہزار روپے آتے تھے عمرو کے اب پہلے بکر کفیل ہوا زید کی طرف سے اون ہزار روپے کا بعد اوسکے
خالد کفیل ہوا زید کی طرف سے اونھین پورے ہزار روپے کا پھر بکر اور خالد ہر ایک انمین سے اپنے ساتھی کا یعنی کفیل کا ضامن ہوا
اوسکے حکم سے سب دین کا تو یہان بکر اور خالد مین سے جو کوئی کچھ روپیہ عمرو کو ادا کریگا اوسکا نصف اپنے ساتھی یعنی دوسرے
کفیل سے پھیر لیگا **ف** یا اگر چاہے تو ساتھی سے نہ پھیرے بلکہ جتنا ادا کیا ہی سب زید سے پھیر لیوے کیونکہ وہ کل دین کا
ضامن ہوا ہی اوسکی طرف سے **حل** اب یہ جاننا چاہیے کہ یہان تین قیدین ہین ایک تعاقب کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر بکر
اور خالد ساتھ ہی ضامن ہوئے ہون زید کے پھر ہر شخص اپنے ساتھی کا ضامن ہو تو یہ پہلا مسئلہ ہو جاویگا کیونکہ دونو پر
دین نصفا نصف منقسم ہوگا تو زید کے جمیع دین کا ضامن نہ ٹھہرا اسصورت مین جب نصف سے زائد ادا کریگا تب رجوع
ہوگا اور ایک جمیع دین کے کفالت کی اسواسطے قید لگائی کہ اگر بکر اور خالد ابتدا سے نصف نصف کے ضامن ہونگے پھر ہر واحد
اپنے ساتھی کا ضامن ہوگا تو بھی پہلا مسئلہ ہو جاویگا اور ایک اپنے ساتھی کے جمیع دین کی ضمانت کی قید اسواسطے
لگائی کہ اگر ہر شخص زید کے پورے دین کا ضامن علی التعاقب ہو پھر ایک اپنے ساتھی کے نصف دین کا ضامن ہو

تو بھی پہلا مسألہ سمجھا جاویگا در المختار آس مقام مین صدر الشریعۃ نے صاحب ہدایہ پر اعتراض کیا ہی چلپی نے اوسکا جواب دیا ہی اصل کے مطالعہ سے واضح ہوگا یہان بوجہ دقت اور اشکال کے ترک کیا گیا ص وہ بری کردیا طالب نے ایک کفیل کو تو مواخذہ کیا جاویگا دوسرے کفیل سے کل زر کفالت کا ف اسلیے کہ ہر ایک کفیل کل ہزار کے مکفول عنہ سے کفیل ہوا ہی پس جب ایک کو مکفول لہ نے بری کر دیا تو دوسرا پورے ہزار کا کفیل باقی رہا ص اور اگر دو آدمیون مین شرکت مفاوضہ تھی ف اوسکا بیان کتاب الشرکت مین گذر چکا ص اب دونون جدا ہوگئے تو صاحب دین کو اختیار ہی کہ اون دونون شریکون مین سے جس سے چاہے اپنا کل دین طلب کرے اسواسطے کہ شرکت مفاوضہ متضمن کفالت ہی اور کوئی اون شریکون مین سے اگر دیوے تو رجوع نکرے دوسرے ساجھی پر مگر جب نصف سے بڑھ جاوے تو اوس قدر رجوع کر لیوے اگر ایک شخص نے اپنے دو غلامون کو ایک ہی بار مکاتب کیا اور ہر ایک نے عقد کتابت قبول کیا اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوگیا تو جو غلام اون دونون مین سے کچھ ادا کرے اوسکا آدھا دوسرے سے وصول کر لے اسی صورت مین اگر مولی نے قبل ادائے مال کے ایک کو آزاد کر دیا تو جسکو آزاد نہین کیا اوسکا زر کتابت خواہ اوسی سے وصول کر لے یا آزاد سے لیوے تو اگر آزاد سے لیوے تو آزاد مکاتب سے پھیر لیوے اور اگر مکاتب سے لیوے تو وہ آزاد سے کچھ نہ لیوے ف اسواسطے کہ آزاد بحکم کفالت ادا کرتا ہی مولی کو تو رجوع کریگا مکفول عنہ یعنی دوسرے مکاتب پر بر خلاف مکاتب کے کہ وہ اپنی ذات کا عوض دیتا ہی تو وہ کسی پر رجوع نکریگا

باب غلام کے مکفول عنہ اور کفیل ہونے کے بیان مین

ص اگر ایک شخص ضامن اوس مال کا ہو جسکا ادا غلام پر واجب ہی بعد آزادی کے ف چنانچہ وہ مال جو غلام کو لازم ہو اقرار یا استقراض یا استہلاک ودیعت سے ہی ص اور ضامن قید نکرے بالفعل نقد دینے کی یا میعاد کیطرف دینے کی تو وہ مال اوسکو نقد دینا لازم ہوگا سو اگر کفیل نے مال دیا تو کفیل اگر غلام کے حکم سے ہوا تھا تو بعد آزادی کے غلام سے اوسپر رجوع کر لے ف ورنہ نہین ص ایک غلام تھا زید کے پاس عمرو نے اوسکا دعوی کیا کہ میرا ہی بکر نے ضمانت کی اس بات کی عمرو سے کہ اگر غلام تمھارا ثابت ہوگا تو مین تمھین دونگا بعد اس ضمانت کے غلام مر گیا اب عمرو نے ملک اپنی نسبت اس غلام کے گواہون سے ثابت کر دی تو بکر کو اوس غلام کی قیمت دینی ہوگی اور اگر ایک شخص نے کچھ مال کا دعوی کیا غلام پر اوس غلام کی طرف سے ایک شخص حاضر ضامن ہوا بعد اوسکے غلام مر گیا تو کفیل بھی بری ہو جاویگا اگر مولی نے ضمانت کی غلام کی طرف سے ف اوسکے حکم سے خواہ بدون اوسکے حکم کے ص یا غلام غیر مدیون نے اپنے مولی کی ف خواہ مولی کے حکم سے یا بے حکم کے ص اور مالک نے غلام کو آزاد کر دیا بعد اوسکے صورت اول مین مولی نے غلام کیطرف سے وہ روپیہ مکفول لہ کو ادا کیا اور صورت ثانی مین غلام نے وہ روپیہ مولی کیطرف سے مکفول لہ کو ادا کیا تو کسی کو حق رجوع دوسرے پر نہین پہونچتا اسواسطے کہ یہ کفالت غیر موجب للرجوع ہی اسلیے کہ ایک کا دین دوسرے پر نہین ہوتا اور شافعی اور زفر کے نزدیک اگر کفالت بالامر ہوگی تو حق رجوع پہونچتا ہی ف دلیل ہماری اور شافعی و زفر کی ہدایہ مین مسطور ہی ص اور غیر مدیون کی قید اسواسطے ہمنے لگائی کہ اگر وہ غلام مدیون ہوگا تو اوسکی کفالت صحیح نہین مولی کی طرف سے گو کہ مولی اوسکو حکم کرے

کتاب الحوالۃ

ف حوالہ لغت میں کہتے ہیں نقل کو اور اصطلاح شرع میں کہتے ہیں نقل قرض کے اوتار دینے کو ایک کے ذمے سے دوسرے کے ذمے پر مثلاً زید مدیون تھا عمرو کا سو روپے کا تو زید نے عمرو کا حوالہ کر دیا اوس دین کے وصول کے لیے بکر پر تو زید محیل ہوا اور عمرو محتال اور محتال لہ اور محال اور محال لہ اور بکر محتال علیہ اور محال علیہ اور سو روپے محال بہ بھی سے حوالہ جائز ہے حدیث سے روایت کیا بخاری مسلم نے ابوہریرہ رضی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیر میں قرض ادا کرنا مالدار کا ظلم ہے اور جب حوالہ دیا جاوے تم میں کوئی کسی مالدار پر تو مان جاوے اور ابن ابی شیبہ اور احمد کی روایت میں ہے تو حوالہ قبول کرے اور ہدایہ میں یہ حدیث اس لفظ سے ہے مَنْ اُحِيلَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط میں ابوہریرہ سے اسی لفظ سے زیلعی ص حوالہ صحیح ہوتا ہے محیل اور محتال لہ اور محتال علیہ کی رضامندی سے یہی روایت قدوری کی ہے ف رکن حوالہ ایجاب اور قبول ہے ایجاب محیل سے اور قبول محتال علیہ اور محتال سے ایجاب اسطرح کہ محیل کہے کہ مینے تیرے قرض کا حوالہ فلان شخص پر کیا اتنے درم کا اور محتال اور محتال علیہ کے قبول اسطرح کہ ہر ایک ان دونوں میں سے کہے کہ مینے قبول کیا یا میں راضی ہوا یا مانند اسکے جو قبول اور رضا پر دلالت کرے صاحب بدائع نے کہا کہ اسیطرح ہمارے اصحاب سے مروی ہے اور محیل میں عقل اور بلوغ شرط ہے اور شرط نفاذ ہے تو صبیہ عاقل کا حوالہ منعقد ہے اور اوسکے ولی کی اجازت پر موقوف ہے اور حریت محیل کی شرط نہیں تو حوالہ عبد ماذون مجور کا صحیح ہے اور رضا محیل بھی شرط ہے تو اگر وہ مکرہ ہوگا تو صحیح نہوگا اور صحت محیل شرط نہیں تو مریض کا حوالہ صحیح ہے اور محتال میں بھی رضا اور عقل اور بلوغ شرط نفاذ ہے تو صغیر کا محتال ہونا ولی کی اجازت پر موقوف ہے اگر محتال علیہ محیل سے زیادہ مالدار ہو جیسے وصی مال یتیم کا حوالہ قبول کرے تو یہ بھی جائز ہے بشرطیکہ محتال علیہ محیل سے زیادہ غنی ہو اور محتال کا ہونا مجلس حوالہ میں ضرور ہے تو اگر محتال غائب ہے مجلس سے اور سنکر جائز رکھے تو حوالہ منعقد نہیں مگر اوس صورت میں کہ محتال کی طرف سے کوئی اور شخص موجود ہو اور وہ قبول کرے اور محال علیہ میں بھی عقل و بلوغ شرط ہے تو صبی کا محتال علیہ ہونا صحیح نہیں اگرچہ ولی کے حکم سے ہو اوسواسطے کہ یہ محض ضرر ہے اور رضا بھی شرط ہے تو جبر سے محتال علیہ پر منعقد نہوگا اور محتال علیہ کا بھی مجلس حوالہ میں ہونا ضرور نہیں اور خانیہ میں ہے کہ محتال علیہ کی غیبت مانع صحت حوالہ نہیں یہانتک کہ اگر اوسکو خبر پہونچی اور اوسنے جائز رکھا تو صحیح ہوجاویگا اور ایسا ہی بزازیہ میں ہے اور محال بہ میں یہ شرط ہے کہ دین صحیح لازم ہو تو بدل کتابت کا حوالہ بھی نہیں جائز ہے جیسے کفالت ھکذا فی الطحطاوی والشامی ص اور زیادات کی روایت میں حوالہ صحیح ہے بدون رضا محیل کے اور صورت اوسکی یون ہے کہ ایک شخص کہے دائن سے کہ تیرا قرض جو اتنا فلانے پر آتا ہے اوسکا حوالہ قبول کرمیرے اوپر یعنی مجھ سے لے اور دائن راضی ہوگیا تو حوالہ صحیح ہوگیا اور اصل مدیون بری ہوگیا اور ایک صورت اور ہے کہ کفالت کی ایک شخص نے ایک شخص کی بدون اسکے حکم کے بشرط برات اصیل کے اور قبول کیا مکفول لہ نے تو صحیح ہوجاویگی یہ کفالت اور یہ کفالت حوالہ شمار کیجاویگی جیسے حوالہ اس شرط سے کہ اصل مدیون مطالبہ دین سے بری نہو کفالت ہے ف یعنی کفالت میں تو مطالبہ کفیل اور مکفول عنہ دونوں سے رہتا ہے اور حوالہ میں بسبب صحت و نفاذ حوالہ محیل بری ہوجاتا ہے دین سے تو اگر کفالت میں شرط کرلی برات مکفول عنہ کی تو وہ معنی میں حوالہ کے ہوجاویگا اور حوالہ میں اگر شرط کرلی عدم برات محیل کی تو وہ کفالت ہوجاویگا درمختار میں ہے کہ صحیح روایت

زیادات کی ہی کہ رضامندی محیل شرط نہین صحت حوالہ کی اسواسطے کہ دین کا التزام یعنی قبول کرنا یہ تصرف ہی محتال علیہ کا
اپنے ذات کے حق مین اور محیل کا اس مین کچھہ ضرر نہین بلکہ اوسمین اسکا فائدہ ہی کیونکہ محتال علیہ اوس پر رجوع نہین کر سکتا
جب کہ حوالہ بدون امر محیل ہو کذا فی النہر ص جب حوالہ تمام ہوگیا تو اب محیل بری ہوگیا دین سے بسبب قبول کرنے محتال کے
حوالہ کو ف لیکن برائت موقتہ جیسا آویگا فائدہ برائت کا یہ ہی کہ اگر محیل مرگیا تو محتال اپنے دین کو اوسکے ترکہ سے
نہین لے سکتا لیکن محتال رضامن لے لیوے ورثۂ محیل یا اوسکے قرضدارون سے اس خوف سے کہ مبادا حق اوسکا ہلاک ہو جاوے
شامی ص اور نہ رجوع کرے محتال محیل پر مگر اوس صورت مین کہ اوسکا توا حق ہو ف توی بالف مقصورہ یا توا بالف ممدودہ
عبارت ہی ہلاکت مال سے ص اوسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ محتال علیہ مفلس مرجاوے ف یعنی ترکہ بقدر ادائے دین محتال نہ چھوڑے
ص دوسرے ہی یہ کہ محتال علیہ منکر ہوجاوے حوالے کا اور قسم کھائے اور حوالے کے گواہ نہو وین اور صاحبین کے نزدیک تو اسصورت
سے بھی ہوتا ہی کہ قاضی محتال علیہ کے مفلس ہونے کا حکم کرے ف اسواسطے کہ صاحبین کے نزدیک قاضی کا مفلس کر دینا معتبر ہی اور
امام شافعی اور ابو حنیفہ کے نزدیک معتبر نہین کیونکہ کسی شخص کی اس بات پر اطلاع نہین ہو سکتی تو گواہی اوسکی اسبات پر کہ محتال
علیہ کے پاس مال نہین ہی شہادت ہی نفی پر اور وہ غیر مقبول ہی ص حوالہ دو قسم ہی ایک حوالۂ مطلقہ اور دوسرے حوالۂ مقیدہ
حوالۂ مقیدہ یہ ہی کہ محیل کی کچھہ امانت محتال علیہ کے پاس ہووے یا محتال علیہ محیل کی کوئی چیز غصب کر کے لیگیا ہووے یا محیل کا
محتال علیہ مدیون ہووے اور محیل حوالہ کرے محتال کے دین کا ان چیزون پر تو اگر حوالہ کیا محیل نے محتال کا اوس ودیعت پر
جو محتال علیہ کے پاس تھی اور بعد حوالہ کے وہ امانت تلف ہوگئی محتال علیہ پاس تو اب پھر محتال رجوع کر سکتا ہی محیل پر اور
اگر مغصوب پر حوالہ کیا اور وہ شی مغصوب تلف ہوگئی محتال علیہ پاس تو اسصورت مین محتال رجوع نہین کر سکتا محیل پر
اسواسطے کہ اوسکی قیمت باقی ہی ذمہ پر محتال علیہ کے برخلاف امانت کے کہ وہ غیر مضمون ہی حوالۂ مقیدہ مین محیل اوس شی کو
طلب نہین کر سکتا ہی محتال علیہ سے اسواسطے کہ اوس سے حق محتال کا متعلق ہوگیا یا وجود اسکے بھی اگر محیل مرگیا
اور اوس شی کو محتال نے وصول نہین کی تھی محتال علیہ سے تو اب محتال برابر ہوگا سب قرضخواہون محیل کے
یعنی وہ ودیعت یا مغصوب یا دین سب قرضخواہون کو محیل کے حصون کے موافق تقسیم ہوگا اور محتال بھی اونکے برابر
ہی یہ نہین ہوگا کہ پہلے محتال اپنا دین اوس شی سے وصول کرے بعد اوسکے جو بچے اور قرضخواہون مین تقسیم ہووے جیسا
رہن مین کہ پہلے مرتہن اپنا دین شی مرہون کو بیچکر لیتا ہی بعد اوسکے جو بچتا ہی وہ اور باقی قرضخواہون کو
ملتا ہی کیونکہ حوالہ کم ہی درجے مین رہن سے ص حوالۂ مطلقہ یہ ہی کہ محیل حوالہ کرے مقید نکرے اپنے دین یا عین ودیعت
یا مغصوب پر جو محتال علیہ کے پاس ہووے تو اس صورت مین محیل بعد حوالہ کے وہ شی یعنی محتال علیہ سے لے سکتا ہی
ف یعنی محیل حوالۂ مطلقہ مین اپنا دین یا عین امانت یا مغصوب بعد حوالہ کے بھی محتال علیہ سے پھیر سکتا ہی کیونکہ حوالہ خاص نہین
ہوا ان چیزون سے کہ حق محتال کا متعلق ہو جاوے ص اور حوالۂ مطلقہ اور مقیدہ دونون صورتون مین اگر محیل نے وہ دین یا عین
یا دین محتال علیہ سے لے لی تو حوالہ باطل نہوگا ف بلکہ محتال علیہ اپنے پاس سے قرضہ محتال کا ادا کرکے رجوع کریگا محیل پر ص
اگر زید نے حوالہ کیا عمرو کے دین کا بکر پر سو روپے کا بکر نے وہ سو روپے عمرو کو ادا کرکے زید سے طلب کیے زید نے یہ کہا

کہ میرے تجھ پر آتے تھے اوسپر میں نے حوالہ کیا تھا بکر نے انکار کیا اور کہا کہ میرے اوپر تیرا کچھ نہ آتا تھا اور عمرو کے پاس
گواہ نہیں ہیں تو اسصورت میں قول بکر کا قسم سے معتبر ہوگا اور بکر کا حوالہ قبول کر لینا اقرار دین نسمجھا جاویگا کیونکہ حوالہ میں
یہ ضرور نہیں کہ محتال علیہ پہلے سے مدیون ہو محیل کا **ف** بلکہ غیر مدیون پر بھی صحیح ہو اوسکی رضا سے **ص** اسیطرح اگر محیل محتال سے
کہے کہ مینے حوالہ اسواسطے کیا تھا کہ تو میرے قرض کو وصول کرنے محتال نے کہا نہیں بلکہ تیرا مقروض تھا اور محتال یہ کہے کہ تو میرا
مقروض تھا او سبابت تو نے حوالہ کیا تھا اور محتال کے پاس گواہ نہیں ہیں تو قول محیل کا قسم سے معتبر ہوگا **ف** اگرچہ یہ خلاف ہے
معنی حوالہ کے اسواسطے کہ حوالہ نام نقل الدین من ذمۃ الی ذمۃ کا ہے تو ضرور ہے کہ محیل مدیون ہو محتال کا مگر چونکہ گاہے حوالہ
بمعنی وکالت بھی مستعمل ہے مجازاً اور محتال پاس گواہ نہیں ہیں تو شبہ کے تو قول اسکا ساتھ قسم کے معتبر ہوگا اس بات میں کہ مراد
میری لفظ حوالہ سے وکالت تھی اور صرف حوالہ کر دینا اقرار بالدین نسمجھا جاویگا **ص** مکروہ ہے سفتجہ **ف** سفتجہ بضم سین اور فتح تا
معنی اوسکے یہ ہیں کہ اپنا مال دیوے ایک تاجر کو بطریق قرض کے تاوہ اوسکے دوست کو دیدے دوسرے شہر میں غایت اسکی یہ ہے
کہ خطر راہ ساقط ہو جاوے اصل میں سفتجہ معرب ہے سفتہ کا اس قرض کا یہ نام اسواسطے ہوا کہ مشابہ ہے ساتھ رکھنے دراہم اور دنانیر کے
سفتہ میں یعنی اشیاء سے مجوفہ میں جیسے لاٹھی وغیرہ کہ اوسمیں مال رکھکر اپنے ہمراہ لے جاتے تھے تاکسیکو خبر نہووے **ص** یعنی قرض دینا
واسطے دور ہو جانے خوف راہ کے **ف** ہند میں اسکو ہنڈوی کہتے ہیں اور چونکہ اسمیں فائدہ حاصل ہوتا ہے قرض دینے والے کو اسواسطے
مکروہ ہے وجہ کراہیت وہ حدیث جو حارث بن اسامہ کی مسند میں مروی ہے سوار بن مصعب سے انہوں نے عمارہ ہمدانی سے کہا کہ سنا مینے
علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبُوًا یعنی جو قرض فائدہ کھینچے
وہ بیاج ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے بسبب سوار بن مصعب کے عبد الحق نے کہا کہ وہ متروک ہے اور ایسے ہی غیر نے اونکو اور روایت کیا
اوسکو ابن الجہم نے اپنے جزو معروف میں اور نکالا ابن عدی نے کامل میں جابر بن سمرہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلسَّفَاتِجُ حَرَامٌ
یعنی ہنڈویان حرام ہیں اور معلول کیا حدیث کو بسبب عمرو بن موسی بن وجیہ کے ضعیف کیا اوسکو بخاری اور نسائی اور
ابن معین نے اور ذکر کیا اوسکو ابن الجوزی نے موضوعات میں اور اس باب میں بہتر روایت جو صحابہ اور سلف سے منقول ہے وہ ہے جسکو
روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ثنا خالد الاحمر عن حجاج عن عطاء قال کانوا یکرھون کل قرض جر منفعۃ
یعنی صحابہ کرام مکروہ جانتے تھے ہر اوس قرض کو جو منفعت کھینچے یعنی اوسمیں نفع ہو جاوے مقرض یا مستقرض کو اور فتاوی صغری
میں ہے کہ اگر ہنڈوی لکھدینا مشروط ہو قرض میں تو مکروہ ہے اور جو اسکی شرط نہو قرض دیتے وقت تو مکروہ نہیں اور شرط کی صورت
یہ ہے کہ ایک شخص نے قرض دیا دوسرے کو مال اس شرط پر کہ لکھدے اسکی ہنڈوی فلانے شہر پر تو یہ نہیں جائز ہے اور اگر قرض دیا
بغیر شرط کے اور اوسنے لکھدیا تو جائز ہے اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ تو مجھے پرچہ لکھدے فلانے شہر پر اس شرط پر کہ میں تجھے یہاں دونگا
تو بھی بہتر نہیں ہے اور مروی ہے ابن عباس سے کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ اگر قرضدار نے قرضے میں وہ مال ادا کیا جو مقرض کے
مال سے اچھا تھا تو مکروہ نہیں جبکہ مشروط نہو اور فقہا نے کہا کہ عدم شرط کے ساتھ اوسوقت حلال ہے جبکہ اسکا
یعنی دوسرے شہر پر لکھدینے کا رواج اور عرف ظاہر نہو اور اگر یہ معروف اور رائج ہو کہ اقراض سقوط خطر طریق کیلیے ہوتا ہے
تو حلال نہیں گو کہ شرط نہووے اور وہ جو مروی ہے امام ابو حنیفہ سے کہ وہ نہیں بیٹھے اپنے قرضدار کی دیوار کے سایہ میں

تو اسکی کچھ اصل نہیں اسواسطے کہ یہ انتفاع نہیں ہی اوسکی ملک سے اسکی شرط ہوتی ہی اور نہ یہ رائج ہی فتح **فائدہ** جب مطلق ہنڈوی یا لکھی پٹی یعنی جتنا روپیہ اوتنا ہی دوسرے شہر مین مکروہ ہوئی تو جو ہمارے ملک مین مروج ہی ایک روپیہ یا دو روپیہ سیکڑا زیادہ دینا اور اسکا نام ہنڈاون ہی اور کم وصول کرنا بطریق اولی ناجائز اور حرام مطلق ہوگی کیونکہ یہ سود ہی اور اوسکا دینا اور لینا سب برابر ہی موجب اس حدیث کے جو ہرگز رشوت دینے اور لینے والے سب ملعون ہین خدا محفوظ رکھے فقط

ص کتاب القضاء

جو شخص گواہی کے لائق ہی وہ قاضی ہونیکے لائق ہی اور شرط اہلیت شہادت کی شرط اہلیت قضا ہی **ف** یعنی جو حر مسلم عاقل بالغ ہی نہ اندھا ہی نہ محدود فی القذف نہ بہرا نہ گونگا تو وہ شہادت کے لائق ہی اسیطرح وہ قضا کے عہدے کے بھی لائق ہی یعنی ہوسکتا ہی کہ قاضی ہووے اور یہ چیزین جیسی شرط ہین شہادت کی ویسی شرط ہین قضا کی **ص** اور فاسق اہل ہی واسطے شہادت کے تو اہل ہوگا واسطے قضا کے تو صحیح ہوگا فاسق کا ہونا قاضی مگر واجب یہ ہی کہ حاکم اوسکو قاضی نہ بنا اور اگر حاکم نے فاسق کو قاضی بنایا تو گنہگار ہوگا جیسے فاسق کی شہادت قبول کرنا صحیح ہی لیکن چاہیے قبول نہ کیجاوے اگر قبول کریگا تو گنہگار ہوگا **ف** درمختار مین ہی کہ اسی روایت پر فتوی ہی اور شامی اور طحطاوی اور فتح القدیر سے معلوم ہوتا ہی کہ باقی اقاویل اس مسالہ مین سب جرح ہین اور یہی قول راجح ہی ابن الہمام رح نے کہا کہ اگر بادشاہ وقت کسی جاہل فاسق کو قاضی مقرر کرے تو قضا اوسکی نافذ ہوگی ظاہر الروایت کے موافق تو وہ حکم کرے غیر کے فتوے سے لیکن واجب ہی حاکم پر کہ ایسے شخص کو قاضی نہ بناوے **ص** اگر قاضی تقلید قضا کے وقت عادل تھا بعد اوسکے فاسق ہوگیا **ف** بسبب اخذ رشوت وغیرہ کے **ص** تو عہدۂ قضا سے معزول نہوجاویگا لیکن لائق ہوجاویگا عزل کے **ف** یعنی واجب ہی حاکم پر کہ معزول کرے اوسکو فتح القدیر

ص یہی ظاہر مذہب ہی اور اسی پر ہین شیخ حنفیہ **ف** بخاری اور سمرقندی اور بعض مشائخ کے نزدیک خود بخود معزول ہوجاویگا اور فاسق مفتی بھی نہیں ہوسکتا اور بعضون کے نزدیک ہوسکتا ہی اور مفتی بہ بعضون کے نزدیک قول اول ہی اور بعضون کے نزدیک قول ثانی **ص** اور مجتہد ہونا شرط ہی اولویت قضا کا نہ صحت قضا کا **ف** یعنی جو مجتہد ہو اوسکا قاضی ہونا اولی ہی اور اجتہاد صحت قضا کی شرط نہین ہی یعنی یہ نہین ہی کہ غیر مجتہد کی قضا صحیح نہووے **ص** تو اگر جاہل کو عہدۂ قضا دیا گیا صحیح ہی ہمارے نزدیک **ف** لیکن امام شافعی رح کے نزدیک تقلید قضا جاہل اور فاسق کو مطلقا درست نہین اور احتیاط اوسی قول مین ہی جسکو شافعی رح نے کہا لیکن باعتبار اس زمانہ کے بہتر مناسب ہی اگر علم و عدالت شرط ہو تو قضا کا کام بالکل اوٹھ جاویگا **ص** مگر حاکم کو چاہیے کہ اختیار کرے اوسکو جو زیادہ قادر ہی قضا پر اور اولی ہی **ف** روایت کیا طبرانی نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص حاکم ہووے مسلمانون کے امور کا پھر مقرر کرے ایک شخص کو ایک کام پر اور وہ جانتا ہی کہ اولی کون ہین بہتر اوس سے اور زیادہ جاننے والا کتاب اللہ اور سنت رسول کا موجود ہی تو اوسنے خیانت کی اللہ اور اوسکے رسول کی اور جماعت مسلمین کی اور روایت کیا حاکم نے مستدرک مین اور ابو یعلی موصلی نے حذیفہ سے مثل اسکے **ص** اور آدمی کو چاہیے کہ عہدۂ قضا طلب نہ کرے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ طلب کرتا ہی قضا کو

اور سوال کرتا ہی اوسکا سونپ دیا جاتا ہی اپنے نفس کیطرف یعنی اللہ کیطرف سے اوسکو اعانت اللہ عزوجل نہین ہوتی اور جو شخص
زبردستی قاضی بنایا جاتا ہی تو اوتارتا ہی اللہ تعالی اوسپر ایک فرشتہ کہ مضبوط کرتا ہی اوسکو یعنی اعانت کرتا ہی اوسکی اور صواب کے
روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے **ص** اور درست ہی عہدۂ قضا لینا اوس شخص کو
جسکو اعتماد ہی اپنے نفس پر کہ عدل و انصاف کریگا **ف** اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا ہی عہدۂ قضا
اور اسواسطے کہ قضا فرض کفایہ ہی واسطے انتظام امور مسلمین کے اور اسلیے کہ امر بالمعروف ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی
کہ بھیجا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاضی بناکر یمن کیطرف تو کہا مینے یا رسول اللہ بھیجتے ہین آپ مجھکو عہدۂ
قضا پر اور مین کمسن ہون اور قضا کو نہین جانتا تو فرمایا حضرت نے قریب ہی کہ اللہ ہدایت کریگا تمھارے دل کو
اور مضبوط کردیگا تمھاری زبان کو جسوقت جھگڑا لاوین تمھارے پاس دو آدمی تو نہ فیصلہ کرو واسطے پہلے کے جب تک
سن نہ لو گفتگو دوسرے کی تو اب معلوم کروگے کیفیت اپنے حکم کی فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ پھر شک نہین کیا مینے کسی فیصلے مین
بعد اسکے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی نے اور حسن کہا اوسکو اور قوی کیا اسکو ابن المدینی نے اور صحیح
کیا اوسکو ابن حبان نے اور اوسکا ایک شاہد ہی مستدرک مین حاکم کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا ترمذی اور
ابو داود اور دارمی نے معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس گاہ بھیجا اونکو یمن کیطرف تو پوچھا
اونسے کسطرح فیصلہ کروگے تم جب کوئی مقدمہ پیش آویگا کہا انھون نے کتاب اللہ سے فرمایا اگر نہ پاؤ کتاب اللہ مین کہا
سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر نہ پاؤ سنت مین رسول اللہ کی کہا اجتہاد کرونگا
مین اپنی رائے سے اور نہ کمی کرونگا کوشش مین کہا معاذ نے کہ پھر مارا حضرت صلعم نے اونکا اپنا ہاتھ سینے پر اور فرمایا
شکر ہی اوس خدا کا کہ توفیق دی اوسنے رسول رسول کو اوس امر کی کہ جس سے راضی ہو رسول اللہ کا اس حدیث سے صاف
حجت ہونا قیاس کا وقت نہونے آیت اور حدیث کے ثابت ہوا اور رد ہوگیا قول اون لوگون کا جو قیاس کو شرع کی
حجتون مین شمار نہین کرتے **ص** اور مکروہ ہی **ف** تحریمی **ص** عہدۂ قضا لینا اوس شخص کو جو خوف کرتا ہی عاجز ہونیکا
تصفیہ مقدمات مین یا ظلم کے صادر ہونیکا **ف** تاکہ وسیلہ امر قبیح کا نہو جاوے اور جو حدیثین کہ ممانعت اختیار عہدۂ
قضا مین آئی ہین محمول ہین ایسے شخص پر فرمایا حضرت صلعم نے جسکو دی گئی قضا سو ذبح ہوا بغیر چھری کے روایت
کیا اوسکو امام احمد اور چارون عالمون نے اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے مروی ہی بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاضی تین طرح کے ہوتے ہین دو اون مین سے جہنم مین جاوینگے اور ایک
جنت مین ایک آدمی وہ جسنے پہچانا حق اور فیصلہ کیا موافق اوسکے تو وہ جنت مین جاویگا ایک آدمی وہ جسنے پہچانا
حق کو اور نہ فیصلہ کیا ساتھ حق کے اور ظلم کیا حکم مین تو وہ جہنم مین جاویگا ایک آدمی وہ کہ اوسنے نہ پہچانا حق
اور فیصلہ کیا لوگون کا نادانی سے وہ بھی جہنم مین جاویگا روایت کیا اوسکو چارون عالمون نے اور صحیح کہا اوسکو حاکم
اور فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اور ظالمون اور کافرون جو شخص
حکم نکرے اوسکے موافق جو اوتارا اللہ تعالی نے تو وہ فاسق ہی اور ظالم ہی اور کافر ہی اس سے برائی ثابت ہوگئی

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اور دوسری آیت مین فاولئک ہم الظالمون اور تیسری مین فاولئک ہم الفاسقون ۱۲

اون لوگون کی کہ جان بوجھکر حکم الٰہی اور سنت رسول کے خلاف باتباع احکام امراے وقت اور قوانین انصاری کی فیصلے کرتے ہین اور جو اونکے معین ہین کچھہ شک نہین کہ اونکے لیے بھی وعید ہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی مدد کرو ایک دوسرے کی نیکی اور پرہیزگاری پر اور نہ مدد کرو گناہ اور زیادتی پر

ص جو شخص قاضی کیا جاوے اوسکو چاہیے کہ پہلے قاضی کا دفتر طلب کرے جسمین دستاویزات اور فیصلنامے ہین اور حوالات کے قیدیون کو دیکھے ف یعنی جو قاضی سابق کے قیدخانہ مین قید تھے اونکے حال مین نظر کرے نہ اون قیدیون مین جو حاکم قیدخانہ مین ہین درمختار ص تو جو شخص اون قیدیون مین سے اقرار کرے کسی حق کا یا اوس پر گواہ قائم ہون تو اوسکا حبس قائم رکھے یا اوس پر حق کو لازم کرے اور اگر وہ منکر ہو تو قاضی معزول کا قول اوسکے باب مین معتبر نسمجھے اسواسطے کہ عزل قضاسے قاضی معزول مثل اور مسلمانون کے ہوگیا بلکہ منادی کرادے ایک مدت مناسب مقرر کرکے کہ جن جن لوگون کو فلان فلان قیدی پر دعوی کرنا ہو تو اس مدت مین حاضر ہون مجلس قاضی مین تو اگر کوئی حاضر ہو تو سنے مقدمہ اوسکا ورنہ بعد گذر جانے مدت مذکور کے اون قیدیون کو چھوڑ دیوے ف درمختار مین ہی کہ بعد منادی کرنیکے اگر کوئی مدعی اوسکا حاضر نہووے تو اوسکو حاضر ضامن لیکر چھوڑ دیوے اور اگر حاضر ضمانت نہ دے سکے تو ایک مہینے تک اور منادی کرا بعد اوسکے اگر کوئی نہ آوے تو اوسکو چھوڑ دے ص اور عمل کرے اموال ودیعت اور محاصل وقف مین گواہی یا قابض کے اقرار سے قاضی معزول کے کہنے پر عمل نکرے لیکن اگر کوئی قابض اقرار کرے اس بات کا کہ قاضی معزول نے اوسکو یہ ودائع اور محاصل اوقاف سپرد کیے ہین تو اب اون ودائع اور محاصل وقاف مین قاضی معزول کا قول مقبول ہوگا ف یعنی جن مین وہ قاضی اون چیزون کو جسکی بتلادیگا اوسکی سمجھی جاوینگی مگر جب کہ قابض نے پہلے زید کے واسطے اقرار کیا پھر اقرار کیا کہ قاضی معزول نے اوسکو سپرد کیا اور قاضی معزول نے دوسرے شخص کے واسطے مثلاً عمرو کے لیے اقرار کیا تو اس صورت مین ودائع اور محاصل پہلے زید کو تسلیم کیے جاوینگے اور تاوان دیگا قابض قیمت کا اگر ودیعت ذوات القیم سے ہو یا مثل کا اگر وہ مثلی ہو قاضی کو اوسکے اقرار ثانی کے سبب سے پھر قاضی منصوب قیمت یا مثل عمرو کو تسلیم کرے جو قاضی معزول کا مقرلہ تھا ہدایہ

ص قاضی کو چاہیے کہ مسجد مین باعلان بیٹھکر حکم کرے اور مسجد جامع اولیٰ ہی اور باعلان بیٹھنے سے یہ مراد ہی کہ جسکا جی چاہے واسطے قطع نزاع کے حاضر ہووے کسی کی تخصیص نہووے اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہی بیٹھنا قاضی کا مسجد مین اسواسطے کہ کبھی شخص حاضر مشرک یا حائض ہوتا ہی اور مشرک نجس ہی بنص کلام اللہ سے اور حائض کو منع ہی دخل ہونا مسجد مین اور ہماری دلیل یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسجد مین بیٹھکر قضیے فیصل کیے اور یہی قضا عبادت ہی اور نجاست مشرک کی ازروے اعتقاد ہی نہ نجاست ظاہری اور حائض نہ داخل ہووے مسجد مین بلکہ فیصلہ کیا جاوے مقدمہ اوسکا دروازۂ مسجد پر ف ہدایہ مین ہی کہ دلیل ہماری قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ بنائی گئین مسجدین واسطے ذکر الٰہی کے اور حکم کے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین قلت غریب بہذا اللفظ اور کنوز الحقائق مین بھی یہ حدیث منقول ہی لیکن حوالہ اوسنے صاحب ہدایہ پر کیا ہی لیکن معنی مین اس حدیث کے چند حدیثین آئی ہین نقل کیا اونکو شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین ایک حدیث صحیحین کی کعب بن مالک سے اور دوسری حدیث طبرانی کی ابن عباس سے اور روایت کی

اولیٰ یہ ہی کہ مسجد جامع شہر مین ہو وسط شہر کی ارہ شہر مین ۱۲ درمختار

بخاری نے کہ لعان کرایا حضرت عمرؓ نے نزدیک منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسناد کی امام ابوبکر رازی نے
حسن تک کہ دیکھا اونھون نے حضرت عثمانؓ کو کہ فیصلہ کیا مسجد مین اور ذکر کیا قصہ اور روایت کی ابن سعد نے طبقات مین
ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے کہ دیکھا اونھون نے ابوبکرؓ کو کہ فیصلہ کرتے تھے مسجد مین نزدیک قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے کذا فی الفتح ملخصاً حموی نے کہا قضا فی المسجد بنظر زمان سابق مناسب تھی اور ہمارے زمانے مین تو مناسب
نہین کیونکہ اب لوگ مساجد کا ادب جیسا چاہیے ویسا نہین کرتے اور بحال جنابت جانے سے احتراز نہین کرتے اور مسجد مین
وہ کام کرتے ہین جو ہرگز لائق نہین ص اور اگر قاضی قضا کے لیے بیٹھے اپنے گھر مین اور اذن دیدے عام تو بھی درست ہی ف
اور اولی یہ ہی کہ مکان بھی وسط شہر مین ہووے اور مشہور ہو تا لوگون کو آنے مین دقت نہ پڑے اور قاضی حکم نکرے اوس وقت جب
قلب اوسکا مشغول ہو کسی امر کے ساتھہ یعنی خوشی اور غصہ اور تشویش یا شہوت جماع یا نہایت سردی یا نہایت گرمی یا بول
و براز کی حاجت کے اور جس دن قضا کے لیے بیٹھنے کا ارادہ کرے تو اوس دن روزہ نفل نرکھے اور اچھے کپڑے پہن کر نکلے
اچھے طور سے ط ص قاضی کو چاہیے کہ کسیکا ہدیہ قبول نکرے مگر اپنے رشتہ دار محرم کا یا اوس شخص کا جو قاضی ہونے سے پہلے
بھیجا کرتا تھا بشرطیکہ اوسی مقدار ہو جتنا قبل قضا کے آتا تھا اور ان دونون مین کسیکا مقدمہ قاضی کے پاس دائر نہووے
ف اگر ذی رحم محرم یا اوس شخص کا جسکی پہلے سے عادت ہدیہ بھیجنے کی تھی قاضی کے پاس مقدمہ رجوع ہوگا تو اونکا بھی ہدیہ
نلیوے یا وہ شخص عادت سے زیادہ ہدیہ بھیجے تو زائد پھیر دیوے اور سلطان اور نائب سلطان کا بھی ہدیہ لینا درست ہی
فتاوای عالمگیری مین ہی کہ قاضی قرض نلیوے مگر اوس دوست اور شریک سے جو قبل از قضا دوست اور شریک تھا بشرط
عدم خصومت و عدم تہمت اعانت کے اور اسیطرح عاریت لینا طحطاوی ص اور قاضی کو چاہیے کہ دعوت مین کسی کی
نجاوے مگر دعوت عام مین اور دعوت عام وہ ہی کہ قاضی کے آنے پر موقوف نہو اور امام محمدؒ کے نزدیک دعوت خاص مین بھی
جاسکتا ہی اگر اپنے قریب ذی رحم محرم نے کی ہو ف کیونکہ وہ مثل ہدیہ کے ہی اور جو کسیکا مقدمہ رجوع ہو قاضی کے پاس
تو دعوت عام بھی اوسکی قبول نکرے اور اسیطرح دعوت غیر معتاد کو اگرچہ عام ہووے در مختار ص اور قاضی حاضر ہو نماز
جنازہ مین اور اسیطرح بیمار کی بیمار پرسی کرے ف بشرطیکہ اوس بیمار کا مقدمہ قاضی کے پاس رجوع نہووے کفایہ
اسواسطے کہ روایت کی مسلم نے ابی ہریرہؓ سے کہ مسلمان کے حق مسلمان پر پانچ ہین جواب دینا سلام کا جواب دینا چھینکنے
والے کا قبول کرنا دعوت کا عیادت کرنا مریض کا جب مرجاوے تو اوسکے جنازہ کے ساتھہ جانا اور جب نصیحت طلب کرے
تجھسے مسلمان تو نصیحت کرے اوسکو روایت کیا اوسکو مسلم نے ابوہریرہؓ سے اور نصیحت دینا اچھا امر ہی تو ہدایہ مین
جو لکھا ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے مسلمان کے مسلمان پر چھہ حق ہین درست ہوگیا ع اور جب مدعی مدعی علیہ حاضر آوین
تو دونون کو سامنے بٹھلاوے برابر برابر اور دونون کی طرف توجہ ایکسان کرے ف اور داہنے بائین نہ بٹھلاوے کیونکہ
داہنی جانب افضل ہی اور یہ برابر بٹھانا عام ہی کبیر اور صغیر اور بادشاہ اور رعیت اور رذیل و شریف اور باپ اور بیٹے
اور مسلم اور ذمی کو مگر یہ کہ بادشاہ اگر مدعی علیہ ہو تو قاضی کو لائق ہی کہ اپنے مقام پر سے اوٹھے اور بادشاہ اور اوسکے
مدعی کو وہان بٹھلاوے اور آپ سامنے بیٹھ کر فیصلہ کرے روایت کی اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند مین

ط فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا یقضی القاضی وهو غضبان نقل کیا اوسکو جماعت نے ابی بکرہؓ سے روایت کیا نسائی نے [illegible]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قاضی ہو مسلمانون کا تو چاہیے اوسکو کہ برابری کرے بٹھانے مین اور اشارے مین اور نظر مین ص اور کسی سے سرگوشی نکرے اور کسی کی ضیافت نہ کرے اور کسی سے ہنسی اور مزاح نکرے اور نہ ایک کی طرف اون دونون مین سے اشارہ کرے اور نہ کسی کو کوئی دلیل یا حجت سکھلاوے اور گواہون کو تعلیم نکرے وہ ہی اسطرح پر کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو اور ابو یوسف نے اسکو جائز رکھا ہی اسطرح کہ شاہد کو قاضی کے کہنے سے زیادہ دانست حاصل نہو ف ابو یوسف اور شافعی کا ایک قول یہ ہی کہ جس شاہد پہ حیرت اور ہیبت غالب ہو اور وہ شرائط شہادت سے کچھ ترک کرے تو مضایقہ نہیں کہ قاضی اوسکی اسطرح اعانت کرے کہ تو گواہی دیتا ہی ایسی ایسی بشرطیکہ محل تہمت نہو اور اگر محل تہمت ہو جیسے مدعی پندرہ سو کا دعوی کرے اور مدعی علیہ پانسو کا منکر ہوا اور شاہد ہزار کی شہادت دے تو قاضی کہے کہ شاید مدعی نے پانسو معاف کیے ہون اور شاہد کو اس سے علم حاصل ہوا اور وہ معافی کے قول سے شہادت کو دعوے کے موافق کرلے جسطرح قاضی نے توفیق دی تو یہ بالاتفاق جائز نہین جیسے تعلیم احد الخصمین جائز نہین کذا فی فتح القدیر

ص فصل حبس مدعی علیہ کے بیان مین

اگر مدعی کا حق مدعی علیہ پہ ثابت ہووے اقرار سے مدعی علیہ کے تو پہلے قاضی حکم کرے مدعی علیہ کو ادا حق کا در صورت نادہندگی مدعی علیہ کے اگر مدعی درخواست کرے اوسکے حبس کی تو قاضی کو جس مدت تک مناسب معلوم ہو مدعی علیہ کو قید کرے اور اگر گواہون سے ثبوت حق ہوا ہو تو قاضی کو پہونچتا ہی کہ قبل حکم ادا حق کے مدعی علیہ کو بدرخواست مدعی محبوس کرے ف اسوجہ سے کہ قید جزا ہی نادہندگی اور انکار کی تو جب حق اقرار سے ثابت ہوا اوسوقت نادہندگی مدعی علیہ کی جب ثابت ہوگی کہ قاضی ادا حق کا اوسکو حکم کرے اور وہ ندیوے اور جب حق گواہون سے ثابت ہوا تو نادہندگی اور انکار مدعی علیہ کا تو پہلے سے موجود ہی اسلیے قبل حکم ادا حق قید کرنا اوسکا درست ہی اور مدت قید مفوض ہی رائے قاضی کی طرف اسواسطے کہ لوگ مختلف ہوتے ہین باعتبار احوال کے بعضے شریر نہین ہوتے اونکو تھوڑی مدت کفایت ہی بعض متمرد ہوتے ہین اونکو تھوڑے حبس سے زجر نہین ہوتا اور یہ حبس اسواسطے کہ مدعی علیہ مال اپنا ظاہر کرے اور ایفاے حق مدعی اوس سے ہووے اکثر مدت حبس کی باعتبار روایات کے چھہ مہینے ہین اور ایک مہینا اور دو مہینے تین مہینے بھی مروی ہین مگر صحیح وہی ہی کہ مدت حبس مفوض ہی رائے قاضی کیطرف ہدایہ ص مدعی علیہ کا حبس اون حقوق مین ہوگا جو لازم آئے ہین اوسکو بسبب عقد کے جیسے مہر معجل ف اور مہر موجل کے عوض مین حبس نکیا جائیگا اگرچہ معجل ہوجاوے طلاق سے زوجہ کی درمختار ص اور زر ضمانت یا بدل مال کے جو حاصل ہوا اوسکو مثل ثمن مبیع نفقہ زوجہ نفقہ مولود ف فقط اگرچہ ذمی کا ہو وے ضمان الدرک درمختار ص نہ دین ولد اور دیت اور ضمان جنایات مین ف اور بدل خلع اور بدل مغصوب اور بدل متلف یعنی جو چیز تلف کی گئی اوسکا بدل یا اور عدم ضمان اعتاق یعنی شریک کے حصہ آزاد کرنیکا تاوان نفقہ اقارب مہر موجل درمختار ص محبوس کیا جاوے گا اگر اپنی مفلسی کا اظہار کرے الا اوس صورت مین جب لدار ہوتا اوسکا ثابت ہوجاوے گواہون سے تو ان چیزون مین بھی

قید کرینگے ف اور قسم اول کی چیزون مین محبوس کرینگے اگرچہ مدعی علیہ نے محتاجی ظاہر کی ہو اور دعوی محتاجی کی تصدیق نکیجاوی دیجیگی

باب بیان مین قاضی کے خط کے بنام دوسرے قاضی کے

ص اگر گواہ گواہی دین قاضی کے سامنے اور مدعا علیہ حاضر ہو تو حکم کریگا ساتھ گواہی کے اور لکھدیگا حکمنامہ جسکو عرف مین
سجل کہتے ہین پس لکھدیگا حکم کیا ہینے یہ یا ثابت ہوا ہے نزدیک یہ آثار اگر مدعی علیہ غائب ہو اور گواہ گواہی دین اوسپر تو قاضی
حکم نکریگا بلکہ لکھدیگا گواہون کی گواہی کو تاکہ قاضی مکتوب الیہ اوسکے موافق حکم کرے اور یہی کتاب حکمی ہے اور کتاب القاضی
الی القاضی ہے حقیقت مین یہ کتاب نقل کرنا گواہی کا ہے ایک قاضی کے پاس سے دوسرے قاضی کے پاس اور مقبول ہوگی کتاب القاضی
الی القاضی سب مقدمات مین جو شبہات سے ساقط نہین ہوتے مثل حد اور قصاص کے ف اسواسطے کہ کتاب مین شبہہ ہے
اور حد و قصاص دفع ہو جاتے ہین شبہات سے اور خط پر عمل کرنا کوشش ہے اونکے اثبات مین ص جب شہادت گذرے قاضی کاتب کے
پاس جیسے دین اور عقار اور نکاح اور نسب اور مغصوب اور ایسی امانت اور مضاربت جنکا انکار کیا گیا ہے کیونکہ امانت
اور مال مضاربت کا اگر انکار نہو گا تو کیا حاجت ہے کتاب القاضی کی اور جسوقت انکار کیا ان دونون کا مودع یا مضارب نے
تو ہوگئی مغصوب اور مغصوب مین واجب ہوتی ہے قیمت اور قیمت دین ہے تو جاری ہوگی اوسمین کتاب حکمی اسواسطے کہ وہ
محتاج نہین ہے اشارے کا بلکہ صفت سے اوسکی معرفت ہوسکتی ہے بخلاف اعیان منقولہ کے کہ اونمین احتیاج ہے اشارے کی اور یہ
امام ابوحنیفہ کا ہے اور یہی ہے نزدیک امام ابو یوسف کے مگر اونکے نزدیک غلام مفرور مین بھی کتاب القاضی درست ہے صورت
اوسکی یون ہے کہ قاضی بخارا کا مثلاً لکھے قاضی سمرقند کو کہ فلان اور فلان نے شہادت دی ہے میرے پاس اس بات کی کہ فلان کا
غلام جسکا نام مبارک ہے اور اوسکا حلیہ ایسا ہے بھاگ گیا ہے اپنے مالک کے پاس سے اور اب سمرقند مین فلان کے قبضے مین ہے
آخر کتاب تک اور مہر کرے اوسپر تو جب پہنچے یہ کتاب قاضی سمرقند کے پاس حاضر کرے مدعی علیہ اور غلام کو اور
کھولے کتاب کو ساتھ شرائط اوسکی کے جو آگے آتی ہین اور ملاوے حلیہ مکتوبہ کو ساتھ غلام کے تو اگر مطابق نہو تو چھوڑ دے
اوسکو اور اگر مطابق ہو تو اگر مدعی علیہ بخارا کو جاوے تو بہتر ورنہ اوس غلام کو مدعی کے سپرد کرے بلا حکم کے اور فیصلے کے
اور لیوے اوس مدعی سے ایک کفیل غلام کے حاضر ضمانت کا اور ڈالے اوس غلام کی گردن مین کوئی چیز فالک اور مہر کرے تا ایسا ہو
کہ مدعی وہان جاکر غلام بدل لیوے تو وقت شہادت شہود کے اور لکھے جواب کتاب قاضی بخارا کو اس مضمون سے کہ مین اس
غلام کو روانہ کرتا ہون تو جب قاضی بخارا پاس کتاب آوے تو قاضی بخارا اون گواہون کو بلاوے جنہون نے گواہی دی تھی
اس غلام کے مالک کی غیبت غلام مین تا گواہی دین اوسکی حضور مین اور اشارہ کرین اس غلام کیطرف کہ یہی غلام ملک
مدعی کی لیکن قاضی بخارا ابھی حکم نہ کرے کیونکہ مدعی علیہ غائب ہے بلکہ پھر لکھے قاضی سمرقند کو کہ گواہون نے شہادت دی
غلام کے سامنے اس بات کی کہ یہ غلام ملک ہے مدعی کی تو جب یہ کتاب قاضی سمرقند پاس پہنچے اوسوقت فیصلہ کرے اور
حکم سناوے مدعی علیہ کو اور بری کرے حاضر ضامن کو ضمانت سے اور امام محمد سے مروی ہے کہ کتاب القاضی جمیع منقولات
مین قبول کیجاویگی اور اسی پر متاخرین ہین ف اور مختار یہی ہے کہ اسی روایت پر فتوی ہے کہ کتاب القاضی سب امانات
اور دعاوی منقولات مین عام ہے کہ دعوی دین ہو یا عین درست ہے ص سواے حد اور قصاص کے اور واجب ہے

کہ قاضی کاتب جب کتاب لکھے تو گواہون کو اوسکا مضمون پڑھ کر سناوے اور مُہر کر دے اپنی اونکے سامنے اور وہ کتاب اون گواہو
کو دیدیوے آور ابو یوسف نے کوئی بات انمین سے شرط نہین رکھی آور امام سرخسی نے اونھین کا قول اختیار کیا ہے تو ابو یوسف
کے نزدیک صرف گواہون کو اسبات کا گواہ کر دیوے کہ یہ کتاب اور مُہر میری ہے اور ایک روایت مین مُہر بھی شرط نہین لیکن
کہتا ہون جب کتاب مدعی کے حوالے کی جاویگی تو فتوی اس بات پر ہے کہ مُہر کرنا ضرور ہے اور جب گواہون کو سپرد کیجاویگی
تو فتوی اس بات پر ہے کہ مُہر شرط نہین پھر یہ کتاب جب قاضی مکتوب الیہ پاس پہونچے تو قبول نکرے اوس کتاب کو مگر مدعی علیہ
سامنے اور دو مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے جو کتاب لیکر گئے ہین تو جب گواہی دی ان گواہون نے
کہ یہ کتاب فلان قاضی کی ہے پڑھا تھا اوسکو اوس قاضی نے اپنے محکمے مین اور مُہر کی تھی اوسپر اور دی تھی ہمکو تو اوسکی مُہر دیکھکر
کھولے اور مدعی علیہ کو سنادے اور لازم کر دے اوسپر حکم کو **ف** یعنی اوس گواہی کی رو سے جو کتاب مین مندرج ہے
مدعی علیہ پر جو امر لازم آتا ہے اوسکا فیصلہ کر دیوے **ص** اور قاضی مکتوب الیہ جب فیصلہ کرے اوس کتاب کے ساتھ کہ اوسوقت
تک قاضی کاتب قاضی رہے تو اگر قاضی کاتب قبل کتاب پہونچنے کے مر جاوے یا معزول ہو جاوے تو کتاب باطل ہو جاویگی
اسیطرح اگر قاضی مکتوب الیہ کتاب پہونچنے کے اول مر جاوے تو بھی کتاب باطل ہو جاویگی مگر جب کہ قاضی کاتب نے بعد نام اوس
قاضی مکتوب الیہ کے یہ لکھدیا ہووے کہ مسلمانون کے قاضیون مین جسکے پاس یہ خط پہونچے وہ اوسکی تعمیل کرے تو مکتوب
الیہ کے مرنے سے باطل نہوگی آور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ شرط نہین کہ قاضی کاتب قاضی معین کو لکھے بلکہ کافی ہے
کہ ابتدا سے اسیطرح لکھے کہ یہ کتاب جس قاضی کے پاس مسلمانون کے قاضیون سے پہونچے وہ اوسکی تعمیل کرے کیونکہ
معین کرنا مکتوب الیہ کا محض بے فائدہ ہے اور اگر کتاب پہونچنے کے اول مدعی علیہ مر جاوے تو جاری کیجاویگی کتاب
اوسکے وارث پر اور صحیح ہے قاضی ہونا عورت کا سب مقدمات مین سوا حدود و قصاص کے **ف** اسواسطے کہ قضا
نظیر شہادت ہے اور شہادت عورت کی حدود و قصاص مین مقبول نہین تو قضا بھی مقبول نہوگی در مختار مین ہے
کہ اگرچہ قضاے عورت صحیح ہے سواے حدود اور قصاص کے باقی مقدمات مین لیکن عورت کا قاضی بنانیوالا گنہگار
ہوگا بسبب حدیث بخاری کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین فلاح پائینگے وہ لوگ جنھون نے
سپرد کیا کام اپنا عورت کو انتہی **ص** قاضی اپنا نائب کسیکو نہین بنا سکتا مگر وہ قاضی جسکو اختیار دیا ہو بادشاہ نے
نائب بنا لینے کا تو اگر ایسے قاضی نے اپنا نائب بنایا پھر قاضی معزول ہوا یا مر گیا تو نائب معزول نہوگا اسیطرح وکیل کو اختیار
نہین کہ دوسرے کو وکیل اپنا بناوے مگر اوس صورت مین جب موکل نے اوسکو اجازت دی ہو تو یہان بھی پہلے وکیل
کے معزول ہو جانے یا مر جانے سے وکیل وکیل معزول نہوگا اسواسطے کہ وکیل وکیل درحقیقت نائب ہے اصل موکل کا نہ وکیل
اول کا **ف** ہدایہ مین ہے کہ جو شخص حاکم کی طرف سے امام جمعہ ہووے تو وہ خلیفہ اپنا بنا سکتا ہے گو اوسکو اس بات کا
حاکم کی طرف سے اختیار نہووے کیونکہ جمعہ ایک شی موقت ہے خوف ہے اوسکے فوت ہو جانیکا تو امر بالامامت گویا اذن
بالاستخلاف ہے برخلاف قضا کے **ص** جس قاضی کو اختیار نائب کے مقرر کرنے کا نہین دیا گیا اوسنے اگر نائب بنایا اور نائب نے
منوب کے سامنے فیصلہ کیا یا بعد فیصلے کے منوب کی راے شریک ہو گئی تو جائز ہو جاویگا **ف** اسواسطے کہ جب قاضی اوسکے

سامنے فیصل کیا یا اوسکی راے شریک ہو گئی تو گو قاضی اول ہی نے قضا کی **ص** اسیطرح جس وکیل کو اختیار دوسرے کو وکیل بنانے کا نہین دیا گیا امنے اگر وکیل بنایا اور بعد اوسکے وکیل وکیل نے روبرو وکیل کے وہ کام کیا یا وکیل کی راے اوسمین شریک ہو گئی یا مؤکل نے جسوقت پہلے وکیل کو وکیل کیا تھا کسی چیز کی خرید کے لیے تو اوسکی قیمت بیان کردی تھی اور وکیل کا وکیل اوسکے مباشر ہوا تو ان سب صورتون مین وکیل وکیل کا تصرف صحیح ہو جاویگا اور مثل تصرف وکیل کے گنا جاویگا اگر مؤکل نے وقت توکیل کے وکیل سے یہ کہا کہ تو اپنی راے پر عمل کر تو اس کہنے سے وکیل کو اختیار ہو جاویگا کہ دوسرے شخص کو وکیل کرے

ف باب مرافعہ کے بیان مین

ص اگر ایک قاضی کے حکم کا مرافعہ ہوا دوسرے قاضی کے پاس تو قاضی ثانی نافذ کرے پہلے قاضی کے حکم کو مسائل مختلفہ فیہ صدر اول مین **ف** یعنی اگر اون مسائل مین جنمین صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کا اختلاف تھا قاضی نے کسیکا قول اختیار کرکے قضا کردی ہی بعد اوسکے دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ ہوا تو قاضی ثانی پہلے قاضی کا حکم منسوخ نہین کرسکتا مراد یہان قاضی اول سے قاضی مجتہد ہی کیونکہ سوا مجتہد کے اور کسیکو یہ بات نہین پہونچتی کہ مسائل مختلف فیہا مین جسکا قول چاہے اختیار کرے اور قاضی مقلد کا حکم تو اپنے مذہب کے مخالف ہرگز نافذ نہو گا قنیہ **ص** الا وہ حکم منسوخ کرے جو مخالف ہو کتاب اللہ کے **ف** اگرچہ دوسرے مجتہد کا قول ہو **ص** جیسے ایک قاضی نے حکم کیا حلت گوشت اوس جانور کا جسپر وقت ذبح کے بسم اللہ قصداً ترک کی گئی ہو کیونکہ یہ مخالف ہو آیت کریمہ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ کے **ف** یعنی نہ کھاؤ تم وہ جانور جسپر نہین ذکر کیا گیا نام خدا کا جاننا چاہیے کہ مسلمان وقت ذبح کے اگر بھولکر تسمیہ ترک کردیوے تو اوس ذبیحہ کا گوشت حلال ہی ہمارے نزدیک بھی اور شافعی کے نزدیک بھی تو اوسکی بیع بھی جائز ہوگی اور اگر قصداً ترک کردیوے تو وہ ذبیحہ ہمارے نزدیک حرام ہو جاویگا اور بیع بھی اوسکی ناجائز اور شافعی رح کے نزدیک بیع اور اکل دونون جائز ہین تو یہ حکم شافعی کا مخالف ہی اوس ظاہر کتاب اللہ کے جو اوپر گذری تو قاضی اول نے اگر حکم صحت بیع ایسے ذبیحہ کا جسپر بسم اللہ عمداً متروک ہوئی ہو کیا تو قاضی ثانی اوسکو منسوخ کردیگا **ص** یا مخالف ہو حدیث مشہور کے جیسے قاضی اول نے حکم کیا مطلقہ ثلث **ف** یعنی وہ عورت جسکو اوسکے خاوند نے تین طلاق دیے ہون اوسکی حلت کا واسطے شوہر اول کے صرف نکاح زوج ثانی سے بدون وطی کے موافق مذہب سعید بن المسیب رح کے اسواسطے کہ یہ مخالف ہی حدیث مشہور کے یعنی قول حضرت کا واسطے عورت رفاعہ کے نہین ہوگا یہ جب تک تو نہ چکھے شہد عبد الرحمن بن زبیر کی اور وہ شہد چکھے تیری **ف** روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے مراد شہد سے جماع ہی اور گذری یہ حدیث کتاب الطلاق مین قصے سمیت **ص** یا مخالف ہو اجماع کے جیسے قاضی اول نے حکم کیا حلت متعہ کا اسواسطے کہ صحابہ نے اجماع کیا اوسکے فساد پر **ف** اور گذرے دلائل حرمت متعہ کے کتاب النکاح مین **ص** تو حاصل یہ ہی کہ قاضی جب مسائل مجتہد فیہ مین حکم دیگا تو وہ مجتہد فیہ مجمع علیہ ہو جاویگا اور قاضی ثانی پر نافذ کرنا اوسکا واجب ہی لیکن یہ جبھی ہو سب ہو کہ قاضی اول نے اپنے مذہب کے موافق حکم دیا ہو اور جو اپنے مذہب کے خلاف حکم دیگا تو اوسکا بیان آگے آتا ہی

اور یہ بھی ضرور ہی کہ قاضی جانتا ہو اختلاف مجتہدین کو تو اگر قاضی نہ جانتا ہو اختلاف مجتہدین کو تو اوسکی قضا جائز نہین
اور نہ قاضی ثانی اوسکو جاری کرے اور محل قضا مجتہد فیہ مختلف ہو یعنی جس حکم مین قضا ہوتی ہی اوسمین اختلاف ہو اور جو
خود قضا مین اختلاف ہووے جیسے قضا علی الغائب ف اسکا بیان آگے آتا ہی ص تو وہ قاضی اول کے حکم کرنے سے
مجمع علیہ نہوگا اور قاضی ثانی کو اوسکا نسخ پہونچتا ہی ہان اگر قاضی ثانی بھی اوسکو جاری کر دے تو اب وہ مجمع علیہ ہو جاویگا
اب اگر قاضی ثالث پاس مرافعہ ہوگا تو وہ منسوخ نہین کر سکتا اجماع مین اتفاق اکثر مجتہدین کا کافی ہی تو جب اکثر ایک
امر پر متفق ہو جاوینگے وہ امر متفق علیہ شمار کیا جاویگا اور مخالفت بعض کی معتبر نہوگی ہدایہ مین بھی یہی اختیار کیا ہی
لیکن اصول فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ خلاف ایک شخص کا بھی مانع انعقاد اجماع ہی اور اجماع نہین ہوتا مگر سب کے اتفاق سے
اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ مسائل مختلف فیہ سے مراد یہ ہی کہ صدر اول یعنی صحابہ اور تابعین کا اختلافی ہو لیکن اصح یہ ہی کہ یہ
کچھ ضرور نہین بلکہ اختلاف شافعی کا بھی معتبر ہی ف اور اسیطرح مالک اور احمد کا اور یہ لوگ نہ صحابہ مین سے ہین نہ تابعین
مین سے ص اور نافذ ہی قاضی کا حکم ظاہر اور باطن مین ف یعنی فی الدنیا اور فیما بینہ و بین اللہ ص کسی شی کی حرمت
یا حلت پر اگرچہ جھوٹی گواہی سے ہووے اور صاحبین کے نزدیک نافذ ہی ظاہر مین نہ باطن مین جاننا چاہیے کہ امام اعظم کے
نزدیک اگر مدعی دعوی کرے ایک شی کا بسبب معین یعنی سبب ملک کو بیان کرے اور جھوٹے گواہ لاوے اور محل قابل حکم کے
ہو اور قاضی نجانتا ہو کہ یہ گواہ جھوٹے ہین تو قضا نافذ ہی ظاہر اور باطن مین نفاذ ظاہر سے مراد یہ ہی کہ اگر مثلا مدعی
نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا یعنی یہ میری منکوحہ ہی اور عورت نے انکار کیا تب مدعی نے گواہ جھوٹے پیش کر دیے نکاح کے
قاضی پاس تو قاضی عورت کو مدعی کے سپرد کر دے اور عورت سے کہے کہ تو اپنی ذات پر قدرت دے زوج کو اور نفقہ وغیرہ
لوازم زوجیت کا حکم کرے ف اور نفاذ باطن سے مراد یہ ہی کہ مدعی کو وطی اور عورت کو شوہر کا اپنے اوپر قادر کر دینا
عند اللہ حلال ہی اور صاحبین کے نزدیک ظاہر احکام قاضی نافذ ہونگے نہ باطنا یعنی عند اللہ حرج اور نزدیک وطی درست نہین
ہوگی اور یہی مذہب ہی زفر اور ایک روایت ابو یوسف کا اور شافعی کا نیز ... یہی فتوی ہی لیکن بحر الرائق مین ہی کہ قول امام ابو حنیفہ کا قوی تر ہی
ص دلیل مذہب صاحبین کی ظاہر ہی اور امام ابو حنیفہ کے مذہب پر یہ اشکال ہی کہ حرام محض کس طرح سبب ہوگا حلت کا
فیما بینہ و بین اللہ اور جواب اوسکا یہ ہی کہ جیسے حرام محض یعنی شہادت دروغ کو اس جہت سے کہ وہ دروغ ہی سبب حلت کا نہین
کیا بلکہ حکم قاضی کا مثل انشا ... عقد جدید کے ہی اور انشا ... عقد حرام نہین ہی بلکہ واجب ہی کیونکہ قاضی دروغگوئی شہود کو
نہین جانتا ف امام صاحب کی دلیل نقلی وہ ہی جسکو ذکر کیا ... مبسوط مین کہ پہونچا ہمکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کہ ایک شخص نے انکے پاس گواہ قائم کر دیے ایک عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علی نے حکم دیدیا عورت کو
کہ جا یہ تیرا شوہر ہی پس تو کہا عورت نے کہ اس نے نہین نکاح کیا ہی مجھسے اب اگر آپ نے ایسا ہی حکم کیا ہی تو آپ نکاح پڑھوا دیجیے
فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہین تجدید کرنا نکاح کی نکل کر دیا تیرا دونون شاہدون نے تو اگر دونون مین نکاح
منعقد نہو جاتا آپکی قضا سے تو آپ تجدید نکاح سے امتناع نکرتے باوجودیکہ عورت طالب تھی نکاح کی اور مرد راغب تھا
اور اسمین بچنا تھا ... سے دونون زنا سے انتہی ص اور مصنف نے قید لگائی کہ دعوی مدعی ایک سبب معین کے ساتھ ہووے

تو اوسکا فائدہ یہ ہی کہ اگر دعوی ملک مطلق ہوگا مثلاً ایک شخص نے دعوی کیا ایک لونڈی کی ملک کا اور دو گواہ جھوٹے قائم کر دیے اور قاضی نے حکم کر دیا ملک کا واسطے مدعی کے تو یہاں پر مدعی کو وطی اوسکی حلال نہوگی بالاجماع **ف** اور یہ جو کہا کہ محل قابل ہو حکم کے سو اسواسطے کہ اگر محل غیر قابل ہوگا جیسے وہ عورت کسیکی منکوحہ ہو یا معتدہ یا مرتدہ یا مدعی کی محرم ہو بسبب مصاہرت یا رضاع کے تو قضا نافذ نہوگی اسواسطے کہ محل صالح نہیں ہی اس بات کا کہ قضائے قاضی انشائی عقد جدید سمجھی جاوے اور قاضی کا نہ جاننا اسواسطے شرط ہوا کہ اگر قاضی دروغگوئی شہود کو جانتا ہووے تو قضا نافذ نہوگی کذا فی الطحطاوی **ص** اور اگر قاضی اول نے مسائل مجتہد فیہ میں خلاف اپنے مذہب کے حکم دیا اپنا مذہب بھولکر یا قصداً تو صاحبین کے نزدیک یہ قضا نافذ نہوگی اور اسی پر فتوی ہی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر بھولکر دیا تو نافذ ہوگی اور اگر جان بوجھ کر دیا تو اوسمیں دو روایتیں ہیں **ف** یہ اختلاف قاضی مجتہد میں ہی اور قاضی مقلد کا فتوی خلاف اپنے مذہب کے نافذ نہوگا خواہ قصداً ہو یا بھولکر اور خلاف مذہب سے مراد یہ ہی کہ حنفی بمذہب شافعی یا مالکی حکم کرے یا بالعکس تو نافذ نہوگا اور اگر حنفی امام کا قول چھوڑ کر صاحبین کے قول پر حکم کرے تو یہ حکم بخلاف مذہب نہیں ہی نافذ ہو جاویگا اور قاضی ثانی کو موافقۃً اوسکا فسخ نہیں پہونچتا چنانچہ در میں ہی یہ اوس صورت میں ہی کہ حاکم نے قاضی کی قضا کو مقید بمذہب امام نہ کر دیا ہو و الاوہ معزول ٹھہریگا بہ نسبت قول غیر امام کے تو قول غیر امام پر حکم اوسکا بالکل نافذ نہوگا اسواسطے کہ تخصیص قضا کی زمان اور مکان سے درست ہی طحطاوی مع زیادۃ **ص** قاضی حکم نکرے شخص غائب پر **ف** اور نہ غائب کے لیے یعنی نہ غائب کا مقضی علیہ ہونا صحیح ہی نہ مقضی لہ بلکہ حکم ہی نافذ نہیں ہر قول مفتی بہ در مختار اور امام شافعی اور امام مالک اور احمد رحمہ کے نزدیک غائب پر حکم کرنا جائز ہی بدلیل حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر تو حضور خصم کو شرط کرنا اس حدیث پر زیادت ہی بلا دلیل اور ہماری دلیل وہی حدیث حضرت علی کی ہی جو اوپر گذری کہ فرمایا حضرت صلعم نے نہ فیصلہ کر تو ایک کے لیے جب تک سن نلے کلام دوسرے کا روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور احمد اور اسحق اور طیالسی اور حاکم نے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسرے کا کلام معلوم نہونا مانع حکم ہی اور یہ بات پائی جاتی ہی خصم کے غائب ہونے میں اور اوسکے نائب کے بھی غائب ہونے میں اور اسواسطے کہ شہادت کا حجت ہونا اوسپر موقوف ہی کہ منکر عاجز ہو رد اور طعن فی الشہادۃ سے اور اوسکا عجز بدون اوسکے حضور کے معلوم نہیں ہو سکتا کذا فی فتح القدیر **ص** مگر اوس صورت میں کہ نائب اوسکا حاضر ہووے حقیقۃً جیسے غائب کا وکیل کہ وہ غائب کے قائم مقام ہی یا شرعاً جیسے قاضی کا وصی یعنی جسکو قاضی نے مقرر کیا یا حکماً اسطرحپر کہ جو چیز کا دعوی ہی غائب پر وہ بالضرور سبب ہووے اوس چیز کا جسکا حاضر پر دعوی کرتا ہی **ف** تو اگر ادعا علی الغائب کے سبب پڑتے میں واسطے ادعا علی الحاضر کے شک پڑجاویگا تو اس صورت میں دعوی مقبول نہوگا مثلاً ایک لونڈی خریدی پھر اوسکے مالک پر یہ دعوی کیا کہ اوسنے نکاح اسکا شخص غائب سے کر دیا تھا اور غرض اس سے یہ ہی کہ بسبب عیب نکاح کے لونڈی واپس ہو جاوے تو یہ لونڈی کے واپسی کا حکم نہوگا کیونکہ تزوج غائب رد علی المولی کا سبب بالضرور نہیں اسواسطے کہ احتمال ہی کہ غائب نے اوسکو طلاق دیکر اور عیب زائل ہو گیا ہو **ص** مثال اوسکی یہ ہی کہ زید نے دعوی کیا عمرو پر جو قابض ہی ایک مکان پر کہ یہ مکان میں نے

بکر سے خرید کیا تھا اور بکر غائب ہے عمرو نے جب انکار کیا تو زید نے اپنے دعوی پر گواہ پیش کیے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا عمرو پر
تو یہ حکم بکر پر بھی ہو جاویگا یعنی کہ اگر بکر حاضر ہو کر بیع کا انکار کرے تو معتبر نہ ہوگا ف اگرچہ بکر وقت قضا کے غائب
تھا اسواسطے کہ ادعا علی الغائب یعنی خریدنا گھر کا سبب ہے ادعا علی الحاضر یعنی مالکیت کا اسواسطے کہ مالک سے خرید کرنا
سبب ہو ملک کا انتہی الہدایۃ الاوطاص اور جو دعوی کیا جا غائب پر اگر وہ شرط ہو اوس دعوی کے جو حاضر پر کیا جاتا ہو تو صحیح نہ ہوگا ف
اور پہلی صورت مین سبب تھا ص چنانچہ اگر غلام نے اپنے میان پر اسکا دعوی کیا کہ اوسنے معلق کیا تھا میرے عتق کو
زوجہ زید کے تطلیق پر اور گواہ لایا زید کی زوجہ کے مطلقہ ہونے پر زید کی غیبت مین تو اسمین اختلاف ہے مشائخ کا اور
گواہ مقبول نہونگے صحیح قول پر اور سبب مین اسواسطے مقبول ہین کہ سبب اصل ہے مسبب کا تو حاضر نائب ہے صاحب سبب کا
یعنی غائب کا مانند وکیل کے اور ایسا نہین جب کہ شرط ہو کیونکہ شرط اصل نہین ہے بہ نسبت مشروط تو حاضر غائب کا نائب
نہین ہو سکتا یہ حکم شرط مین جب ہے کہ اوسمین حق غائب کا ابطال ہو جیسے چنانچہ مطلقہ ہونا زوجہ زید کا صورت مذکورہ مین
کہ اس صورت مین زید کے حق کا ابطال لازم آتا ہے تو اگر غائب کا حق باطل نہوتا ہو جیسا چنانچہ ایک شخص نے طلاق اپنی عورت کا
معلق کیا زید کے گھر مین جانے پر تو ثبوت دخول دار کے گواہ عورت کی جانب سے مقبول ہونگے ف بحالت غائب ہونے زید کے اسواسطے
کہ زید کا درصورت ثبوت دخول دار کچھ ضرر نہین ص قاضی کو اختیار ہے کہ یتیم کا مال قرض دیوے کسیکو اور لکھوا لیوے تمسک اوسکا
کہ قاضی کو قدرت ہے اوسکے پیسے لینے کی جب چاہے ف چونکہ قاضی کو بسبب کثرت اشغال کے حفاظت اموال کی فرصت نہین
ہوتی لہذا قاضی کو درست ہے کہ یتیم کا مال حتی المقدور ایسی جگہ لگاوے کہ اوسمین زیادتی ہو جیسے کسی کو بطور مضاربت
کے دیوے یا مکان یا زمین یا غلام کمائی دار جس سے آمدنی ہو خرید کرے اگر یہ نہو سکے تو کسی ایسے کو جو غنی امانت دار ہو
قرض بھی دے سکتا ہے اور تمسک لکھوا لے بشرطیکہ یتیم کا وصی موجود نہو اور جو یتیم کا وصی موجود ہو تو قاضی کو قرض دینا ممنوع ہے قنیہ ص اور وصی کو
درست نہین کہ یتیم کا مال کسیکو قرض دیوے بسبب عدم قدرت اوسکی کے اور اسیطرح باپ کو بھی صحیح قول مین
درست نہین کہ بیٹے کا مال قرض دیوے اگر دیگا تو ضامن ہوگا ف اگر باپ یا وصی بغیر مسند ہو یعنی فضول خرچ ہو
تو قاضی کو پہنچتا ہے کہ باپ اور وصی سے مال لیکر کسی شخص عادل کے پاس رکھدیوے در مختار مسائل الحاقیہ
جب مدعی علیہ چھپ رہے اور کسیطرح دار القضا مین حاضر نہووے تو قاضی مدعی سے وجہ ثبوت لیکر مدعی علیہ کی
طرف سے ایک وکیل بناکر حکم کر دیوے در مختار شامی نے اسکی صورت یون لکھی ہے کہ ایک شخص نے قاضی کے پاس آکر دعوی
کیا کہ میرا فلانے پر حق ہے اور وہ چھپ کر بیٹھ رہا ہے اپنے گھر مین تو قاضی لکھے والی شہر کو اوسکے احضار کے لیے تو اگر والی
اوسکو نہ پاوے اور مدعی درخواست کرے مہر ہونیکی اوسکے مکان پر تو اگر لاوے دو گواہ اون کو ہین بات پر کہ مدعی علیہ اپنے
مکان مین ہے اور گواہ یہ کہین کہ تین دن یا کم ہوئے کہ ہمنے مدعی علیہ کو دیکھا تھا تو مہر کر دے اوسکے مکان پر اور اگر تین دن
زیادہ بیان کرین تو نہین اور صحیح یہ ہے کہ یہ مدت مفوض ہے رائے حاکم کیطرف تو جسوقت مہر ہو گئی اور مدعی نے درخواست
کی کہ مدعا علیہ کیطرف سے وکیل کھڑا کیا جاوے تو قاضی اپنا رسول لیا اور دو گواہ بھیجے مدعی علیہ کے مکان پر پھر وہ رسول
پکارے تین مرتبہ اون گواہون کے سامنے کہ اے فلان ولد فلان قاضی نے یہ کہا ہے کہ تو حاضر ہو تو تیرے مدعی کے

دار القضا مین ورنہ مین تیری طرف سے وکیل ٹھراکرکے حکم کردونگا اور مدعی کے گواہ بدون تیرے قبول کرونگا اسیطرح تین دن تک کرے جب تین دن گذر جاوین اور مدعی علیہ حاضر نہووے تو قاضی اوسکی طرف سے وکیل ٹھراکرکے مدعی کے گواہ اوراوسکے وکیل کے سامنے مدعی علیہ پر فیصلہ کردیوے انتہی مسئلہ اگر مدعی نے وقت استحقاق دعوی سے لیکر پندرہ برس تک بلا عذر شرعی دعوی نہ کیا تو وہ دعوی نہ سنا جاویگا مگر وقف اور میراث کا دعوی کہ اس مین طول مدت مانع نہین البتہ اگر تینتیس ۳۳ سال گذر جاوینگے تو دعوی وقف وارث بھی مسموع نہین اور بعض فقہا کے نزدیک دعوی ارث مثل اور دعاوی کے پندرہ سال کے بعد مسموع نہوگا وقت استحقاق سے میعاد محسوب ہوگی فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ مثلا ایک عورت نے بیس برس تک اپنے خاوند کی حیات مین دعوی مہر نہ کیا بعد اوسکے خاوند مرگیا یا اوسنے طلاق دیا تو عورت کا ایسا دعوی مہر مسموع ہوگا اسواسطے کہ استحقاق طلب وقت طلاق یا وقت موت سے حاصل ہوا ہے اور وقت استحقاق سے اتنی مدت منقضی نہین ہوئی دعوی مسموع نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ مدعی کا حق باوجود امتداد میعاد کے ساقط ہوجاوے بلکہ اگر مدعی علیہ مقر ہووے تو دعوی مسموع ہوویگا اگرچہ مدت طویل گذر گئی ہو شامی مسئلہ قاضی کو بعد پائے جانے شرائط حکم کے حکم مین تاخیر کرنا درست نہین مگر تین سبب سے یا شک واشتباہ ہو یا امید صلح کی ہو یا مدعی مدعی علیہ کوئی ان دونو نمین سے مہلت مانگے اور ایک چوتھی وجہ طحطاوی مین ہے وہ یہ ہے کہ قاضی کو اہل شہر کے فتوی پر اعتماد نہو اور دوسرے شہر کے علما سے فتوی دریافت کرین تو تاخیر قضا سے گنہگار نہوگا قاضی کو اپنا حکم پلٹ دینا بھی درست نہین مگر تین صورتون مین اگر حکم کیا اپنے علم اور دیانت پر پھر غلط نکلا یا حکم کی خطا ظاہر ہوئی یا اپنے مذہب کے مخالف حکم دیا در مختار مسئلہ سلطان بادشاہ کی اطاعت امر موافق شرع مین واجب ہے جو مخالف شرع ہو اگر بادشاہ نے حکم دیا کہ گواہون سے قسم لی جاوے اگر قاضیون کو چاہیے کہ بادشاہ کو فہمایش کرکے اس حکم سے باز رکھین اگرچہ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ تحلیف شاہد بنظر زمانہ درست ہے لیکن صحیح نہین ہے

باب پنچایت کے بیان مین

یعنی پنچ مقرر کرنے کے بیان مین عربی مین اوسکو تحکیم کہتے ہین تحکیم بھی قضا کی فروع سے ہے اور محکم یعنی پنچ کا رتبہ قاضی سے گھٹا ہے اسواسطے کہ قاضی کا حکم عام ہے اور محکم کا حکم فقط اوسی پر منحصر ہے جسنے اوسکو پنچ ٹھہرایا اور پنچایت کا جواز حدیث سے ثابت ہے اسواسطے کہ ابو شریح سے مروی ہے کہ مینے کہا یا رسول اللہ میری قوم مین جب اختلاف ہوتا ہے کسی چیز مین تو آتے ہین وہ میرے پاس سو مین اون مین حکم کردیتا ہون تو فرمایا حضرت علیہ السلام نے کیا خوب ہے روایت کیا اوسکو نسائی نے کذا فی فتح القدیر ص صحیح ہے پنچ بنانا مدعی مدعی علیہ کا اوس شخص کو جو صلاحیت قضا کی رکھتا ہو ف یعنی ضرور ہے کہ محکم مسلمان آزاد عاقل بالغ عادل ہو نہ اندھا ہو نہ گونگا نہ محدود فی القذف کما مر اور فاسق اگر پنچ بنایا گیا تو جائز ہوجاویگا کما مر ہدایہ ص جب دونون متخاصمین نے اپنی رضامندی سے ایک شخص کو پنچ بنایا اور اوسنے حکم کیا ساتھ گواہون کے یا اقرار کے یا نکول کے تو لازم ہوگا وہ حکم متخاصمین پر ف اور اوسکا حکم باطل نہوگا دونون کے معزول کرنیسے بسبب صادر ہونے حکم کے ولایت شرعی سے در مختار ص صحیح ہے خبر دینا پنچ کا احد المتخاصمین کے اقرار اور شاہدین کی عدالت کا اپنے پنچ ہونے کے زمانہ مین ف یعنی اگر مدعی علیہ

شہادت کرے اور محکم حاکم گواہ وسکے اقرار کی تہمت سے اثبات حق کے واسطے یا مدعی علیہ شاہد کو فاسق کہے اور محکم اسکی عدالت
ظاہر کرے تو صحیح ہے درحال باقی رہنے اوسکی پنچایت کے کیونکہ جبتک ولایت پنچایت باقی ہے تو اوس کیلئے کا خبر دینا
بمنزلہ خبر دینے دو گواہون کے ہے برخلاف اوسکے جب خبر دی اوسنے بعد ختم ہوجانے ولایت پنچایت کے کیونکہ اب اوسکا حال
مثل ایک شخص کے رعایا مین سے ہوگیا تو ضرور ہے ایک گواہ دوسرا اور برخلاف اوس صورت کے جب خبر دی اوسنے کہ مین
حکم کر چکا کیونکہ جب وہ حکم کر چکا معزول ہوگیا تو اب خبر اوسکی مقبول نہوگی کذا فی الطحطاوی مع زیادۃ ص اور ہر ایک کو
متخاصمین سے اختیار ہے کہ قبل حکم کرنے پنچ کے پنچایت سے پھر جاوے اور حکم پنچ کا اور اسیطرح قاضی کا درست نہین اپنے والدین
اور اولاد اور بیوی کے لیے جیسے گواہی ان لوگون کے لیے درست نہین ف یعنی انکے نفع کے لیے اور انکے اوپر حکم
درست ہے جیسے شہادت ان پر درست ہے یعنی انکی مضرت کے لیے اور سوا انکے بھائیون اور چچاؤن اور اونکی اولاد اور
خسر اور داماد کے واسطے حکم پنچ کا اور قاضی کا درست ہے جیسے شہادت اونکے لیے درست ہے کذا فی العینی ص اور درست
نہین پنچایت حدود اور قصاص مین اور باقی سب مقدمات مین درست ہے لیکن اسکا فتوی نہ دیا جاویگا واسطے خوف
دلیر ہوجانے عوام کے اور باقی نرہنے رونق کے واسطے احکام اور محکمے کے ف یعنی اگر عوام یہ سن پاوینگے تو سب مقدمات
اپنے پنچایت فیصلہ کر لیا کرینگے اسصورت مین قضاۃ اور محکمجات اونکے سب معطل اور بیکار رہ جاوینگے ص اسیطرح
حکم پنچ کا ساتھ دیت کے قاتل کے کنبے پر قتل خطا مین درست نہین کیونکہ قاتل کے کنبہ والون نے اوسکو پنچ نہین بنایا اور اگر او
فیصلہ کیا ساتھ دیت کے ذات قاتل پر تو قاضی یہ حکم اوسکا توڑ دیگا اسواسطے کہ مخالف نص حدیث ہے فرمایا حضرت نے
قاتل کے کنبے والون سے اوٹھو دیت دو مقتول کی ف بیان اس حدیث کا کتاب الجنایات مین انشاء اللہ تعالی ہوگا
ص اگر پنچ کے حکم کا مرافعہ ہوا قاضی کے پاس تو قاضی اوسکا حکم اگر اپنے مذہب کے موافق پاوے تو نافذ کرے اور اوسکو ورنہ باطل
کرے اور اوسکو یعنی حکم محکم کا مثل حکم قاضی کے مختلف فیہ مین نہین ف محکم کا حکم اکثر باتون مین مثل قاضی کے ہے تو وقت
تحکیم اوسکو یہ لینا ہی چاہیے متخاصمین سے جائز نہوگا مگر تھوڑے مسائلون مین فرق ہے بحر الرائق مین وہ سب مذکور ہین فقط

ص مسائل متفرقہ متعلقہ قضا کے بیان مین

ایک مکان اوپر نیچے دو آدمیون کا ہے اس طرح کہ ایک اوپر کے مکان کا مالک ہے اور دوسرا نیچے کے مکان کا تو نیچے کے مکان والے کو یہ نہین پہونچتا کہ اپنے مکان
مین میخ ٹھونکے یا روزن کرے بغیر دوسرے کی رضامندی کے ف اسیطرح اوپر والے کو یہ نہین پہونچتا کہ اوپر کچھ اور بنا دیوے یا کڑیان رکھے
یا پاخانہ بنا دیوے اور صاحبین کے نزدیک ہر ایک کو وہ فعل درست ہے جسمین دوسرے کا ضرر نہو اور امام کا قول قیاس کے موافق ہے
بحر الرائق ص ایک لنبی گلی ہے اوسمین سے ایک اور لنبی گلی پیدا ہوئی ہے جو نافذہ نہین ہے تو پہلی گلی کے رہنے والون کو اختیار نہین ہے کہ اور گلی مین
جو نافذہ نہین ہے چلنے کے لیے دروازہ نکالین اور اگر دوسری گلی گول ہے کہ اوسکے دونون سرے پہلی گلی تک پہنچے تو پہلی گلی والے اوسمین دروازہ کھول کر چلنے کے لیے نکال سکتے ہین صورت ان دونون شکلون کی یہ

گول کوچہ
کوچہ اولی
کوچہ اولی

کراوسکا نائیا اندر ہوا اور اوپر یچھ پرت چاندی کی چڑھو تو زید نے کہا عمرو سے کہ تیرے مجھ پر ہزار درہم ہین عمرو نے اسکے جواب
مین کہا تیرے اوپر کچھ نہین ہی پھر کہنے لگا نہین بلکہ تیرے اوپر ہزار درہم ہین تو زید پر کچھ لازم نہوگا کافی اسواسطے
کہ پہلے تو عمرو نے اپنے حق کی نفی کر کے زید کے اقرار کو رد کر دیا تو اب پھر دعوی بغیر حجت اور دلیل کے مسموع نہوگا مسئلہ
زید نے عمرو پر دعوی کیا ایک مال کا عمرو نے اوسکے جواب مین کہا تیرا مجھ پر کچھ نہتھا تب زید نے گواہ قائم کیے اوس مال کے
اوسوقت عمرو کہنے لگا کہ مین یہ مال تجکو ادا کر چکا ہون یا تو مجکو اس مال سے بری کر چکا ہی اور اس امر پر عمرو نے گواہ قائم
کیے تو عمرو کے گواہ مسموع و منظور ہونگے امام زفر کے نزدیک منظور نہونگے بوجہ تناقض کے ہم یہ کہتے ہین کہ یہان تناقض
نہین ہی کبھی ایسا ہوتا ہی کہ آدمی پر کسی کا کچھ نہین آتا لیکن واسطے رفع نزاع کے مال دینا قبول کرتا ہی اور اسیطرح بری کرنا
کبھی اپنے زعم مین ہوتا ہی اگرچہ حقیقت مین نہو اور اگر عمرو نے جواب دعوی مین یہ کہا کہ مین تجکو پہچانتا بھی نہین
تو اب گواہ اوسکے ادائے مال یا ابرائے مدعی پر مسموع و منظور نہونگے بسبب ظہور تناقض کے اور نہ ممکن ہونے توفیق کے
کیونکہ داد و ستد اور لین دین اور معاملہ اور ایفاء اور ابراء دو شخصون مین بدون معرفت اور شناسائی کے نہین
ہو سکتا اور قدوری نے ذکر کیا ہی کہ گواہ اوسکے مسموع و منظور ہونگے اسواسطے کہ مرد گوشہ نشین جو پردے مین رہتا ہی
اور عورات پردہ نشین کا یہ حکم کرتی ہین اپنے وکیلون کو واسطے راضی کرنے مدعی کے اور وہ مدعی علیہ کیطرف سے
مدعی کو مال دیکر راضی کر لیتے ہین باوجود اس بات کے کہ مدعی علیہ اور مدعی مین شناسائی نہین ہوتی تو ممکن ہی توفیق اسطرح
جاننا چاہیے کہ دفع تناقض مین بعضون کے نزدیک امکان توفیق کافی ہی اور بعضون کے نزدیک ضرور ہی کہ مدعی
توفیق کی وجہ کی تصریح کرے اول قول کی وجہ یہ ہی کہ جب توفیق ممکن ہوئی تو تناقض متحقق نہوگا پس حمل کیا جاویگا کلام اوپر
توفیق کے تاکہ دعوی مدعی کا بطلان سے محفوظ رہے قول ثانی کی وجہ یہ ہی کہ ضرور ہے دعوی مین صحت یقیناً تو صرف امکان
صحت سے حق مدعی علیہ کو باطل نہ کرینگے یا اثبات حق مدعی مین کہتا ہون جہان پر شک واقع ہووے صحت دعوی مین
تو وہان امکان صحت کافی نہوگا مثلاً ایک شخص مدعی ہوا ہبہ کا جب گواہ اوس سے طلب ہوے تو گواہ ہبہ کے نہ لا سکا
تو مدعی ہوگیا شرا کا اور گواہ قائم کیے شرا پر اور یہ بیان نہین کیا کہ شرا مدعی کی قبل وقت ہبہ کے ہی یا بعد وقت
ہبہ کے ہی تو یہ گواہی مقبول نہوگی اسواسطے کہ احتمال ہی کہ شرا قبل وقت ہبہ کے ہوا ور اس صورت مین دعوی باطل
ہوجاتا ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور احتمال ہی کہ شرا بعد وقت ہبہ کے ہووے اور اس صورت مین دعوی صحیح ہوجاتا
تو اب شک پڑ گیا صحت دعوی مین تو ہم صحیح نہ کرینگے دعوی کو شک سے اسواسطے کہ غایۃ ما فی الباب یہ ہی کہ شرا
متحقق ہوگی قبل ہبہ کے تو دعوی ہبہ کے یہ معنی ہونگے کہ پہلے بیٹے اوس مکان خریدا تھا لیکن وہ عقد مرتفع ہوگیا
اور پھر اوسکی ملک مین مکان آیا کیا پھر اوسنے ہبہ کیا تو ضرور ہی قائم کرنا گواہون کا اوپر ہبہ کے اور جب نہوے
اوس پاس گواہ ہبہ کے تو دعوی اوسکا صحیح نہوگا اور مدعی علیہ کا حق شک سے باطل نہوگا اور جہان پر شک نہو
صحت دعوی مین تاکہ لازم آوے ابطال حق مدعی علیہ کا ساتھ شک کے تو وہان امکان توفیق کافی ہی
جیسا کہ قائم کیے گواہ مدعی علیہ نے اوپر ادائے مدعی کے یا ابرائے مدعی کے بعد انکار کرنے اوس مدعی علیہ کے

مدعی سے اور قائم کرنے مدعی کے گواہ اوپر مدعی علیہ کے یا قائم کیے گواہ اوپر شہر کے بعد وقت بیع کے ان صورتون مین شہادت
مقبول ہوگی تو یاد رکھ اس قاعدے کو کہ یہ کثیر النفع ہی پھر جان تو کہ تناقض جب مانع ہی صحت دعوی کا کہ کلام اول مفید
اثبات حق کا ایک شخص معین کے واسطے تو اگر ایسا نہوگا نہین مانع ہوگا صحت دعوی کا جیسا کہ کہا ایک شخص نے نہین حق میرا
اوپر کسی سمرقندی پر پھر دعوی کیا ایک شخص ساکن سمرقند پر تو صحیح ہی دعوی اوسکا اور اگر ہو کلام پہلا شخص معین کے لیے
صادر ہوتا جیسے کہے کہ زید پر میرا کچھ دعوی نہین یا کوئی حق نہین پھر دعوی کرے تو باطل گنا جاویگا بسبب تناقض کے
زید نے دعوی کیا عمرو پر کہ بیچا تجھے یہ غلام خریدا تھا ہزار روپیہ کو اور روپیہ مین تجھے دیچکا اب اسمین عیب نکلا تو مین
رد کرتا ہون اوسکو بسبب عیب کے تو میرے روپے ثمن کے واپس کر عمرو نے انکار کیا اصل بیع کا ف یعنی یہ غلام مینے
تیرے ہاتھ نہین بیچا ص تب قائم کیے زید نے گواہ بیع پر بعد اوسکے عمرو نے جواب دیا کہ وقت بیع کے مینے شرط کرلی تھی
ہر عیب سے برات کی ف یعنی یہ شرط کرلی تھی کہ اگر اسمین کوئی عیب نکلے تو اوسکے مواخذے سے مین بری ہون غرض عمرو کی
اس سے یہی کہ رد نہوسکے ص اور گواہ قائم کیے اس بات پر تو یہ گواہی مسموع نہوگی بوجہ تناقض کے اور ابو یوسف کے
نزدیک مقبول ہی ف وہ قیاس کرتے ہین اس مسئلے کو اوپر جو گذرا کہ زید نے دعوی کیا عمرو پر ایک مال کا
عمرو نے کہا کہ تیرا مجھ پر کچھ نہ تھا الی آخرہ طرفین اوسکا جواب یون دیتے ہین کہ وہ مسئلہ دین کا ہی اور دین کبھی یون ہی
واسطے رفع نزاع کے ادا کر دیا جاتا ہی اور اس جگہ دعوی مدعی علیہ کا بابت برات کے عیب سے مستدعی ہی بیع کو اور بیع کا
وہ انکار کر چکا تھا تو اب بوجہ تناقض کے مقبول نہوگا ص اگر ایک شخص نے ایک تمسک لکھا اور اوسکے اخیر مین ان شاء اللہ
لکھدیا تو سارا مضمون تمسک کا باطل ہوجاویگا اور نزدیک صاحبین کے آخر ہی فقرہ اوسکا ص ایک نصرانی مرگیا اور
اوسکی زوجہ نے کہا مین مسلمان ہوئی بعد موت اوسکی کے ف یعنی موت کے وقت مین بھی نصرانی تھی غرض
اوسکی یہی کہ محروم نہو میراث سے بوجہ اختلاف دین کے ص اور باقی وارثون نے اوسکے کہا کہ تو مسلمان ہوئی
قبل اوسکے تو قول ورثہ کا قسم سے مقبول ہوگا اسی طرح اگر ایک مسلمان مرا اور اوسکی زوجہ نے کہا کہ مین مسلمان ہوئی
سامنے اوسکے اور باقی ورثہ نے کہا کہ تو مسلمان ہوئی بعد اوسکے تو قول ورثہ کا قسم سے مقبول ہوگا اور زفر کے
نزدیک پہلے مسئلے مین قول عورت کا مقبول ہوگا زید کے پاس عمرو کی کچھ امانت تھی اور عمرو مرگیا زید نے بعد اوسکی
موت کے کہا کہ یہ خالد بیٹا عمرو کا ہی اور عمرو کا سوا اسکے اور کوئی وارث نہین ہی تو وہ امانت خالد کو دیدے اور اگر بعد
اسکے پھر زید بکر کو کہے کہ یہ بھی عمرو کا بیٹا ہی اور خالد اسکا انکار کرے تو قاضی کل مال خالد ہی کو دلاویگا ف اس واسطے
کہ اقرار اول کا کوئی مکذب نہین اور اقرار ثانی کا مکذب موجود ہی اقرار اول صحیح ہوگا ص اگر کسی کا قرض میت پر
ثابت ہوا شہادت سے یا وراثت ثابت ہوئی گواہون سے اور گواہون نے یہ کہا کہ ہم سوا اسکے اور کوئی قرضخواہ یا وارث
میت کا نہین جانتے اور مال میت کا تقسیم ہوا اون قرضخواہون یا وارثون مین تو اب وہ ضمانت نہ لیجاویگی اس سے
کہ اگر کوئی اور وارث یا قرضخواہ پیدا ہوگا تو اوسکا حصہ دیگا اور بعض قاضی جو احتیاطا ایسی صورت مین ضمانت
لیتے ہین ظلم ہی اور صاحبین کے نزدیک ضمانت لیجاویگی ف اور اگر وراثت یا دین اقرار سے ثابت ہوا تو بالاتفاق

ضمانت لیجاویگی اور جو گواہون نے یہ کہدیا کہ ہم سوا انکے اور کسی وارث یا قرضخواہ کو میت کے نہین جانتے تو بالاتفاق ضمانت نہ لیجاویگی درمختار ص زید نے ایک گھر کا جو بکر کے قبضے مین ہی اسطرح دعوی کیا اور حجت قائم کی کہ یہ گھر مجکو اور میرے بھائی عمرو کو جو غائب ہی میراث مین ہمارے باپ سے پونہچا ہی تو قاضی نصف اوس گھر کا زید کو دلاویگا اور باقی مکان کو عمرو کے آنے تک بکر کے ہی پاس رہنے دیگا اور اوس سے ضمانت نہ لے گا برابر ہی کہ بکر نے اقرار کیا ہو زید کے دعوے کا یا انکار اسواسطے کہ بکر کے قبضے کو میت نے اختیار کیا تھا پس اوسکے قبضے کو دفع نکرینگے اس حال مین کہ مدعی اوسکا حاضر نہین اور صاحبین کے نزدیک اگر بکر نے انکار کیا ہو زید کے دعوے سے تو باقی مکان کو اوسکے قبضے مین نچھوڑینگے اسواسطے کہ انکار کے سبب سے اوسکی خیانت ظاہر ہوئی تو اوس سے لیا جاویگا اور کسی اور ایک امین کے پاس چھوڑا جاویگا اور اگر نہ انکار کیا ہو تو البتہ باقی مکان کو اوسی کے قبضے مین رہنے دینگے اور ضمانت اوس سے نہ لینگے اور اگر یہ صورت منقول مین واقع ہوئی تو اوسمین بھی یہی اختلاف ہی ف یعنی انکار اور عدم انکار دونون صورت مین اوسکے پاس رہنے دینگے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انکار کی صورت مین اوس سے لے لینگے ص اور بعضے کہتے ہین کہ منقول بصورت انکار بالاتفاق امام اور صاحبین لے لیا جاویگا مسئلہ ایک شخص نے وصیت کی کہ ثلث مال میرا فلانے کو دینا تو ہر قسم کے مال مین سے ثلث دیا جاویگا ف خواہ مال زکوۃ کا ہو یا غیر مال زکوۃ ص اور جو کسی نے یہ کہا کہ مال میرا یا جس چیز کا مین مالک ہون وہ خدا کی راہ مین صدقہ ہی تو مراد اوس سے مال زکوۃ کا لیا جاویگا ف جیسے سونا چاندی سوائم اموال تجارت بقدر نصاب اور غیر مال زکوۃ کا صدقہ دینا لازم نہوگا جیسے اسباب خانگی گھوڑا سواری کا غلام خدمت کا کما فی الذکوۃ اور زفر کے نزدیک یہ قول بھی عام ہوگا تمامی اموال کو خواہ مال زکوۃ ہو یا غیر زکوۃ ص تو اگر اوسکے پاس سوا اموال زکوۃ کے کچھ نہووے تو روک رکھے قوت اپنی اور باقی کو صدقہ کر دیوے ف اور قوت کی تقدیر کچھ نہین اسواسطے مختلف ہین احوال آدمیون کے کہا گیا ہی جو روز کا مزدور ہی وہ ایک دن کی خوراک اپنی اور اپنے عیال کی رکھ لیوے اور صاحب غلہ یعنی جسکو مکان و دکان وغیرہ کا کرایہ آتا ہو وہ غایت درجہ ایک مہینے کی اور مالک اراضی غایت درجہ ایک سال کی اور صاحب تجارت اوتنا رکھ لیوے جو اوسکو کافی ہو نئے مال آنے تک ص پھر جب مالک ہو تو جتنا مال قوت کیلیے رکھ لیا تھا بقدر اوسکے پھر تصدق کر دیوے ف درمختار مین ایک حیلہ عجیب مرقوم ہی اور اس شخص کیلیے جو قسم کھاوے کہ اگر مین یہ کام کرون تو سارا میرا مال صدقہ ہی تو وہ یہ کرے کہ بعوض اپنی کل ملک کے ایک کپڑا رومال مین لپٹا ہوا خرید کرے اور اوسپر قبضہ کرے اور دیکھے نہین پھر وہ فعل کرے جسپر قسم کھائی تھی پھر اوس کپڑے کو بوجہ خیار رویت کے پھیر دیوے تو اوسپر کچھ صدقہ لازم نہ آویگا ص ایک شخص کو وصی کیا میت نے اور وصی کو خبر اسکی نتھی بعد اسکے وصی نے کوئی چیز ترکہ مین سے بیچ ڈالی تو صحیح ہی بیع اوسکی بخلاف وکیل کے کہ اوسکو اگر علم اپنی وکالت کا نہ تھا اور اوسنے کوئی تصرف موکل کے مال مین کیا تو یہ تصرف جائز نہوگا اور ابو یوسف سے نزدیک ایسے وصی کا بھی تصرف جائز نہوگا جب موکل نے وکیل کو معزول کیا تو اگر عزل کی خبر وکیل کو ایک شخص عادل یا دو شخص مجہول الحال ف یعنی انکا حال معلوم نہین کہ فاسق ہین یا عادل ص نے دی تو اب اوسکا تصرف

کہ قاضی جسکے پاس شہادت دیجاوے عادل ہو دوسری تقریب مکان فاسق کہ شہادت دیکر اوس دن اپنے گھر پہونچ سکے تیسرے
علم قبول یعنی شاہد کو یقین ہو اس بات کا کہ قاضی میری شہادت قبول کریگا چوتھی طلب مدعی پانچوین تعیین شہادت
شاہد پر تو اگر متعین نہو واسطے جسکے کہ وہان اور بھی شاہد مقبول الشہادۃ موجود ہوین اور انھون نے گواہی بھی دی ہو
اور مقبول بھی ہو گئی ہو تو اب امتناع شہادت سے گنہگار نہوگا اور اگر مقبول نہوئی ہو تو اب گواہی نہ دینے مین
گنہگار ہوگا چھٹی یہ کہ اوس شاہد کو دو عادل شخصون نے بطلان مشہود بہ کی خبر نہ دی ہو تو اگر اوسکو دو عادل نے
اسطرح پر خبر دی ہو کہ مدعی اپنا دین لے چکا ہے یا زوج نے تین بار طلاق دیا ہے یا ولی مقتول نے قاتل کو خون معاف
کر دیا ہے تو اوسکو دین اور نکاح اور قتل کی گواہی دینا درست نہین اور اگر مخبر عدول نہون تو شاہدون کو اختیار ہے
چاہے گواہی دین اور قاضی سے اون مخبرون کا بیان نقل کر دین چاہے گواہی نہ دین اور اگر مخبر ایک عادل ہو تو بھی شاہد کو
پورا اختیار نہین ساتوین شرط یہ ہے کہ شاہد کو یہ معلوم نہو کہ مقر نے خوف سے اقرار کیا ہے تو اگر یہ جانتا ہو کہ اوسنے خوف سے
اقرار کیا ہے تو اوسکے اقرار کی گواہی نہ دے کذا فی الطحطاوی باختصار ص اور شہادت کا چھپانا افضل ہے حدود مین ف
جیسے حد زنا حد شرب وغیرہ اسواسطے کہ روایت کی بخاری مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جو پردہ پوشی کرے مسلمان کی تو حق تعالی اوسکی دنیا و آخرت مین پردہ پوشی کریگا ص کہ چور کی
سرقے مین کہ شہادت دے اس لفظ کے ساتھ کہ فلان نے مال لیا تا کہ مالک کا حق نجاوے اور یہ نہ کہے کہ فلان نے
چورایا تا صاحب نہوئے نصاب شہادت زنا کے لیے چار مرد مین ف عورت کی شہادت اسمین جائز نہین اور
چار مردون کی قید زنا مین اسواسطے ہوئی کہ اللہ تعالی جل شانہ کو چھپانا منظور ہے اور نہین دوست رکھتا اللہ تعالی
اسبات کو کہ شائع ہووے فحش مومنین مین باوجود اسکے کہ قتل وغیرہ مقدمات سنگین مین صرف دو مردون کی شہادت
جائز رکھی فرمایا اللہ تعالی نے وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ یعنی جو
عورتین زنا کرین تم مین سے تو گواہ کرو اون پر چار مردون کو تم مین سے اور فرمایا ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ یعنی پھر
نہ لاوین چار گواہ ص اور قصاص اور باقی حدود کے لیے دو مرد مین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاسْتَشْهِدُوا
شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ یعنی گواہ کرو دو مردون کو اپنے مین سے اور شہادت عورتون کی نہ حدود مین مقبول ہے
نہ قصاص مین نہ نکاح مین بدلیل اوس روایت کے جسکو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے کہ زہری نے کہا جاری ہوئی سنت
نزدیک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے دونون خلیفون سے بعد حضرت کے کہ نہ جائز ہو
شہادت عورتون کی حدود اور قصاص مین کہا زیلعی نے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین لیکن
اوس مین قصاص کا لفظ نہین ہے یہ مین کہتا ہون اوسمین ونکاح کا لفظ موجود ہے اور مراد اوس سے قصاص ہو سکتا ہے
[illegible] اور گواہی ہونے اور جنے اور عورتون کے اون عیبون کے لیے جنکے مرد مطلع نہین ہوتے ایک عورت کی
گواہی کافی ہے ف اسی طرح لڑکے کے چلانے مین واسطے نماز کے اور ثبوت ارث کے اور دو عورتون کا ہونا احتیاط ہے
[illegible] ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی عورتون کی جائز ہے اون

چیزون مین جنکی طرف نہین نظر کرسکتے مرد زیلعی نے تخریج مین لکھا غریب اور کہا شیخ ابن الہمام فتح القدیر مین کہ روایت کیا اوسکو امام محمد نے مبسوط مین عن ابی یوسف عن غالب بن عبد اللہ عن مجاہد و سعید بن المسیب و عطاء بن رباح و طاؤس قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہادۃ النساء جائزۃ فیما لا یستطیع الرجال النظر الیہ اور یہ حدیث مرسل واجب العمل ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ نساء جمع ہے محلّی بالف و لام اور مراد اوس سے جنس ہے تو قلیل و کثیر کو شامل ہے تو ایک عورت کی بھی گواہی صحیح ہوگی اور زیادہ عورتین احسن ہین اور عبد الرزاق نے زہری سے روایت کی کہ سنت جاری ہوا ہے کہ عورتون کی گواہی اون امور مین جائز ہے جسپر اونکے سوا کوئی مطلع نہین ہو سکتا از قبیل ولادت نساء اور عیوب انتہی اور اگر ان باتون کی ایک مرد گواہی دے تو اصح یہ ہے کہ مقبول ہوگی اسی طرح تنہا معلم کی گواہی وقائع اطفال مین مقبول ہے اور صرف عورتون کی گواہی حمام کے قتل مین واسطے اثبات دیت کے مقبول ہے تاکہ خون مفت ضائع نہووے اور قصاص واجب نہوگا کذا اختاره محمد ص اور جو عورتون مین عیب ایسا ہے کہ اوسپر مرد بھی مطلع ہو سکتے ہین جیسے ایک اونگلی زائد ہونا تو وہان ایک عورت کی شہادت کافی نہوگی ف اسواسطے کہ یہان کچھ ضرورت نہین ص اونکے سوا اور مقدمات مین ضرور ہے کہ یا دو مرد ہون یا ایک مرد اور دو عورتین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ یعنی گواہ کرلو دو مردون کو اپنے مین سے پھر اگر نہون دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتین اون گواہون مین سے جن سے تم راضی ہو ص برابر ہے کہ وہ مقدمات مالی ہون یا غیر مالی ف مالی جیسے بیع اور شراء اور اعارہ اور اجارہ اور کفالت اور اجل اور شرط خیار اور شفعہ اور قتل خطا اور غیر مالی ص جیسے نکاح رضاع طلاق وکالت وصیت اور امام شافعی کے نزدیک مقدمات غیر مالی مین شہادت عورت کی مقبول نہوگی اور بعضی قسمین شہادت کی ہین سب مین یہ شرط ہے کہ شاہد عادل ہووے ف یعنی پرہیز رکھتا ہو کبائر سے اور مصر نہو صغائر پر اور صلاح و ثواب اوسکا اکثر ہو اوسکے فساد اور خطا سے ط و نہایہ درمختار مین ہے کہ عادل وہ شخص ہے جسکے عیب نہوپیا اور سچ سے تو کافر کی شہادت مقبول نہوگی اسواسطے کہ یہ پیٹ کھلتا ہے لیکن بہتر تفسیر عادل کی وہی ہے جو پہلے مذکور ہوئی عادل کے مقابل فاسق ہے تو ص شرط عدالت کی ہمارے نزدیک واسطے وجوب قبول شہادت کے ہے نہ واسطے صحت قبول کے پس فاسق کی شہادت واجب نہین ہے قاضی پر کہ قبول کرے لیکن اگر اوسنے قبول کیا اور حکم دیدیا تو صحیح ہو جاویگا حکم اوسکا ف اور قاضی گنہگار ہوگا قہستانی درمختار مین ہے کہ قنیہ اور مجتبیٰ مین منقول ہے کہ فاسق اگر لوگون مین صاحب مروت اور وجاہت ہووے تو شہادت اوسکی قبول کیجاویگی سوا ابو یوسف کا قول ہے کذا فی البحر اور اس قول کو ضعیف کیا ہے کمال الدین ابن الہمام نے فتح القدیر مین اس طرح کہ یہ تعلیل ہے مقابلہ نص کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ یعنی گواہ کرلو دو صاحبان عدل کو اپنے مین سے مقید کیا اللہ تعالیٰ نے شہادت کو عدالت سے مترجم کہتا ہے کہ بنظر اس زمانے کے مناسب ہے کہ شہادت فاسق کی قبول کیجاوے اسواسطے کہ کم لوگ خالی ہین فسق سے اور شائع ہوگیا ہے فسق لوگون مین بدرجۂ غایت

اور جیسے اور سب سلم اور ارتداد اور بلوغ اور ولاء اور عدت اور جرح اور تعدیل اور جھوٹ یعنی

حتی کہ عادل لوگ اقل قلیل ہین تو اونکے جانے معدیات کیونکہ ہونگے اور لازم آویگا تضییع حقوق ناس اور یہ مذہب ہی شیوخ علما اور عرفا اور فقہاے متقدمین سے بھی یہ منقول ہو فتاوی سے تاتارخانیہ مین ہو کہ مقبول ہوگی شہادت فاسق کی اسواسطے کہ فسق او سپر طاری ہی اور اصل مین وہ سعید ہو فرمایا حضرت صلعم نے کل مومن ذو سعادۃ یعنی ہر مومن صاحب سعادت ہی اور اسی پر اعتماد ہو انتہی مگر ضرور ہی کہ وہ فاسق صاحب مروت اور جاہ ہو نہ کہ بالکل رذیل اور ذلیل تفسیر مظہری مین قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم لکھتے ہین بل فی زماننا ہذا الفاسق اذا کان ذا وجاہۃ ومروۃ یغلب علی الظن انہ لا یکذب فی الشہادۃ او دلت القرائن علی صدقہ یقبل شہادتہ یعنی ہمارے زمانے مین فاسق اگر صاحب وجاہت ہووے اور صاحب مروت اور غالب ہو ظن قاضی پر کہ وہ جھوٹ نہ بولیگا شہادت مین یا قرینہ دال ہو اوسکی راست گوئی پر تو قبول کیجاویگی شہادت اوسکی آور جامع الفتاوی مین ہو واما شہادۃ الفاسق فان تحری القاضی الصدق فی شہادتہ تقبل والا فلا یعنی شہادت فاسق کی اگر قاضی کے گمان مین ہو صدق اوسکا تو قبول کیجاویگی ورنہ نہین قبول کیجاویگی شامی نے نقل کیا ہو درست وفی الفتاوی القاعدیۃ ہذا اذا غلب علی ظنہ صدقہ وہو مما یحفظ وظاہر قولہ وہو مما یحفظ اعتماد یعنی قبول شہادت فاسق جبہی کہ قاضی کے گمان غالب مین اوسکا صدق ہووے اور یہ اون باتون مین سے ہی کہ یاد رکھی جاویگی اور ظاہر قول اوسکا یاد رکھا جاوے یہ ہو کہ اسپر اعتماد ہی اور شیخ ابن الہمام نے جو لکھا کہ یہ تعلیل مقابلہ نص ہی تو اوسکا جواب یہ ہو کہ نص صرف اسی بات پر دلالت کرتی ہو کہ شہادت دو عادلون کی قبول کیجاوے نہ اسبات پر کہ فاسق کی قبول نہ کیجاوے کیونکہ یہ مفہوم مخالف ہو اور وہ ہمارے اصحاب حنفیہ کے نزدیک حجت نہین ہو فافہم و ۲۱ تم ص اور یہ بھی شرط ہو کہ شاہد لفظ شہادت کہے

ف یعنی اشہد بصیغہ مضارع جسکے معنی یہ ہین گواہی دیتا ہون مین دلچھتا ہو وجہ اس شرط کی یہ ہو کہ جتنے نصوص شہادت کے آئے ہین سب مین لفظ شہادت مذکور ہو فرمایا اللہ تعالی نے وَاَشْہِدُوا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ اور فرمایا وَاَشْہِدُوا اِذَا تَبَایَعْتُمْ وَاسْتَشْہِدُوا شَہِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاسْتَشْہِدُوا عَلَیْہِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ اور فرمایا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اِذَا رَاَیْتَ مِثْلَ الشَّمْسِ فَاشْہَدْ وَاِلَّا فَدَعْ اور یہ حدیث اس لفظ سے غریب ہو ہان روایت کی ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے ایک شخص کو تو دیکھتا ہی آفتاب کو بولا ہان فرمایا اوسکے مثل گواہی دے یا چھوڑ دے اخراج کیا اوسکا ابن عدی نے ساتھ اسناد ضعیف کے اور تصحیح کی اوسکی حاکم نے لیکن خطا کی بلوغ المرام

ص تو اگر شاہد نے لفظ اشہد کا نہ کہا بلکہ کہا اعلم یا اتیقن یعنی جانتا ہون مین یا یقین رکھتا ہون تو اوسکی شہادت مقبول نہوگی امام اعظم کے نزدیک قاضی شاہد کی ظاہری عدالت پر اکتفا کرے اور اوسکی کیفیت عدالت وغیرہ دریافت نکرے یہان تک کہ خصم جرح نکرے ف کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کتاب البیوع مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ انھون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان عادل ہین بعض اونکے اوپر بعض کے مگر جسکو حد قذف لگی ہو اور لکھی حضرت عمر نے ایک کتاب طرف ابی موسی کے اور اوسمین لکھا کہ مسلمان عادل ہین بعضے اونکے بعض پر مگر جو محدود ہو کسی حد مین یا تجربہ کیا ہو شہادت زور مین یا قریب ہو

اور فاسق معلن نہو اور لوگ بے ساختہ ... ومتہم نہوا

والا ہین یا قرابت مین روایت کیا اوسکو دار قطنی نے ایک طریق سے کہ اوسمین عبد اللہ ابو حمید ہی اور وہ ضعیف ہی اور نکالا
اوسکو دوسرے طریق سے اور حسن کہا اوسکو اور نکالا اوسکو بیہقی نے ایک اور طریق سے سوا اون دونون طریق
دار قطنی کے ص مگر حدود قصاص مین بغیر جرح خصم کے بھی اونکی عدالت کی تحقیق کرے اور صاحبین کے نزدیک ہر مقدمے مین
اونکی عدالت کو دریافت کرے خفیہ اور ظاہر ف اور یہی مذہب شافعیؒ اور احمد کا ہی ص اور اسی پر فتوی دیا جاویگا
ہمارے زمانے مین ف فقہا نے لکھا ہی کہ یہ اختلاف زمانے کا ہی نہ خلاف حجت و برہان کا اسواسطے کہ امام صاحب کے
زمانے مین صلاح اور سعادت غالب تھی فساد اور شقاوت پر اور صاحبین کے وقت مین زمانہ فاسد ہو گیا تھا وجہ اسکی یہ ہی
کہ امام اعظمؒ قرن تابعین مین تھے جنکے واسطے حضرت صلعم نے بشارت دی ہی اس بات کی کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم
الذین یلونہم ثم یجیئ قوم تسبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ متفق علیہ یعنی بہتر
قرنون کا قرن میرا ہی پھر قرن ان لوگون کا جو اونکے نزدیک ہین پھر اون لوگون کا جو اونکے نزدیک ہین پھر آوینگی ایسی قوم کہ قسم
اونکی آگے ہوگی شہادت سے اور شہادت آگے قسم سے اور امام صاحب باتفاق اکثر محدثین و فقہا قرن تابعین سے ہین لیکن
اتفاق فقہا کا سو ظاہر ہی اسلیے کہ فقہا حنفیہ روایت امام کی ثابت کرتے ہین بہت صحابہ سے اگرچہ اہل حدیث کے طریقے سے
وہ ثابت نہین ہی اور لیکن اتفاق اکثر اہل حدیث کا سو ظاہر ہی قول سے محققین کے کہ امام نے چار صحابیون کو پایا ہی اور وہ
انس بن مالک ہین بصرہ مین اور عبد اللہ بن ابی اوفیٰ ہین کوفہ مین اور سہل بن سعید ساعدیؓ ہین مدینہ مین اور ابو الطفیل عامر
بن واثلہ مکہ مین کہا ابن حجر نے کہ روایت کی امام نے ابن ابی اوفیٰ سے ایک حدیث اور ذکر کیا خطیب نے تاریخ بغداد مین کہ امام
نے دیکھا انس بن مالکؓ کو اور کہا ابن حجر نے دیکھنا امام کا انسؓ کو صحیح ہی جیسا کہ کہا ذہبی نے کہ دیکھا امام نے انسؓ کو
اور وہ صغیر سن تھے اور ایک روایت مین ہی کہ کہا امام نے دیکھا مینے اونکو کئی بار اور تھے انسؓ خضاب کرتے سرخ اور یا
کئی طریقون سے کہ امام نے روایت کین اون سے تین حدیثین اور بعض نے جو نفی کی ہی تو وہ معارض اثبات اون
لوگون کی نہوگی اس وجہ سے کہ اثبات ایسے محل مین مقدم ہی نفی پر باتفاق علما اور نہین انکار کریگا اسکا مگر مکابر معاند
جسکو امام کی فضیلت کا خواہ مخواہ انکار منظور ہووے نعوذ باللہ من العناد وسوء الفہم ص اور کافی ہی دریافت کرلینا
خفیہ اسواسطے کہ اگر مزکی روبرو شاہد کے اوسکے عیوب بیان کرے تو دونون کے درمیان عداوت ہوگی اور کبھی ایسا ہوتا
کہ مزکی کو خوف یا حیا مانع ہوتی ہی شاہد کے سامنے اوسکا حال کہنے سے ف امام محمدؒ سے مروی ہی کہ تزکیہ علانیہ بلا اور
فساد ہی ھدایہ ص اور کافی ہی تزکیہ کے لیے کہنا مزکی کا گواہ کو شخص عادل اور بعضون نے کہا ضرور ہی کہ مزکی
یون کہے کہ یہ گواہ شخص عادل جائز الشہادۃ ہی تا احتراز ہو جاوے غلام سے مگر اصح یہ ہی کہ فقط عادل کہہ دینا کفایت ہی
کیونکہ آزادی اصل ہی دار الاسلام مین صاحب خصومت یعنی مدعی علیہ اگر مدعی کے گواہون کو اسطرح عادل بتاوے
کہ یہ گواہ عادل ہین لیکن انھون نے شہادت مین خطا کی یا بھول گئے تو اوسکا اعتبار نہین ف سو جبکہ مدعی کے
نزدیک مدعی علیہ جھوٹا ہی اپنے انکار مین باطل پر ہی اپنے اصرار مین تو تعدیل اوسکی کیونکر مقبول ہوگی ہدایہ صاحبین کے
نزدیک ... مدعی علیہ کی درست ہی مگر محمدؒ کے نزدیک ایک اور شخص بھی چاہیے ساتھ مدعی علیہ کے ...

شہود کی کیونکہ اونکے نزدیک عدد شرط ہی تزکیہ مین ھدایہ ص اور اگر مدعی علیہ نے یہ کہا کہ مدعی کے گواہ عادل ہین
انھون نے سچ کہا تو یہ اقرار ہوجاویگا دعوی کا اور تزکیۂ شہود مین قول ایک شخص کا کافی ہی اسی طرح شاہد کی زبان کے
ترجمہ کرنے کے لیے اور قاضی کے پیغام پونہچانے کے لیے طرف مزکی کے ایک شخص کافی ہی اور دو کا ہونا احتیاط ہی اور یہ
مذہب امام ابوحنیفہ اور ابویوسف کا ہی اور محمد کے نزدیک دو شخص ضرور ہین اور یہ اختلاف اوس تزکیہ مین ہی
جو خفیہ ہو اور تزکیۂ علانیہ مین خصاف نے کہا کہ دو آدمی ضرور ہین سب کے نزدیک اسی واسطے کہ تزکیۂ علانیہ مثل شہادت
کے ہی یہان تک کہ تزکیۂ علانیہ غلام اگر کرے تو درست نہین ہی ف بخلاف تزکیۂ خفیہ کے کہ او سمین عبد مزکی ہوسکتا ہی
ھدایہ ص اور ضرور ہی کہ مزکی عدل ہو ورنہ تو تزکیہ فاسق اور مجہول الحال کا درست نہین ہی ف مجہول الحال وہ شخص
جسکی عدالت اور فساد کا علم نہووے ص جسنے اپنے کانون سے سنا بیع کو یعنی بائع کی زبان سے بعت کہتے اور
مشتری کی زبان سے اشتریت کہتے سنا یا اقرار کو ف یعنی مقر کی زبان سے سنا ص یا قاضی کی زبان سے اوسکا حکم سنا
یا آنکھون سے دیکھا مثلاً غاصب کو غصب کرتے ہوئے یا قاتل کو قتل کرتے ہوئے تو اوسکو شہادت دینا درست ہی اگرچہ
وہ اوسوقت گواہ نہ بنایا گیا ہو اور اوسکے کہ گواہی دیتا ہون مین اور نہ کہے گواہ کیا اسنے مجھکو اس صورتہاے مذکورہ مین
ف حاصل مطلب یہ ہی کہ جو چیزین سننے سے متعلق ہین جیسے بیع و شراے زبانی یا اقرار لسانی یا حکم قاضی تو اوسکو
اگر اپنے کانون سے سُنے تو شہادت دینا اوسکی درست ہی اور جو چیزین دیکھنے سے متعلق ہین مثلاً بیع تعاطی یا اقرار
تحریری یا قتل یا غصب تو اوسکو جب اپنی آنکھون سے دیکھے تو گواہی دیوے لیکن معلوم کرنا چاہیے کہ اگر ایک شخص نے
اپنا اقرار شاہدون کے روبرو لکھا اور کچھہ نہ کہا تو یہ اقرار نہین اور گواہی دینا اسطرح کہ اوس نے اقرار کیا حلال نہین
اگرچہ وہ کتابت مستبین اور مرسوم ہو اسطرح کہ شخص غائب کو بطریق رسالت اور پیام کے یون لکھے کہ بعد حمد و صلوۃ
معلوم کرنا چاہیے کہ تمھارے میرے اوپر اتنے روپے آتے ہین کیونکہ لکھنا کبھی آزمایش سیاہی یا قلم کے لیے ہوتا ہی البتہ
اگر لکھکر شہود کے سامنے پڑھے تو اونکو گواہی دینا اوسکی درست ہی اگرچہ وہ اون کو گواہ نکرے اسیطرح اگر پڑھا اوسکو کسی اور نے
اور کاتب نے یہ کہا کہ گواہ رہو تم اس روپے کے میرے اوپر ہونے اور اگر کاتب نے گواہون کے سامنے لکھکر یہ کہا کہ تم اس بات کے گواہ
رہنا ہے اوپر تو اگر اون گواہون کو مضمون تحریر معلوم ہو گیا تھا تو یہ اقرار شمار کیا جاویگا ورنہ نہین طحطاوی و شامی
ص اور گواہ کی گواہی سنکر اوسپر گواہی نہ دیوے جبتک وہ گواہ اوسکو گواہ نہ بناوے اور اسکی دو صورتین ہین ایک یہ
کہ شاہد کو روبرو قاضی کے گواہی دیتے دیکھا اور اوسکی گواہی سنی تو اب اسکو اُس گواہ کی گواہی پر شہادت درست نہین
جبتک وہ شاہد اسکو گواہ نہ بناوے دوسری یہ کہ ایک شاہد دوسرے شخص کو اپنی شہادت سنا کر گواہ کرتا تھا تو اسکو
یہ نہین پہونچتا کہ اصل شاہد سے گواہی سنکر یہ بھی شاہد علی الشاہد ہوجاوے کیونکہ اصل شاہد نے اوس شخص کو شاہد بنایا
جسکو سنا رہا تھا نہ اسکو ف شاہد کی شہادت پر جو شاہد ہو اسکو عربی مین شاہد علی الشاہد کہتے ہین نہایہ مین ہی کہ اگر
شاہد نے شاہد کو مجلس قاضی مین اداے شہادت کرتے دیکھا تو شاہد اول کو شہادت علی الشہادۃ دینا درست ہی البتہ
اوس صورت مین جائز نہین جب غیر مجلس قاضی مین وہ شہادت اپنی بیان کر رہا ہووے اور اصل کتاب مین اسکے خفا [illegible]

جیسا کہ معلوم ہوا مجکو تو صحیح اسصورت مین وہی ہی جو نہایہ مین ہی اور یہی مستنبط ہی تعلیل صاحب ہدایہ سے معلوم نہین
کہ صدر الشریعۃ نے اسکے خلاف کہان سے کہا ص اور وہ شخص گواہی نہدیوے جسنے اپنا لکھا دیکھا اور حادثہ اوسکو
یاد نہین یہ مذہب امام صاحب کا ہی ف خلاصہ مین ہی کہ امام اعظم رح نے جمیع امور مین احتیاط اختیار کی لہذا اون سے
روایت احادیث مین قلت واقع ہوئی باوجود کثرت سماع احادیث اسواسطے کہ امام نے بارہ سو مردون سے سماعت کی
مگر امام کے نزدیک حفظ شرط ہی وقت سماع کے اور روایت کے وقت بھی تو امام کے نزدیک شاہد کو واقعہ اور تاریخ اور
مقدار مال اور صفت مال یاد رکھنا ضرور ہی تو اگر اون مین سے کوئی چیز اوسکو یاد نہو اور اوسکو یقین ہو کہ یہ اسی کا خط ہی
اور میری مہر ہی تو اسکو گواہی دینا لائق نہین اور اگر باوجود اسکے گواہی دیگا تو وہ شاہد زور ہی کذا فی المنح ص اسواسطے
کہ خط مشابہ ہوتا ہی خط کے اور نزدیک صاحبین کے درست ہی جب اوسنے پہچانا کہ یہ میرا خط ہی اسواسطے کہ تبدیل
اوسمین نادر ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسمین اختلاف نہین اور یہ شہادت سب کے نزدیک ناجائز ہی بلکہ اختلاف اوسمین ہی
کہ قاضی نے شہادت پائی شاہد کی اپنے دفتر مین اور قاضی کو حادثہ یاد نہین تو صرف اپنی تحریر پر اعتماد کرکے
مدعی علیہ پر حکم دیسکتا ہی صاحبین کے نزدیک کیونکہ وہ دفتر جب اوسکے قبضے مین ہی تو اوسمین احتمال تغیر و تبدل کا نہین
ہو سکتا اور امام صاحب کے نزدیک نہین دیسکتا صرف اپنی تحریر پر اعتماد کرکے جب تک کہ حادثہ یاد نہو بر خلاف
تمسک کے یا اور کوئی دستاویز کے کہ وہ خصم کے پاس رہتا ہی ف تو اگر کسینے اپنی شہادت تمسک مین لکھی پائی
اور اپنا خط اوسنے پہچانا لیکن حادثہ یاد نہین ہی تو اگر وہ تمسک مدعی کے ہاتھ مین نہ گیا ہو بلکہ محفوظ ہووے قاضی
یا شاہد کے پاس تو اوسکو شہادت دینا درست ہی صاحبین کے نزدیک ورنہ درست نہین اور امام محمد کے نزدیک
اگرچہ وہ تمسک مدعی کے پاس رہا ہو تب بھی شہادت دینا درست ہی جب کہ اوسکو یقین ہو کہ یہ میرا
خط ہی اگرچہ حادثہ یاد نہو لوگون پر آسان کرنیکے لیے کذا فی البحر الرائق ص ایسی چیز کی گواہی نہدے جسکو تحقیق
نہ کیا ہو ف یعنی نہ اپنے کانون سے سنا ہو مشہود علیہ سے سماعی چیزون مین اور نہ آنکھون سے دیکھا ہو
دیکھنے کی چیزون مین ص محض سماع سے مگر نسب اور موت اور نکاح اور دخول ف یعنی وطی زوج کے ساتھ
زوجہ کے ص اور ولایت قاضی ف یعنی جب سنا کہ فلان شخص قاضی ہوا فلانے شہر کا تو اوسکو اوسکے قضا کی
شہادت درست ہی اگرچہ اوسنے بادشاہ کو قاضی بناتے نہ دیکھا ہو ص اور اصل وقف نہ شرائط وقف مین
ف اصل وقف سے مراد یہ ہی کہ فلانا مکان وقف ہی فلانی جماعت پر نہ شروط اس سے زیادہ جو اور باتین متعلق
ہین اوس سے لیکن در مختار مین ہی کہ بقول مختار شرائط وقف مین بھی شہادت سمعی جائز ہی اسی طرح مہر مین بھی
ص مگر شرط اسکی یہ ہی کہ شاہد کو ان باتون کی دو عادل شخصون نے یا ایک عادل مرد اور دو عورتون نے خبر دی ہو
ف مگر ہدایہ مین ہی کہ موت مین شاہد کو اتنا ہی کافی ہی کہ ایک عادل مرد یا ایک عادل عورت سے خبر سنی ہو ص
اور ضرور ہی کہ شاہد ان صورتون مین قاضی کے سامنے یہ نہ کہدیوے کہ مین شہادت دیتا ہون بسبب سماع کے
یا بسبب دیکھنے قبضے کے تو اگر یہ کہدیگا تو باطل ہوجاویگی شہادت اوسکی ف در مختار مین ہی کہ بطلان شہادت

اوسی صورت مین ہی کہ شاہد یون کہین کہ ہمنے گواہی دی اسواسطے کہ سنا ہمنے لوگون سے اور اگر یون کہین کہ ہمنے اسکو معاینہ نہین کیا ولیکن وہ ہمارے نزدیک مشہور ہی تو جائز ہی سب امور مین تو گواہون کو چاہیے کہ شہادت مطلق دیوین ان مقدمات مین تو اگر استفسار کی نوبت نہ پہونچے تو بہتر ہی اور اگر قاضی یا خصم استفسار کرے کہ تم یہ گواہی کسطرح دیتے ہو یا تمکو کہان سے معلوم ہوا تو اوسکا جواب اسطور سے دیوین کہ ہمارے نزدیک یہ بات مشہور ہی اور سماع کا لفظ زبان پر نہ لاوین تا مشہود لہ کا حق ضائع نہووے ص ایک شخص نے زید کو دیکھا بیٹھے مجلس قضا مین کہ اوسکے پاس متخاصمین آمد و رفت کیا کرتے ہین تو اوسکو گواہی دینا درست ہی زید کے قاضی ہونیکی یا ایک شخص نے دیکھا ایک مرد اور ایک عورت کو کہ ایک گھر مین رہتے ہین اور آپسمین اسطرح اختلاط کھلم کھلا رکھتے ہین جیسے جورو خاوند تو اوس شخص کو اس بات کی گواہی دینا درست ہی کہ یہ عورت زوجہ اوس مرد کی ہی یا ایک شخص نے کوئی چیز سوا غلام لونڈی کے زید کے قبضے مین اس طرح پر دیکھی جیسے مالکون کے تصرف مین ہوتی ہی تو اوسکو شہادت دینا اسبات کی درست ہی کہ یہ چیز زید کی مملوک ہی ف اگرچہ اوسنے سبب ملک کا مشاہدہ کیا ہووے بشرطیکہ شاہد کے دل مین علم و یقین ہو جاوے اس بات کا کہ یہ چیز زید کی ہی تو اگر ایک چیز بیش بہا کسی مفلس کے پاس دیکھی تو شہادت بالملک درست نہوگی طحطاوی اور غلام لونڈی سے مراد وہ غلام لونڈی ہین جو عاقل ہون یعنی اپنے دل کی بات کو بیان کر سکتے ہون برابر ہی کہ بالغ ہون یا غیر بالغ تو اونمین صرف قبضے سے شہادت ملک جائز نہین البتہ اگر غلام لونڈی نہایت صغیر ہون کہ اپنے دل کی بات کو بیان نہ کر سکتے ہون تو اونمین قبضے سے شہادت بالملک دے سکتے ہین مانند سائر اشیا کے ص جس شخص نے یہ گواہی دی کہ مین زید کے دفن کیوقت حاضر تھا یا مینے اوسپر نماز جنازہ پڑھی تھی تو ایسی شہادت موت کے لیے مقبول ہوگی اسواسطے کہ مرتے وقت نہین دیکھتے ہین مگر ایک یا دو آدمی تو حاضر ہونا دفن مین یا نماز جنازہ پڑھنا مثل معاینہ موت کے ہی اور عادۃ اسمین التباس نہین ہوتا مسائل الحاقیہ جو شخص پردے مین بیٹھا ہوا ہو اور اوس پردے کی آڑ مین شاہد نے ایک کلام سنا تو اوسپر شاہد کو شہادت دینا درست نہین مگر دو صورتون مین پہلی صورت یہ کہ شاہد کو معلوم ہو جاوے یہ بات کہ اس کوٹھری مین سوا مقر کے اور کوئی نہین ہی صورت اوسکی یہ ہی کہ شاہد کوٹھری کے اندر گیا اور یہ پایا صرف مقر کو دیکھا بعد اوسکے باہر آ کر دروازے پر کوٹھری کے بیٹھ گیا اور اوس کوٹھری کی راہ یہی دروازہ ہے اور کسی طرف نہین ہی اب مقر نے کوٹھری کے اندر کسی بات کا اقرار کیا تو شاہد کو اوسکی شہادت دینا درست ہی مگر اگر قاضی کے روبرو یہ کیفیت بیان کر دیگا تو شہادت اوسکی مقبول نہوگی دوسری صورت یہ ہی کہ مقرہ عورت ہی شاہد نے اوسکا منہ دیکھا اور اوسکی آواز سنی بعد اوسکے دو مردون نے شاہد سے یہ کہا کہ یہ فلانی عورت بیٹی فلان ابن فلان کی ہی تو یہی اوسکی شہادت اوسکے بیان پر درست ہی اور اگر شاہد نے اقرار کرتے وقت اوس عورت کا منہ نہیں دیکھا تو اوسکو گواہی دینا اوسکے اقرار پر درست نہین اگرچہ دو گواہ اوس شاہد سے کہدین کہ مقرہ فلان ابن فلان کی بیٹی ہی اور شیخ کی قید سے یہ صورت نکل گئی کہ اگر ایک عورت نے اپنا منہ کھول دیا گواہون کے سامنے اور یہ کہا کہ مین فلانی فلان ابن فلان کی بیٹی ہون میں نے اپنا خاوند کو مہر معاف کر دیا اور اب گواہون کو پتہ دیدیا

بیان کیے کہ یہ فلانی فلان بن فلان کی بیٹی ہی اوسکے اقرار پر شہادت دینا درست ہی جبتک وہ عورت زندہ ہی کیونکہ حکم ہی شاہدون کو کہ اوسکی طرف اشارہ کردیوین اور جب مرگئی تو اب اون گواہون کو احتیاج ہی دو عادلونکی گواہی کی ہی بات پر کہ مقرہ فلانی فلان بن فلان کی بیٹی ہی شامی ہ مسأله مدعی نے اپنی وجہ ثبوت دعوی مین خط اقرار مدعی علیہ کا پیش کیا مدعی علیہ نے اوس سے انکار کیا اور قاضی نے اوس سے لکھوایا اور دونون خط ماہرین کی نگاہ مین یکسان ایک ہی شخص کے لکھے معلوم ہوے تو قاری الہدایہ کے فتوی کے موافق مدعی علیہ پر حکم مال مدعی بہ کا کردیا جاویگا اگرچہ قاضی خان نے اسکے خلاف کو صحیح کہا ہی اور بہت فقہا نے اسکو رد کیا ہی اور درمختار مین قاضی خان کی تصحیح پر اعتماد کیا ہی لیکن اس صورت مین اتفاق ہی کہ اگر وہ خط مصدر مرسوم عرف کے موافق ہو تو مدعی علیہ کے انکار کی تصدیق ہوگی اور مال اوسپر لازم کیا جاویگا اور اگر مدعی علیہ نے اعتراف کیا اس بات کا کہ یہ میرا لکھا ہوا ہی اور مال سے انکار کیا یا شہادت اس امر پر گذری اسطرح پر کہ شاہدون نے معاینہ کیا ہو اوسکو لکھتے ہوئے مدعی علیہ کو یا مدعی علیہ نے لکھکر شہود کو سنایا ہووے اور وہ تحریر مصدر و معنون ہو تو حکم اوس مال کا مدعی علیہ پر کردیا جاویگا اور اوسکے انکار کی طرف التفات نہوگا یہ خلاصہ ہی تحقیق فقہاے متاخرین مثل قاری الہدایہ اور حموی اور ابن عابدین شامی اور طحطاوی کا فافہم واستقم

صل باب بیان مین اون لوگونکے جنکی گواہی مقبول ہی اور جنکی مقبول نہین

ف اس باب مین اسی کا ذکر ہی یعنی اس بات کا کہ کن لوگون کی گواہی صحیح ہی اور کسکی صحیح نہین اسواسطے کہ فاسق کی شہادت قبول نہیجاویگی اور قاضی اگر حکم کرے اوسکی شہادت سے تو صحیح ہوجاویگا بخلاف غلام اور لڑکے اور زوجہ اور اولاد اور اصول کے کہ انکی شہادت صحیح نہین ہی لیکن خزانة المفتین مین ہی کہ جسوقت قاضی نے حکم کردیا ساتھ شہادت اندھے اور محدود فی القذف کے جب توبہ کرچکا ہو یا ساتھ شہادت احد الزوجین کے واسطے دوسرے کے یا ساتھ شہادت والد کے واسطے ولد کے یا بالعکس تو نافذ ہوجاویگا اور قاضی ثانی کو اوسکا ابطال نہین پہونچتا اگرچہ قاضی ثانی اوسکے بطلان کا قائل ہو شامی ص شہادت قبول کیجاویگی اہل ہوا کی سوا خطابیہ کے جاننا چاہیے کہ اہل ہوا وہ اہل قبلہ ہین کہ جنکا اعتقاد اہل سنت وجماعت کے اعتقاد کے موافق نہین اور اصول اونکے چھہ فرقے ہین جبریہ قدریہ روافض خوارج مشبہہ معطلہ اور ہر ایک مین بارہ بارہ فرقے ہین تو سب ملاکر بہتر فرقے ہوے ف جیسا روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرقے ہونگی میری امت تہتر فرقے سب جاوینگے جہنم مین مگر ایک فرقہ پوچھا صحابہ نے کہ وہ کون سا فرقہ ہی یا رسول اللہ فرمایا آپنے جس پر مین ہون اور میرے اصحاب ہین روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور احمد اور ابوداؤد کی روایت مین ہی کہ بہتر فرقے جہنم مین جاوینگے اور ایک فرقہ جنت مین اور وہ فرقہ سنت وجماعت کا ہی جبریہ کہتے ہین کہ بندہ مجبور محض ہی اوسکو کسی طرح کا اختیار نہین جیسے شجر حجر قدریہ کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال مین بالکل مختار اور اپنے کامون کا آپ خالق ہی اور نفی کرتے ہین قضا وقدر کی روافض اکثر صحابہ اور شیخین کی تکفیر کرتے ہین اور مبالغہ کرتے ہین مدح مین حضرت علی رض اور حسنین و دیگر اہل بیت کی

اونکی حد سے زیادہ خوارج تکفیر کرتے ہین حضرت عثمانؓ اور علیؓ کی اور دشمن ہین اہل بیت کے اور بھی تکفیر کرتے ہین
طلحؓ اور زبیرؓ اور معاویہؓ کی مشبہہ تشبیہ دیتے ہین اللہ تعالی کو ساتھ مخلوقات کے او خالق ہین صفات مخلوق کے
ثابت کرتے ہین قہستانی نے عوض مشبہہ کے مرجیہ کو ذکر کیا ہی مرجیہ وہ فرقہ ہی جو کہتا ہی کہ ایمان کے ساتھ کوئی
گناہ ضرر نہین کرتا ھ معطلہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی بیکار محض ہی یعنی صفات سے اوسکو خالی سمجھتے ہین معاذ اللہ ص
اور بعضے فقہا فرق کرتے ہین ان اہل ہوا مین جنکا اعتقاد کفر تک پہونچ گیا ہی اور جن کا اعتقاد کفر تک نہین پونہچا ف
تو شہادت نہین قبول کرتے فرقہ اولی کی اور قبول کرتے ہین فرقہ ثانیہ کی ص اور امام شافعیؒ کے نزدیک ان مین سے
کسی کی شہادت مقبول نہین بسبب اونکے فسق کے ہم یہ جواب دیتے ہین کہ وہ اس اعتقاد کو باطل جانکر نہین اختیار کرتے
بلکہ اوسی اعتقاد کو دین اور حق سمجھتے ہین دوسرے یہ کہ شہادت کے منافی کذب ہی اور کذب باتفاق ان سبھون کے حرام ہی مگر
اور خطابیہ ایک فرقہ ہی رافضیون مین سے اونکا اعتقاد یہ ہی کہ جو شخص اپنے دعوی پر قسم کھالیوے تو اوسکے واسطے
شہادت درست ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اپنے گروہ کے لیے شہادت کو واجب سمجھتے ہین ف اگرچہ جھوٹی ہو چلپی
حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ خطابیہ بفتح خا معجمہ اور طا سے مشدد وہ ایک فرقہ ہی رافضیون مین سے منسوب طرف
ابو الخطاب کے اور وہ ایک شخص تھا کوفے مین قتل کیا اوسکو عیسی بن موسی نے اور سولی دی اوسکو گناہ سے مین
اسواسطے کہ اوسکا گمان یہ تھا کہ علیؓ خدائے اکبر ہین اور جعفر صادق خدائے اصغر نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ ص اسی طرح
قبول کیجاویگی شہادت ذمی کی ذمی پر اور مستامن پر اگرچہ اون دونونکی ملت مخالف ہو ایک دوسرے کے اور مستامن کی
مستامن پر اگر ایک ہی ولایت کے ہون ف شہادت ذمی کی ذمی پر مقبول ہی ہمارے نزدیک اور نزدیک امام
اور شافعیؒ کے نہین مقبول ہی اسواسطے کہ وہ فاسق ہی اور فرمایا اللہ تعالی نے وَالْكَافِرُوْنَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ
اسی واسطے شہادت ذمی کی مسلمانپر مقبول نہین ہی بالاتفاق تو ہو گیا مثل مرتد کے کہ شہادت اوسکی نہ دوسرے
مرتد پر مقبول ہی نہ مسلمان پر دلیل ہماری یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جائز رکھی شہادت نصاری
کی بعض کی اون مین سے بعض پر اخراج کیا اوسکا صاحب ہدایہ نے مگر یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی ہان
روایت کی ابن ماجہ نے سنن مین آنحضرت علیہ السلام سے کہ جائز رکھی آپ نے شہادت ذمیون کی اوپر قومیونکے
اور فسق اوسکا من حیث الاعتقاد غیر مانع ہی قبول شہادت سے اسواسطے کہ کذب اوسکے نزدیک بھی حرام ہی
کیونکہ وہ ممنوع ہی سب ملتون مین انتہی مافی الہدایۃ ملخصا اور مستامن اگر جدا جدا ولایت کے رہنے والے ہون جیسے
ترک اور روم تو اونکی شہادت ایک دوسرے پر مقبول نہوگی اسی طرح مستامن کی شہادت مسلمان پر اور ذمی پر
بھی قبول نکیجاویگی اور کفر مین اختلاف دین کا اسواسطے اعتبار نہوا کہ کفر سب قسم کے ایک ہی ملت مین داخل ہین
ص اور قبول کیجاویگی شہادت اوس دشمن کی جو بسبب دین کے عداوت رکھتا ہو ف یعنی اگر دو مسلمانو مین
عداوت دینی ہو تو شہادت ایک کی دوسرے پر مقبول ہوگی اسواسطے کہ عداوت دینی مین احتمال کذب کا نہین ہی
برخلاف عداوت دنیاوی کے جسکا بیان آگے آویگا ص اور اوس مسلمان کی جو پرہیز رکھتا ہو کبیرہ گناہ سے

اوسنے اصرار کرتا ہو صغیرہ گناہونپر اور غالب ہو صواب اوسکا اوسکی خطا پر **ف** یہی معنی عدالت کے ہین جیسا کہ اوپر گزرا **ص** جاننا چاہیے کہ علمانے کبائر کی تفسیر مین اختلاف کیا ہی بعض کہتے ہین کبائر سات ہین ایک شرک کرنا ساتھ الله کے **ف** یعنی جو باتین مختص ہین الله تعالی کے ساتھ وہ غیر کے لیے ثابت کرنا مثلاً سوا خدا کے کسیکو قابل عبادت اور پرستش سمجھنا یا خدا کا سا علم محیط اور قدرت عام غیر کے لیے ثابت کرنا **ص** دوسرے بھاگنا کفار کے مقابلے سے جہاد مین تیسرے نافرمانی کرنا والدین کی ناحق چوتھے خون ناحق کرنا پانچوین طوفان جوڑنا مسلمان پر چھٹے زنا ساتوین شراب پینا اور بعضون نے یتیم کا مال ناحق کھانا اور سود کھانا بھی بڑھایا ہی اور بیشک وارد ہوا حدیث مین بچو تم سات گناہون سے جو ہلاک کرنے والے ہین شرک کرنا ساتھ الله کے سحر کرنا قتل کرنا اوس نفس کا جسکو حرام کیا الله نے مگر حق سے کھانا بیاج کا کھانا یتیم کے مال کا ناحق پیٹھ موڑنا اون مقابلے کے کفار سے تہمت زنا کرنا مسلمان عورتون پاک دامنون کو **ف** روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابو ہریرہ رضی سے **ص** اور فرمایا علیہ السلام نے کبائر شرک کرنا ہی ساتھ الله کے اور نافرمانی کرنا والدین کی اور خون ناحق کرنا اور قسم جھوٹی عمدا کھانا **ف** روایت کیا اوسکو بخاری نے عبد الله بن عمرو بن العاص سے اور انس رض کی روایت مین جھوٹی گواہی ہی بدلے مین جھوٹی قسم کے متفق علیہ **ص** تو صحیح یہ ہی کہ یہ حدیثین نہین ہین واسطے بیان حصر کے تو کبیرہ ہر وہ گناہ ہی جسکو فاحشہ کہین جیسے لواطت یا اپنی منکوحہ سے نکاح کرنا یا کوئی نص قاطع وارد ہوا اوسکے مرتکب کے لیے عذاب کی دنیا یا آخرت مین اور کہا امام حلوانی نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہی جو شنیع ہو مسلمانون مین اور اوسمین ہتک حرمت الہی ہو یا ہتک حرمت دین ہو تو عدالت مین جیسے پرہیز کرنا کبائر سے ضرور ہی اوسی طرح یہ بھی چاہیے کہ صغیرہ پر اصرار نکرتا ہو اسواسطے کہ اصرار کرنا یعنی بار بار کرنا صغیرہ کو کبیرہ ہی اور یہ جو کہا کہ غالب ہو صواب اوسکا خطا پر یعنی نیکیاں اوسکی برائیون پر زیادہ ہوں یہ اسواسطے کہ صرف صغیرہ سے آلودہ ہونا عدالت کو ساقط نہین کرتا مین کہتا ہون کہ اسکے سوا اور ایک قید ضرور ہی وہ یہ کہ بچے اون افعال سے جو دلالت کرتے ہین خست اور دنائت یعنی بیمروتی اور سفلے پنے پر جیسے راستے مین کھانا کھانا یا راہ مین پیشاب کرنا اور مقبول ہی شہادت اقلف کی یعنی جسکا ختنہ نہوا ہو مگر اوس صورت مین جب وہ سنت دین کو ہلکا سمجھکر ختنہ نکیا ہو **ف** یعنی جب بلا عذر ختنہ ترک کیا ہووے تو اوسکی شہادت مقبول نہوگی در مختار **ص** اور خصی کی **ف** یعنی جسکے خصیے نکالے گئے ہون اسواسطے کہ اوسمین اوسکا کچھ قصور نہین ہی بلکہ جبرا اوسکا ایک عضو کاٹا گیا تو ایسا ہو گیا جیسے کسیکا جبرا ہاتھ کاٹا جاوے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کہ حضرت عمر رضی نے قبول کی شہادت علقمہ خصی کی ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے **ص** اور ولد الزنا کی **ف** اسواسطے کہ یہ اوسکے مان باپ کا فسق ہی اوسکا اسمین اختیار نہین **ص** اور امام مالک کے نزدیک ولد الزنا کی گواہی زنا مین مقبول نہین اسلیے کہ وہ چاہیگا کہ دوسرا بھی مثل اوسکے ہووے اور عمال سلطان کی **ف** عمال جمع عامل وہ لوگ ہین جو بادشاہون کیطرف سے واسطے تحصیل حقوق واجبہ کے معین ہین جیسے جزیہ اور خراج اور عشر اور زکوۃ وصول کرنیکے لیے **ص** بشرطیکہ ظالم نہون اسواسطے کہ نفس عمل فسق نہین اور بعضون کے نزدیک جب عامل سلطانی وجیہ صاحب مروت ہو کیونکہ جو وہ شخص

اپنے کلام میں تو شہادت اوسکی مقبول ہے اگرچہ فاسق ہے اسواسطے کہ مروی ہے ابی یوسف سے کہ فاسق جب وجیہہ ہو
جرأت نہیں کرتا ہو کذب پر تو شہادت اوسکی مقبول ہے ف اور اوپر اسکی تحقیق گذر چکی ص اور ایک بھائی کی
دوسرے بھائی کے لیے اور اپنے چچا کے بیٹے اور اپنے محرم رضاعی ف جیسے رضاعی ماں بہن باپ بھائی ص
اور سسرالی کے لیے ف مثلاً شہادت داماد کی واسطے خسر اور خوشدامن کے اور بالعکس سب درست ہے ص
اور نہیں مقبول ہے گواہی اندھے کی اور ایک روایت میں امام صاحب سے ہے کہ گواہی اندھے کی ان چیزوں میں جن میں
شہادت سمعی جائز ہے مقبول ہے اور یہی قول زفر کا ہے ف لیکن اس روایت پر فتوی نہیں بلکہ صحیح یہی ہے کہ اندھے
کی گواہی مطلقاً درست نہیں ہے مختار ص اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک قبول کیجاویگی شہادت
اندھے کی اوس صورت میں جب انکھیارا ہو وقت اوٹھانے شہادت کے ف یعنی جس وقت یہ واقعہ ہوا تھا تو شہادت
دو کنارے ہیں ایک تحمل یعنی جس وقت آدمی گواہ ہوتا ہے اوسکو وقت تحمل شہادت کہتے ہیں اور ایک کنارہ ادا
یعنی جب شہادت بیان کر دیتا ہے قاضی کے سامنے اوسکو وقت ادائے شہادت کہتے ہیں ص اور اگر ایک شخص وقت تحمل
شہادت کے آنکھ والا تھا اور اسیطرح وقت ادائے شہادت لیکن قبل اس بات کے کہ قاضی قضا کرے اندھا ہوگیا تو قاضی کو
پھر اوسکی شہادت کے ساتھ قضا درست نہیں طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک درست ہے اور یہی قول ظاہر ہے
ف شامی نے کہا کہ اور میں کہتا ہوں کہ اس قول کی عدم ظہور ثابت ہوتی ہے تو فتوی قول طرفین پر ہوگا ص
اور نہیں مقبول ہے شہادت غلام کی اور اوس شخص کی جسکو حد قذف پہنچی ہو اگرچہ توبہ کر لیوے ف اور شافعی کے
نزدیک بعد توبہ کے مقبول ہے دلیل ہماری قول ہے اللہ تعالی کا ولا تقبلوا لہم شہادۃ ابدا یعنی نہ قبول کرو ان لوگوں کی
جنھوں نے تہمت زنا کی لگائی اور حد کھائی گواہی کبھی ص مگر اوس شخص کی جسکو حد قذف حالت کفر میں پہنچی ہو
پھر وہ مسلمان ہو جاوے تو اب اوسکی گواہی مقبول ہے اور نہیں ہے مقبول شہادت اوس شخص کی جو دشمن ہو بسبب
دنیا کے ف نہ اپنے دشمن پر اور نہ غیر پر اسواسطے کہ عداوت دنیاوی سے کینہ فسق ہے اور فاسق کی گواہی کسی پر
مقبول نہیں یہی مضمون سمجھا جاتا ہے محیط اور واقعات اور ہدایہ اور بہت سی کتابوں سے لیکن محققین فقہا نے تصریح کر دی
کہ مراد عداوت دنیاوی سے یہ نہیں کہ جو کوئی کسی سے جھگڑا کرے اور اوسکا دشمن ہوگیا بلکہ عداوت دنیوی ایسی چاہیے
جیسے ولی مقتول کی گواہی قاتل پر اور مجروح کی جارح پر اور مقذوف کی گواہی قاذف پر اور قافلہ والوں کی جنکا چھینا
لٹا رہزن غارت گر [illegible] اور زاہدی نے لکھا ہے کہ روایت مقبولیت ہے کہ قبول کیجاویگی شہادت عدو دنیا
کی اگر وہ عدل ہو یہی صحیح ہے اور اسی پر اعتماد ہے چلپی لیکن یہ عبارت زاہدی کی عجیب ہے کیونکہ ابھی ثابت ہو چکا کہ عداوت
رکھنا بسبب دنیا کے فسق ہے اور جب وہ موجب فسق ہوئی تو مرتکب اوسکا عدل کیسے رہیگا اس لحاظ سے صحیح
وہی ہے جو منقول ہوا اوپر سے ص اور نہیں مقبول ہے شہادت مرد کی اپنی اصل اور فرع اور زوجہ کے لیے البتہ اونکے اوپر
درست ہے اور شہادت عدو کی اپنے عدو پر درست نہیں اور عدو کے لیے درست ہے ف اصل جیسے باپ دادا ماں
نانی نانا فرع جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی اور جیسے زوج کی شہادت زوجہ کے لیے ناجائز ہے ایسے ہی

شہادت زوجہکی زوج کے لیے اور اصل اس باب مین وہ حدیث ہی جسکو بیان کیا صاحب نہایہ نے کہ نہ قبول کیجاویگی شہادت والد کی واسطے ولد کے اور نہ ولدکی واسطے والد کے اور نہ عورت کی واسطے خاوند اپنے کے اور نہ خاوند کی واسطے عورت اپنی کے اور نہ غلام کی واسطے مولی اپنے کے اور نہ مولی کی واسطے غلام اپنے کے اور نہ شریک کی واسطے شریک اپنے کے اور نہ نوکر کی واسطے آقا اپنے کے زیلعی نے تخریج مین کہا کہ یہ حدیث غریب ہی لیکن ذکر کیا ابن الہمام نے فتح القدیر مین کہ روایت کیا اوسکو خصاف نے یعنی ابوبکر رازی نے اپنی سند طویل سے حضرت عایشہؓ سے آور روایت کیا عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے قول شریح قاضی کا مثل اسکے اشباہ و النظائر مین ہی کہ وہ جگہ شہادت زوج کی زوجہکی مقبول ہے درست نہین ایک یہ کہ زوج عیب زنا کا لگایا زوجہ سے پھر تین شاہدون کے ساتھہ گواہی دی دوسرے یہ کہ زوج نے مع ایک شخص کے گواہی دی زوجہ کے اقرار پر کہ مین فلانے شخص کی لونڈی ہون اور وہ شخص اسکا مدعی ہی ص اور نہین مقبول ہی گواہی مولی کی واسطے غلام اپنے کے اور مکاتب اپنے کے اور شریک کی واسطے شریک اپنے کے مال شرکت مین ف یعنی جس چیز مین شریک ہین دلیل ان مسالون کی وہی حدیث حضرت عایشہؓ اور اثر شریح کا ہی جسمین یہ مضمون ہی کہ نہین جائز ہی شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک کے اوس چیز مین جسمین شرکت ہی تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر مال شرکت مین شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک کے درست ہی ص اور اجیر کی واسطے آقا اپنے کے ف اسکی دلیل بھی اوپر گذر چکی مراد اجیر سے یہان وہ چیلہ خاص ہی جو اپنے اوستاد کا ضرر اپنا ضرر سمجھتا ہی اور اوسکا نفع اپنا نفع سمجھتا ہی نہ نوکر ماہانہ یا سالیانہ کا کذا فی الاصل اس باب مین دوسری بھی حدیث آئی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد کی شہادت خیانت والے مرد اور خیانت والی عورت کی اور عداوت والے کی اپنے بھائی پر اور شہادت قانع کی واسطے اہل بیت کے اور غیر اہل بیت کیواسطے جائز رکھی روایت کیا اوسکو ابوداود نے عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اور قانع سے اسی قسم کا چیلہ اور شاگرد خاص مراد ہی آور بعضون کے نزدیک اجیر سے مراد اجیر خاص ہی یعنی نوکر جسکی تنخواہ ماہانہ یا سالانہ مقرر ہو اس سے احتراز ہو گیا اجیر مشترک سے جیسے دھوبی خیاط لوہار بڑھئی نائی کہ انکی گواہی مستاجر کے لیے درست ہی آور شہادت اوستاد کی اور مستاجر کی واسطے اجیر خاص اور شاگرد کے بھی درست ہی در مختار ص اور نہین مقبول ہی شہادت اوس مخنث کی جو نالائق افعال کرتا ہی ف یعنی عورتون کا سا سنگار اور بناو کرتا ہی اور لواطت کراتا ہی جیسے زنانے اس ملک کے سنن ابوداود مین ہی ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کرے اللہ مردون مین سے مخنث پر اور عورتون مین سے اون عورتون پر جو مردون کے ساتھہ مشابہت کرتی ہین ص لیکن وہ مخنث کہ جو خلقی قادر نہین جماع پر اور نرمی اور لچلچاپن ہو اوسکے اعضا مین تو اوسکی گواہی مقبول ہی ف اسواسطے کہ یہ امر غیر اختیاری ہی در مختار مین ہی کہ مخنث بمعنی اول بفتح نون ہی اور بمعنی ثانی بکسر نون ص اور نہین مقبول ہی شہادت گانے بجانے والی عورت کی اور نہ ماتم اور نوحہ کرنیوالی کی ف اسواسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا حرام ہی تو اگر اوسکا گانا دفع وحشت کے لیے ہو تب بھی حرام ہی در مختار منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو احمق آوازون سے یعنی گانے والی اور نوحہ کرنے والی کی آواز سے روایت کیا اوسکو ترمذی نے نوحہ کرنے والی سے مراد وہ عورت ہی جو اجرت لیکر جہان موت ہوتی ہی جا کر نوحہ کرتی ہی اور جو اپنے کسی عزیز کے مرجانے پر نوحہ کرے

تو گواہی مقبول ہی درمختار ص اور جسنے خمر ف مصنف نے خمر مین بھی قید مداومت کی لگائی لیکن درمختار
مین خلاف اسکے مرقوم ہی کہ خمر کے ایک قطرہ کے پینے سے بھی بطریق لہو کے مردود الشہادۃ ہوجاویگا اوسمین مداومت
شرط نہین کیونکہ حرمت خمر کی قطعی ہی درمختار بیان خمر کا کتاب الاشربہ مین انشاء اللہ تعالی آویگا ص یا اور اشیاے
مسکرہ پر بطریق لہو کے مداومت کی ف اسواسطے کہ جو اشربہ مسکر نہیت ہین اونکی مداومت عدالت کو ساقط نہین کرتی
بلکہ ادمان سکر موجب ہی سقوط عدالت کا اور ذکر کیا ہی فقہانے کہ ادمان سے مراد وہ ادمان ہی کہ جو نیت سے ہوتا ہی یعنی ایکہ نیت
پینے کی ہمیشہ نیت یہ رکھے کہ جب اوسکو پاویگا پی لیویگا کہا امام سرخسی نے کہ شرط ہی اسکے ساتھ یہ بات کہ ظاہر ہوجاوے پینا اوسکا لوگون پر
یا حالت نشہ مین نکلا اور لڑکے اوس سے مسخرہ پن کرین یہان تک کہ اگر خمر پیا اوسنے پوشیدہ تو عدالت اوسکی ساقط نہوگی
اور مذکور ہی حواشی مین کہ قید لہو واسطے غیر خمر کے ہی اور خمر مین کچھ اس قید کی حاجت نہین مین کہتا ہون خمر مین بھی قید لہو کی
ضرور ہی اسواسطے کہ پینا اوسکا واسطے دوا کے جب طبیب حاذق یقین یہ کہدین کہ اس مرض کا علاج سوا خمر کے اور نہین ہی مختلف فیہ
بعضون کے نزدیک حرام ہی اور بعضون کے نزدیک نہین تو وہ مسقط عدالت نہوگا کذا فی الاصل فائدہ اگرچہ صاحب
درمختار نے خمر مین باتباع صاحب بحر الرائق ادمان کو شرط نہین رکھا لیکن صحیح یہی ہی کہ خمر مین بھی ادمان شرط ہی تا فعل اوسکا ظاہر
ایسا ہی ظاہر ہی کافی اور قاضی خان اور ذخیرہ اور زیلعی اور عینی اور نہایہ سے ص اور جو شخص کھیلتا ہی چڑیون سے
ف جیسے کبوتر بازی مرغ بازی وغیرہ اور اگر کبوترون کو یونہی پالے واسطے دفع وحشت کے تو درست ہی کہ جب
کہ غیرون کے کبوتر کھینچ لیتا یا پکڑ رکھتا ہو تو مباح نہین بسبب حرام خوری کے درمختار ص یا طنبورہ سے ف و آلہ
ہین باجون اور آلات لہو جیسے ڈھول سارنگی بربط وغیرہ ص یا گاتا ہی لوگون کو جمع کرکے اونکے لیے اور جو اپنے لیے گاوے
واسطے دفع وحشت کے تو وہ ساقط نہین کرتا عدالت کو ف خصوصا اوس صورت مین جب وہ کلام وعظ اور نصیحت
ہووے تو وہ اتفاقا جائز ہی درمختار ص یا ارتکاب کرتا ہی کسی گناہ کبیرہ کا جو موجب حد ہی ف جیسے زنا سرقہ قطع طریق
ص یا داخل ہوتا ہی حمام مین بغیر تہ بند کے ف اسواسطے کہ کشف عورت حرام ہی ہدایہ ص یا سود کھاتا ہی
ف لیکن شرط کی ہی مبسوط مین کہ مشہور ہو سود خواری مین اسواسطے کہ آدمی بہت کم خالص پاتا ہی بیوع فاسدہ سے
حالانکہ وہ سب سود مین داخل ہین کذا فی الاصل ص یا چوسر اور شطرنج شرط بد کر کھیلتا ہو ف درمختار مین ہی
کہ چوسر بلا شرط بھی کھیلنا ساقط کرتا ہی عدالت کو لیکن شطرنج مین چونکہ اختلاف ہی اسلیے چھ چیزون مین سے ایک چیز بھی
اگر اوسکے ساتھ پائی جاویگی تو مسقط عدالت ہوگی فوت صلوۃ کثرت حلف لعب درراہ سب وشتم مداومت شرط
ص یا اونکے نماز فوت ہوجاوے ف ہدایہ مین ہی کہ یا شرط بد کر کھیلے چوسر اور شطرنج کو پھر کہا صاحب ہدایہ نے لیکن
بغیر شرط خالی کھیلنا شطرنج کا عدالت کو ساقط نہین کرتا اسواسطے کہ اجتہاد کو اوسمین گنجایش ہی اور اس سے
سمجھا گیا کہ چوسر مین بدنا شرط کا یا نماز کا قضا ہوجانا سقوط عدالت مین ضرور نہین اور قید شرط کی اور نماز کے فوت کی
چوسر مین جو مصنف سے واقع ہوئی اتفاقی ہی اور ذخیرہ مین ہی کہ کھیلنا چوسر کا رد کرتا ہی شہادت کو اوسپر حال
خواہ شرط ہووے یا نماز فوت ہووے یا نہ ہو کذا فی الاصل ص یا پیشاب کرتا ہی رستے مین یا کھاتا ہی راہ مین ف داخل ہین اسمین وہ افعال

سب جو خلاف مروت اور حیا اور تہذیب ہین جیسے راہ مین فقط پاجامہ پہنے ہوئے چلنا یا لوگون کے روبرو پانون
پھیلانا اور وہان سر کھولنا جہان پردے ادبی مین داخل ہی اور ایک لقمے کی چوری کرنا اور حد سے زیادہ دل لگی
اور مذاق کرنا کہ موجب حماقت ہو اور کمینون رذیلون کی صحبت مین بیٹھنا اور بازار مین دل لگی اور شور و غل کرنا
فتح وطحطاوی **ص** یا علانیہ برا کہتا ہی اگلے دینداروں کو یعنی صحابہ کرام یا علماے مجتہدین رحمہم اللہ کو **ف** در مختار
مین ہی کہ سلف سے مراد تابعین ہین جیسے امام ابوحنیفہ رح اور تبع سلف کی اتفاقی ہی اسواسطے کہ صرف مسلمان کو برا کہنا
موجب فسق ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ برا کہنا مسلمان کو گناہ ہی اور قتل کرنا اوسکا کفر ہی
روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رض سے **مسائل لحاقیہ** شہادت ایسے دوستکی
دوسرے دوست کے لیے جنمین انتہا درجہ کی دوستی ہو اسطرح کی کہ ہر ایک دوسرے کے مال مین بلا تامل تصرف کرے جائز
نہین گواہ مدعی کے اگر مدعی علیہ سے نہایت جھگڑتے پھرین اور خصومت کرین تو اونکی شہادت مقبول نہوگی اسلیے
کہ وہ مدعی علیہ کے مخاصم ہو گئے اسی طرح مقبول نہین شہادت جماعت وکیلون کی اور قبالہ نویسون کی اور کاتبین
دستاویزات کی اور دلالون کی اور کسان کی واسطے زمیندار کے اور رعایا اور توابع کی واسطے امیر کے اور گویوں کی
اور لڑکون کی آپس کے کھیل کود مین اور بہت یاوہ گو اور بیہودہ بکنے والے کی یا بہت کثرت سے قسم کہانیوالے کی
اور تارک زکوۃ اور تارک حج یا تارک جمعہ یا جماعت یا جھوک سے زیادہ کھانا کھانے والے کی اور تماشائیون کی
اور ناچنے والون کی اور کفن بیچنے والے کی در مختار مقتضی اوس تحقیق کے جو ہمنے شہادت فاسق مین کری روایت ہو پہ
جو لوگ ان مین سے ایسے ہین کہ اون کی شہادت بسبب فسق کے رد کی جاتی ہو در صورت وجود شرائط مذکورہ
سابق کے شہادت قبول کیجاویگی ایسے مواقع اور محال مین قاضی کو اختیار ہی کہ بلحاظ عرف اور موقع اور وضع
و روش شاہد کے عمل کرے **ص** دو بیٹون نے گواہی دی اس بات کی کہ ہمارے باپ نے زید کو وصی بنایا تھا
تو اگر زید مدعی ہی وصایت کا تو یہ شہادت مقبول ہوگی اور اگر منکر ہی تو مقبول نہوگی جیسے میت کے دو داینون
یعنی قرضخواہون نے یا میت کے دو مدیونون یعنی قرضدارون نے یا ادن دو شخصون نے جنکے لیے میت نے کچھ مال کی
وصیت کی ہی یا میت کے دو وصیون نے زید کی وصایت کی گواہی دی تو اگر زید اپنے وصی ہونیکا مدعی ہی تو شہادت
جائز ہی ورنہ جائز نہین اور اگر دو بیٹون نے گواہی دی اس بات کی کہ ہمارے باپ نے جو غایب ہی زید کو وکیل بنایا تھا اپنے
قرضہ وصول کرنے کا اور زید نے دعوی کیا وکالت کا یا انکار کیا کسی صورت مین یہ گواہی مقبول نہوگی **ف**
وجہ فرق کی اصل کتاب اور ہدایہ مین مسطور ہی **ص** اور مقبول نہوگی شہادت جرح مجرد پر اور جرح مجرد وہ ہی
جسمین اظہار ہووے فسق شاہد کا لیکن خالی ہو اثبات حق اللہ اور حق العبد سے **ف** یعنی ایسے فسق سے جرح ہو کہ
جو موجب نہو کسی حق کا مثلاً حق العبد تاوان مال وغیرہ اور حق اللہ جیسے حد کا **ص** جیسے طعن کرنا شہود پر بطور
کہ وہ فاسق ہین یا سود خوار ہین یا مدعی نے انکو اجرت دیکر شہادت کے لیے مقرر کیا ہو صورت اس مسئلے کی یون ہی
کہ بعد تعدیل شہود مدعی کے مدعی علیہ نے شہود قائم کیے اونکی جرح پر تو اگر وہ جرح مجرد ہوگی مقبول نہو گی

اور اسطرح سے صورت ہینے اسواسطے قرار دی کہ اگر تعدیل شہود مدعی نہوئی ہو اور قبل اوسکے کوئی شخص قاضی کو
خبر کر دیوے کہ شہود فاسق ہین یا سود خوار ہین یا مدعی اجرت دیکر اون کو لایا ہی تو قبول ہوگا اور حکم جائز نہوگا قبل
ثبوت عدالت کے خاص کر اوس صورت مین جب دو شخص قاضی کو خبر دیوین کہ شہود مدعی فاسق ہین **ف** یعنی
مسموع نہونا جرح مجرد کا اوس صورت مین ہی کہ عدالت شہود مدعی گواہون سے ثابت ہو چکی ہو اور جو عدالت
اون شہود کی ثابت نہوئی ہو تو جرح مجرد ایک شخص کا بھی اون شہود پر مقبول ہی علی الخصوص دو شخص کا در مختار
ہی کہ اسی پر اعتماد کیا مصنف نے اور ثابت کیا اوسکو ملا خسرو نے لیکن ابن الکمال نے مسموع نہونا جرح مجرد کا عام
رکھا ہی خواہ قبل ثبوت عدالت شہود مدعی ہو یا بعد ثبوت اوسکے اور بہت سے علما اوسطرف مائل ہوئے ہین
اور رفع کیا ہی اس تناقض کو طحطاوی نے اپنے حاشیے مین اور یہان ہمنے بوجہ خوف تطویل ترک کیا **ص** ہان مقبول ہونگے
گواہ جرح مدعی علیہ کے اگر وہ گواہ گواہی دین اس بات کی کہ مدعی نے اپنے شہود کے فاسق ہونے کا آپ اقرار کیا ہی
یا گواہ مدعی کے غلام ہین یا محدود فی القذف ہین یا ابھی شراب پیکر آئے ہین یا تہمت لگانے والے ہین زنا کی ایک
شخص کو یا مدعی کے شریک ہین یا اس اقرار پر مدعی کے کہ مین ان گواہون کو اجرت دیکر لایا ہون واسطے گواہی کے
یا مدعی ان گواہون کو اجرت دیکر لایا ہی میرے مال مین سے جو نزدیک ہی مدعی کے یا مینے مدعی کے گواہون سے
اتنے روپیہ پر صلح کی تھی کہ تم گواہی نہ دینا میرے اوپر اور وہ روپے مین اون گواہون کو دیچکا ہون اور باوجود اسکے انھون نے
شہادت دی **ف** یا یہ گواہ مدعی کا بیٹا ہی یا باپ ہی یا ان گواہون نے کسی کو عمداً مار ڈالا ہی **ص** تو ان سب صورتون مین
شہادت شہود مدعی علیہ کی بابت جرح کے مقبول ہوگی اسواسطے کہ امور مذکورہ موجب ہین یا حق شرع کے یا حکم
تو داخل ہوگی یہ جرح تحت حکم قاضی کے تو قبول کیجاویگی اور اگر ایک شاہد عادل تھا اور اوسنے مجلس شہادت مین
بعد ادا شہادت کے کہا کہ بعض جگہہ مین بھول گیا تھا اور وہ بیان کیا تو شہادت اوسکی قبول کیجاویگی جیسا کہ مدعی نے
دعوی کیا دس روپے کا اور گواہ عادل نے شہادت دی پانچ روپیہ کی پھر اوسی مجلس مین کہا کہ پانچ مین بھول گیا تھا بلکہ
دس روپیہ مدعی کے چاہیین یا مدعی خطا کا ہوا زیادت پر جیسا کہ مدعی نے دعوی کیا پانچ روپیہ کا اور گواہ نے گواہی دی
دس روپیہ پر پھر کہا اوسی مجلس مین کہ خطا کی مینے اور کہا مینے دس عوض مین پانچ کے تو مقبول ہوگی شہادت اوسکی
اور یہ قول قبول کیا جاویگا شخص عادل سے بشرطیکہ اوسی مجلس مین ہووے اگرچہ مقام شبہہ کا ہووے اسواسطے کہ مدعی نے
جسوقت دعوی کیا پانچ روپیہ کا تو نہین قبول کیجاتی ہی شہادت دس پر کیونکہ مدعی خود جھٹلاتا ہی گواہ کو اور بعد مجلس
بدل جانے کے اگر مقام مقام شبہہ کا ہووے جیسے صورت زیادتی شہادت مین تو نہین قبول کیجاویگی شہادت شاہد کی
اسواسطے کہ احتمال ہی مدعی کے بہکا دینے کا اور اگر مقام مقام شبہہ کا نہووے جیسا کہ شاہد نے لفظ شہادت کا ذکر نہین کیا
تو دوسری مجلس مین اوسکو بیان کر سکتا ہی **مسائل لحاقیہ** گواہی دی کہ زخمی زخم سے مرگیا اور مدعی علیہ نے
اس گواہی سے کہ وہ زخم سے اچھا ہو کر مرا مقتول کے ورثہ نے گواہ قائم کیے زید پر کہ اوسنے مقتول کو زخمی کیا
اور مار ڈالا اور زید نے مقتول کے اقرار پر کہ مجھکو زید نے نہین مارا تو گواہ زید کے مقبول ہونگے گواہ اقرار کے معتبر ہین

گواہوں سے رضامندی کے اگر دونوں کی تاریخیں متحد ہوں اور اگر تاریخیں مختلف ہوں یا تاریخ بیان نکرین تو گواہ رضامندی کے معتبر سمجھے جاوینگے گواہی فساد عقد کی اولی ہے گواہی سے صحت عقد کی اور قول مدعی صحت عقد کا اولی ہے قول سے مدعی فساد کے قول بیع مقدم ہے قول رہن پر عوض بیع وفا مقدم ہے قول بیع بات پر شہادت ناقصہ کو دوسرے شہود کامل کر سکتے ہیں جیسے دو شاہدوں نے شہادت دی اس بات کی کہ یہ مکان بیمدعی کا ہے اور دو اور شاہدوں نے یہ اظہار کیا کہ وہ قبضے میں مدعی علیہ کے ہے یا دو شاہدوں نے ملک کی گواہی دی شی محدود میں بعنوان حدود کو بیان کیے یا دو نے شہادت دی اسم اور نسب پر اور دو نے اوسکی تعیین کر دی اگر ایک شاہد نے اظہار دیا اور اور شاہدوں نے کہا کہ ہمارا اظہار اوسکے موافق ہے تو نہیں قبول کیا جاویگا یہانتک کہ ہر شاہد اپنا جدا جدا اظہار دیوے شہادت بسبب باطل ہوجاتی ہے بعض میں باطل ہوجاتی ہے کل میں مثال اوسکی یہ ہے کہ بھائی بہن نے ایک زمین کا دعوی کیا تو بہن کے زوج اور دوسرے شخص نے گواہی دی تو بہن اور بھائی دونوں کے حق میں مقبول نہوگی اور یہ قول معتمد محمد کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے کہ شہادت بعض میں باقی رہے اور بعض میں باطل ہو اور آثار مجملہ یہ ہے کہ دو کافروں نے مسلم اور کافر پر کپڑے کی چوری کی گواہی دی تو در حق قطع مقبول نہیں اور کافر پر نصف کپڑے کا حکم ہوگا باقی صورتین اسکی مذکور ہین اشباہ میں ذکر انتخاب سے طحطاوی کے

باب گواہی میں اختلاف ہونیکے بیان میں

ص شرط ہے موافقت شہادت اور دعوی میں اسیطرح درمیان میں دونون شاہدوں کے لفظاً اور معنی نزدیک امام صاحب کے ف تطابق لفظی سے مراد یہ ہے کہ دونون شاہدوں کے لفظ افادہ معنی میں برابر ہوں خواہ وہی لفظ ہو بعینہ یا اوس لفظ کا مرادف ہو تو اگر ایک شاہد ہبہ کی گواہی دیوے اور دوسرا عطیہ کی گواہی تو مقبول ہے ص اور صاحبین کے نزدیک صرف تطابق معنوی کافی ہے تو اگر ایک شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی یا ایک نے سو کی اور دوسرے نے دو سو کی یا ایک نے ایک طلاق کی گواہی دی اور دوسرے نے دو طلاق کی یا تین طلاق کی تو امام صاحب کے نزدیک یہ شہادت بالکل مردود ہوگی ف اور اقل و اکثر کسی کا حکم نہوگا ص اور صاحبین کے نزدیک اقل پر قبول کیجاویگی ف یعنی صورت اولی میں ہزار کی اور صورت ثانی میں سو کی اور صورت ثالث میں ایک طلاق کے ثبوت کا حکم دیا جاویگا ص جب مدعی اکثر کا دعوی کرتا ہو اور جو مدعی اقل کا مدعی ہو تو شہادت بالاتفاق مردود ہوگی اسواسطے کہ مدعی خود تکذیب کرتا ہے دوسرے شاہد کی جو زیادہ بیان کرتا ہے دعوی سے اگر ایک گواہ نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے ہزار اور ایک سو کی تو شہادت ہزار پر مقبول ہوگی اگر مدعی ہزار اور ایک سو کا دعوی کرتا ہو اور جو مدعی ہزار کا دعوی کرتا ہو اس طرح پر کہ کہے کہ میرے مدعی علیہ پر نہیں ہیں مگر ہزار روپیہ یا سکوت کرے اون سو روپیہ زائد سے تو نہ قبول کیجاویگی شہادت اوس گواہ کی جو زائد بیان کرتا ہے البتہ اس صورت میں اگر مدعی یون توجیہ کر دیوے کہ اصل حق میرا ہزار اور ایک سو روپیہ تھا لیکن میں سو روپیہ وصول پا چکا ہوں یا میںنے ابرا کیا ہے سو روپیہ سے ف یعنی معاف کر دیئے ص تو شہادت اوسکی مقبول ہوجاویگی بسبب موافقت کے ف در مختار میں ہے کہ یہ حکم دین میں ہے اور دعوی عین میں جسقدر پر دونون شاہدوں کا اتفاق ہوگا دلایا جاویگا اور عقود یعنی بیع اور شرا میں مطلقاً اختلاف شہادت مانع ہے قبول سے خواہ دعوی اقل کا ہو یا اکثر کا ہو ص اسیطرح اگر ایک شاہد نے گواہی دی ایک طلاق پر اور دوسرے نے

ایک طلاق اور نصف طلاق پر یا ایک نے سو پر اور دوسرے نے سو اور دس پر تو شہادت ایک طلاق پر اور سو پر مقبول
ہوگی ف اسواسطے کہ ان مسائل مین دونون شاہد متفق ہین ہزار اور ایک طلاق اور سو پر لفظاً و معنیً ص
اگر دونون شاہدون نے ہزار روپیہ کی یا ہزار قرض کی گواہی دی اور اون دونون مین سے ایک نے کہا کہ پانسو روپیہ
مدعی علیہ مدعی کو ادا کرچکا ہے تو قبول کیجاویگی شہادت اون دونون کی ہزار روپیہ پر اور لازم کیے جاوینگے ہزار روپیہ
مدعی علیہ پر اور نہ التفات ہوگا اوس شاہد کے قول کیطرف پانسو روپیہ کا ادا کرنا بیان کرتا ہے اسواسطے کہ وہ منفرد ہے
اس شہادت مین مگر جب اوسکے ساتھہ دوسرا شخص بھی شہادت اسکی دیوے اور جس گواہ کو یہ معلوم ہووے
کہ مدعی اپنے دین مین سے کچھہ وصول پاچکا ہے تو نہ شہادت دیوے یہانتک کہ مدعی اوسکا اقرار کرے تاکہ مدعی علیہ کا
ضرر نہووے جبکہ دو شاہدون نے گواہی دی مدعا علیہ پر کہ اوسنے زید کو دسوین تاریخ ذیحجہ یعنی عید کے دن مکے مین قتل
کیا ہے اور دو گواہی دی اور دو شاہدون نے کہ اوسنے زید کو اوسی تاریخ کوفے مین قتل کیا ہے اور دونون شہادتین قاضی کے
پاس گذرین قبل حکم کے تو دونون مردود ہوجاوینگی اسلیے کہ ایک اونمین سے جھوٹی ہے بالیقین اور کوئی دوسرے سے اولیٰ
نہین کہ اوسکا اعتبار کیا جاوے اور اگر قاضی ایک شہادت سے حکم دے چکا بعد اوسکے دوسری شہادت خلاف اوسکے گذری
(اسی صورت مذکورہ مین) تو دوسری مقبول نہوگی کیونکہ شہادت اولی کو ترجیح ہوگئی ساتھہ قضاء قاضی کے تو نہ توڑی جاویگی شہادت ثانیہ سے
اگر دو گواہون نے زید پر شہادت دی کہ اوسنے ایک بیل چورایا لیکن اوسکے رنگ مین اختلاف کیا تو شہادت مقبول ہوگی
اور زید کا ہاتھہ کاٹا جاویگا اور اگر ایک گواہ نے ثور یعنی مسروقہ کو نر بتایا اور دوسرے نے مادہ تو شہادت مقبول نہوگی
یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین قطع ید کا حکم نہوگا اور بعضون نے کہا ہے
کہ اختلاف امام اور صاحبین کا اون دو رنگون مین ہے جو قریب قریب مشابہ ایک دوسرے کے ہین جیسے سیاہی اور سرخی
نہ بیچ سیاہی اور سپیدی کے اور کہا گیا ہے کہ اختلاف سب رنگون مین ہے ف اور یہی اصح ہے عنایہ ص امام صاحب کی دلیل
یہ ہے کہ سرقہ اکثر واقع ہوتا ہے شب مین اور گواہ اوسکو دور سے دیکھتے ہین تو اختلاف رنگ کا مانع نہوا ف اور کبھی ایسا بھی
ہوتا ہے کہ بیل کا یا جو جانور ہووے ایک طرف کا دھڑ سیاہ ہوتا ہے اور دوسری طرف کا سپید تو جائز ہے کہ ایک شاہد نے ایک
طرف کا دھڑ دیکھا ہو اور دوسرے نے دوسری طرف کا حاصل یہ ص اور ظاہر تر قول صاحبین کا ہے ف
جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اوس صورت مین ہے کہ مدعی دعوی سرقہ ایک بیل کا کرے اور اوسکا رنگ بیان نکرے
اور جو اوسنے رنگ بیان کردیا اور ایک گواہ نے خلاف اوسکے رنگ بیان کیا تو شہادت بالاجماع مقبول نہوگی
اسواسطے کہ مدعی تکذیب کرتا ہے ایک شاہد کی چلپی ص اگر ایک شاہد نے گواہی دی اسبات کی کہ یہ غلام خریدا ہے
ہزار کو یا مکاتب ہے ہزار روپیہ پر اور دوسرے نے ہزار اور سو بیان کیے تو شہادت دونون کی مردود ہوگی
اسلیے کہ عقد بیع مختلف ہوجاتی ہے باختلاف ثمن پس ہوگا ہر عقد پر ایک گواہ تو مقبول نہوگا ف برابر ہے کہ مدعی
اکثر کا ہووے یا اقل کا درمختار ص اگر ایک شاہد نے گواہی دی اسبات کی کہ مولی نے آزاد کیا اس غلام کو یا صلح
کی قصاص سے یا گرو رکھا اس چیز کو یا خلع کیا عوض مین ہزار روپیہ کے اور دوسرے نے ہزار اور سو روپیہ بیان کیے

اور مدعی غلام ہو ف عتق کے دعوی مین ص اور قاتل ہو ف صلح کے دعوی مین ص اور راہن ہو ف رہن کے دعوی مین ص اور عورت ہو ف خلع کے دعوی مین ص تو شہادت مطلقاً باطل ہوگی ف خواہ مدعی اکثر کا دعوی کرتا ہووے یا اقل کا ص اور اگر مدعی مولی ہو یا ولی مقتول ہو یا مرتہن ہو یا شوہر ہو تو حکم اوسکا مثل دعوی دین کے ہوگا ف یعنی اگر شاہدین مختلف ہونگے لفظاً تو نہ قبول کیجاویگی شہادت نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے اور اگر متفق ہونگے تو اگر مدعی دعوی کرتا ہو اقل کا تو نہ مقبول ہوگی شہادت اوس شاہد کی جو زیادہ بیان کرتا ہو اور اگر دعوی کرتا ہو اکثر کا تو شہادت اقل پر مقبول ہوجاویگی کذا فی الاصل اور شارح علام نے اسپر اعتراض کیا ہو اصل مین مذکور ہو ص اور اجارے مین اگر قبل گذرنے مدت کے اس قسم کا شاہدین مین خلاف ہوا ف یعنی ایک شاہد نے مثلاً اجرت مکان کی سو روپیہ بیان کیے اور دوسرے نے سو اور پچاس روپیہ ص تو حکم اوسکا مثل بیع کے ہوگا ف یعنی شہادت ہر طرح سے باطل ہوگی خواہ مدعی اکثر کا دعوی کرتا ہو یا اقل کا ص اور اگر بعد گذرنے کے یہ اختلاف ہوا تو حکم اوسکا مثل دعوی دین کے ہوگا ف جسطرح ابھی گذرا اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہو ص اور اگر نکاح مین اس قسم کا اختلاف ہوا یعنی ایک گواہ نے نکاح ہزار روپیہ پر بیان کیا اور دوسرے نے ہزار اور پانسو پر تو اقل پر نکاح صحیح ہوجاویگا استحساناً نزدیک امام صاحب کے ف مطلقاً خواہ مدعی زوج ہو یا زوجہ اقل کا دعوی ہو یا اکثر کا درمختار ص اور صاحبین کے نزدیک شہادت رد کیجاویگی اور قول ضعیف یہ ہو کہ یہ اختلاف اوس صورت مین ہو جب مدعی زوجہ ہو اور اگر زوج مدعی ہو تو بالاتفاق شہادت مقبول ہوگی لیکن صحیح یہی قول ہو کہ ہر صورت مین اختلاف ہو اور یہ لازم ہو میراث کی گواہی مین شاہد کو چیز میراث کی کرنا طرف مدعی کے یعنی یہ کہنا کہ مورث مر گیا اور متروکہ کو اوسنے مدعی کے واسطے میراث چھوڑا یا یون کہنا کہ مورث مدعی کا مرگیا اور تا دم موت یہ چیز اوسکے قبضے مین تھی یا ملک مین تھی اور جو کہا کہ یہ مال مدعی کے مورث کا ہو تو اسپر قضا نکیجاویگی اور امام ابی یوسف کے نزدیک جر میراث ضرور نہین ف اور قول طرفین پر دو وجہ میراث کے ساتھ ہوتی ہین اور ضرور ہین ایک یہ کہ سبب وراثت مدعی کا بیان کرنا کہ مدعی میت کا بھائی سگا ہو یا سوتیلا یا چچا ہو دوسری یہ کہ سوا اسکے اور کسی کو مین وارث میت کا نہین جانتا اور میت کا نام بیان کرنا شرط نہین درمختار ص تو اگر شاہد نے یہ کہدیا کہ یہ چیز مدعی کے باپ کی تھی اوسکو عاریت یا امانت یا اجارے میں دی تھی اوس شخص کو جو قابض ہو تو جائز ہوجاویگا بلا فکر جر میراث کے اگر دو شاہدون نے گواہی دی ہو اس شکل کہ یہ چیز مدعی کے قبضے مین تھی اتنی مدت سے اور وقت دعوی کے وہ چیز اوسکے قبضے مین نہین ہو تو اس شہادت سے ملک مدعی کی ثابت نہوگی اسواسطے کہ شہادت مجہول ہو کیونکہ گواہون نے یہ نہین بیان کیا کہ مدعی کے قبضے مین بطور ملک تھی اور قبضہ چند قسم کا ہوتا ہو بطریق ملک اور ودیعت اور ضمان تو متعذر ہوئی قضا اور نزدیک ابو یوسف رح کے شہادت مقبول ہوگی ہان اگر مدعی علیہ نے اقرار کیا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے مین تھی یا گواہون نے مدعی علیہ کے اس اقرار پر گواہی دی تو شہادت صحیح ہوجاویگی اور ملک مدعی کی ثابت ہوجاویگی سیلیے کہ جہالت مقر بہ مانع صحت اقرار نہین ف اسیطرح اگر گواہون نے یہ کہا کہ یہ چیز مدعی کے قبضے مین بطور ملک تھی تب بھی صحیح ہوجاویگی درمختار

باب شہادت علی الشہادۃ کے بیان مین

ص شہادت علی الشہادۃ سب مقدمات مین سوا حدود اور قصاص کے مقبول ہی لیکن شرط اوسکے قبول ہونے کی یہ ہی کہ اصل شہود کا حاضر ہونا متعذر ہو بسبب اونکے مرجانیکے یا بیماری کے یا مدت سفر پہ ہونیکے ف یعنی اصلی گواہ اتنے فاصلے پر ہووین قاضی سے کہ وہ تین دن تین رات کی راہ ہووے جسطرح کہ کتاب الصلوۃ مین گذرا ص اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک صرف اتنا دور رہنا کافی ہی کہ اگر صبح کو شاہد اپنے گھر سے واسطے شہادت کے نکلے تو پھر رات کو گھر مین آ کے نرہ سکے ف در مختار مین ہی کہ اسی مذہب پر فتوی ہی اور پسند کیا ہی اس قول کو بہت سے علما نے اور منجملہ اعذار یہ بھی ہی کہ اصل شاہد عورت پردہ نشین ہووے یا سوا حاکم کے کسی اور کی قید مین ہووے ص اور یہ بھی شرط ہی کہ ہر گواہ اصل کی گواہی پر دو آدمی گواہ ہووین لیکن یہ ضرور نہین کہ ہر گواہ اصل کے دو دو فرع الگ الگ ہووین ف مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ اصلی دو گواہون مین سے ہر ایک کی شہادت پر دو گواہ ہون تو اس کی ہمارے نزدیک دو صورتین ہو سکتی ہین مثلاً زید اور عمرو گواہ اصلی ہین اور خالد اور بکر گواہ فرعی تو پہلی صورت یہ ہی کہ خالد اور بکر دونون زید کی شہادت پر بھی گواہ ہون اور عمرو کی شہادت پر بھی گواہ ہون اور دوسری صورت یہ ہی کہ زید کی گواہی کے خالد اور بکر گواہ ہون اور عمرو کی گواہی کے قاسم اور سالم گواہ ہون ص اور امام شافعی رح کے نزدیک چار گواہ علحدہ ہون یعنی ہر گواہ کی شہادت پر جدا جدا دو دو گواہ ہون ف اور یہ صورت درست نہین ہی کہ اصلی شاہدون مین سے ایک ایک کی شہادت پر ایک ہی ایک گواہ ہووے ص گواہ فرعی بنانیکا یہ طریقہ ہی کہ اصلی گواہ فرعی گواہون کے سامنے یہ کہے کہ تم گواہ رہو میری گواہی پر کہ مین گواہی دیتا ہون اس بات کی اور فرعی گواہ وقت ادا شہادت کے یون کہے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلانے نے گواہ کیا مجکو اپنی شہادت پر اس بات کی ف یہ قول ابو جعفر کا ہی اور اسی پر فتوی دیا ہی امام سرخسی نے اور اصل مین دو عبارتین اور مذکور ہین مگر دونون طویل ہین ص اگر فرعی گواہ اصلی گواہون کی عدالت بیان کر دیوین تو صحیح ہو جاویگا جیسے ایک مقدمہ کے دو گواہون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی تعدیل کی تو صحیح ہی اور اگر فرعی گواہ اصلی گواہون کی عدالت بیان نہ کرین تو قاضی اونکی عدالت تحقیق کر لیوے ف یعنی قاضی اصلی گواہون کا حال دریافت کرے تو اگر اونکی عدالت ثابت ہووے تب فرعی گواہون کی شہادت قبول کرے ورنہ نہین یہ مذہب امام ابو یوسف کا ہی اور امام محمد کا اس مین خلاف ہی مذکور ہی اصل مین مع دلیل دونون کے اور ابو یوسف کا مذہب صحیح ہی ص باطل ہو جاتی ہی شہادت فرعی گواہون کی اگر اصلی گواہون نے شہادت سے انکار کیا ف چنانچہ اصول نے یون کہا کہ ہم گواہ نہین اس مقدمے کے یا اونکو گواہ نہین کیا یا ہمنے گواہ کیا لیکن غلط کہا ہمنے یا اصلی گواہ مجنون یا گونگے یا اندھے ہو گئے یا انھون نے منع کر دیا فرعی گواہون کو گواہی سے اور اگر اصلی گواہ وقت استفسار کے چپ ہو رہے یعنی نہ انکار کیا نہ اقرار تو شہادت فروع کی قبول ہو جاویگی در مختار ص زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہمکو بکر اور خالد نے گواہ کیا تھا اس بات پر کہ مسماۃ عمرہ بنت عمرو قبیلہ مضر کی نے اقرار کیا تھا ہزار روپیہ کا واسطے فلان کے اور بکر اور خالد نے کہا تھا

کہ ہم اوس عورت کو پہچانتے ہین بعد اسکے مدعی ایک عورت کو لایا اور اوسنے کہا کہ یہ وہی عورت ہی جسپر گواہی دی زید اور
عمرو نے او پھر زید اور عمرو نے یہ کہا کہ ہم نہین جانتے اس بات کو کہ یہ وہی عورت ہی یا اور کوئی تو مدعی کو حکم ہوگا کہ تو اس بات کے
دو گواہ لا کہ یہ عورت وہی فلانی عورت ہی جسکا نام و نسب زید اور عمرو نے بیان کیا ہی ف اور اصل کتاب مین اس مسئلے مین
تفصیل کی ہی ص اسیطرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے قاضی کے پاس جاوے اور خط لیجانے والے گواہ مدعی علیہ کو پہچانتے
نہون تو قاضی مکتوب الیہ مدعی سے کہے کہ لا دو گواہ اس امر پر کہ یہ شخص جسکو تو لایا ہی وہی مدعی علیہ ہی جسکو قاضی کاتب نے
لکھا ہی اگر ان دونون صورتون مین گواہون نے مدعی علیہ کی نسبت طرف مفخذ کے کردی تو یہ جائز ہوگا جبتک کہ اوسکی
نسبت خاص قریب دادا کیطرف بیان نکرین یہ امر عرب مین ہی اور لیکن عجم مین تو اون لوگون نے اپنے انساب ضائع کردیے
تو فقط ذکر بیٹے کا قائم مقام ہی اونکے دادا کے ذکر کرنیکے ف عجم کہتے ہین ماسوا عرب اور لوگون کو ص جس شخص نے
اقرار کیا کہ مینے شہادت دروغ دی تو اوسکی تشہیر کردیجاوے گی اور نہین تعزیر دیا جاویگا ساتھہ ضرب اور حبس کے اسواسطے
کہ شریح ف قاضی کوفہ کے تھے مقرر کیا تھا اونکو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ص جھوٹے گواہ کو تشہیر کرتے تھے اور تعزیر
نہین دیتے تھے ف روایت کیا اوسکو محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین ص تو اگر وہ گواہ بازاری ہوتا تھا تو اوسکو
اوسکے بازار مین روانہ کرتے تھے ورنہ اوسکی قوم کیطرف جسوقت وہ لوگ جمع ہوتے تھے اور کہلا بھیجتے تھے کہ شریح
تمکو سلام کہتا ہی اور کہتا ہی کہ اس گواہ کو ہمنے شاہد زور پایا تو پرہیز کرو اوس سے اور آگاہ کردو لوگون کو اوسکے حال
سے کہ پرہیز کرین اور صاحبین کے نزدیک اوسکو سزا دے ضرب اور حبس ہوگی ف اور تقدیر اوسکی رای قاضی
کیطرف مفوض ہی هذا ایه ص اور یہی قول شافعی کا ہی دلیل اون دونون کی یہ بات ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مارے شاہد زور کو
چالیس کوڑے اور سیاہ کیا منہ اوسکا ف روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن الہمام نے اسی
قول کو ترجیح دی ہی اور کہا ہی کہ یہی صحیح ہی ص بعضون نے کہا ہی کہ مصنف نے مسئلہ شہادت زور کو خاص کیا
ساتھہ اقرار شاہد کے اسواسطے کہ شہادت زور گواہون سے نہین ثابت ہو سکتی ہی بدون اقرار کے ف
کیونکہ گواہون سے اگر ثابت ہو تو لازم آوے قبول شہادت نفی پر اور وہ معتبر نہین ص مین کہتا ہون کبھی جھوٹا ہونا
گواہ کا معلوم ہو جاتا ہی بغیر اقرار کے جیسا کہ ایک شخص نے گواہی دی زید کے موت کی یا اس امر کی کہ فلانے نے قتل کیا
اوسکو پھر زید زندہ نکلا یا کسی شخص نے گواہی دی چاند دیکھنے کی پھر تیس دن پورے گذرے اور آسمان مین کوئی
آفت ابر وغیرہ کی نتھی اور چاند نظر نہ آیا اور مثل اسکے بہت سی صورتین ہین

فصل گواہی سے رجوع کرنیکے بیان مین

دونون گواہ اگر پھر جاوین اپنی گواہی سے قاضی کے روبرو تو البتہ اوسکا اعتبار ہوگا ف اگرچہ وہ قاضی وہ نہو
یعنی وہ قاضی نہو جسکے پاس پہلے گواہی دی تھی سو اگر رجوع کریگا غیر قاضی کے سامنے تو اوسکا اعتبار نہین ص پس
اگر مشہود علیہ نے دعوی کیا رجوع شاہدون کا غیر مجلس قضا مین تو یہ دعوی مسموع نہوگا بوجہ فاسد ہونے دعوے کے
البتہ اگر مشہود علیہ گواہ قائم کرے اس بات پر کہ شاہدون نے اقرار رجوع کا کیا قضا کے نزدیک غیر قاضی کے

تو مقبول ہوگا دیکھنا **ص** تو اگر قبل حکم کے پھرے **ف** یعنی ابھی تک قاضی نے اونکی شہادت
سے حکم نہین کیا تھا کہ وہ اپنی گواہی سے پھر گئے **ص** تو ساقط ہوجاویگی شہادت اور کچھ تاوان
نہوگا اونپر **ف** اسواسطے کہ وہ قبل حکم کے پھر گئے تو اونکی شہادت سے کوئی چیز تلف نہین ہوئی
نہ مدعی کی نہ مدعی علیہ کی ھدایہ **ص** اور اگر بعد حکم قاضی کے پھرے تو حکم فسخ نہ کیا جاویگا
بلکہ دونون شاہدون کو تاوان دینا پڑیگا اوس چیز کا جو اونکی گواہی سے تلف ہوئی اگر مدعی وہ شی
مدعی علیہ سے لے چکا ہی اور جو ابھی تک وہ شی مدعی نے مدعی علیہ سے نہین لی ہی تو تاوان واجب
نہوگا بلکہ موقوف رہیگا تاوان قبض مدعی پر برابر ہی کہ وہ شی مدعی دین ہو یا عین اور امام
شافعیؒ کے نزدیک تاوان نہوگا شاہدون پر **ف** اور دلیل ہماری اور اونکی اصل مین مذکور ہی
در مختار مین ہی کہ مذہب مفتی بہ یہ ہی کہ بعد حکم کے اگر شاہد رجوع کریگا تو مطلقاً تاوان اوس سے
لیا جاویگا خواہ مدعی نے وہ شی متدعی مدعی علیہ سے لی ہو یا نہ لی ہو اسواسطے کہ جب حکم فسخ نہین
ہوسکتا تو خواہ مخواہ مدعی اوس حکم کی تعمیل کریگا اور مدعی علیہ کو وہ شی ادا کرنی پڑیگی تو مدعی علیہ
اپنا نقصان شاہدون سے پھر لیگا **ص** اگر ایک گواہ پھر گیا اور ایک باقی رہا تو نصف مال کا ضامن ہوگا
اور قاعدہ اسکا یہ ہی کہ باقی گواہون کا شمار ہوتا ہی نہ پھرنے والون کا مثلاً تین گواہون نے گواہی دی
اب ایک پھر گیا تو وہ ضامن نہوگا اسواسطے کہ بقدر نصاب شہادت ابھی باقی ہی اب البتہ اگر ایک اور
پھر جاویگا تو دونون پر نصف مال کا تاوان لازم ہوگا اسواسطے کہ نصف نصاب باقی ہی اور اگر ایک مرد اور
دو عورتون نے گواہی دی بعد اوسکے ایک عورت پھر گئی تو چوتھائی مال کا ضمان اوسپر لازم ہوگا اور اگر
دونون عورتین پھر گئین تو نصف مال کا ضمان دینگی اور اگر ایک مرد اور دس عورتون نے گواہی دی
بعد اوسکے آٹھ عورتین پھر گئین تو اونپر ابھی ضمان کچھ نہ آویگا اسواسطے کہ بقدر نصاب باقی ہین البتہ اب اگر
ایک عورت اور پھر جاویگی تو اون نو عورتون پر چوتھائی مال کا ضمان آویگا اسواسطے کہ تین ربع نصاب کے
باقی ہین کیونکہ ایک عورت کا پاؤ نصاب اور مرد کا آدھا باقی ہی تو سب ملاکر تین ربع ہوے اور اگر صورت مذکورہ
مین سب پھر جاوین یعنی ایک مرد بھی اور دسون عورتین تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک چھٹا حصہ مال کا مرد پر
اور باقی دس عورتون پر آوریگا صاحبین کے نزدیک نصف مرد پر اور نصف دسون عورتون پر **ف**
صاحبین کے قول کی وجہ یہ ہی کہ ایک مرد نصف نصاب شہادت ہی اور عورتین اگرچہ کثیر ہین لیکن سب ملاکر
قائم مقام ایک مرد کے ہونگی اور امام صاحب یہ کہتے ہین کہ دس عورتین قائم مقام پانچ مردون کے ہین اور ایک مرد
ملاکر گویا چھہ مردون کی گواہی ہوئی اور اوسمین یہی حکم ہوگا کہ ہر مرد پر چھٹا حصہ مال کا لازم آویگا ایساہی
مین اسیطرح ہی اصل اور ھدایہ مین **ص** اور اگر صورت مذکورہ مین دسون عورتین پھر جاوین اور
مرد باقی رہجاوے تو نصف مال کی ضامن ہونگی اسواسطے کہ نصف نصاب باقی ہی بالاجماع یعنی باتفاق امام

اور صاحبین رحکے اور اگر دو مردون اور ایک عورت نے گواہی دی ایک مقدمہ مین بعد اوسکے دونون مرد پھر گئے
اور عورت نہ پھری تو کل مال کا تاوان اون دونون مردون پر لازم آویگا اسواسطے کہ ایک عورت باقی رہی اور
اوس سے کچھ ثابت نہین ہوتا ف اسواسطے کہ ایک عورت پورا گواہ نہین ہو سکتی بلکہ ایک چوتھائی شاہد کا تو نہ حکم مضاف
ہوگا اوسکی طرف هدایہ ص اگر دو شاہدون نے گواہی دی نکاح پر عوض مین اتنے مہر کے کہ وہ مہر مثل
اوس عورت سے مقدار مین کم ہی یا برابر بعد اوسکے رجوع کیا تو ضامن نہونگے برابر ہی کہ مدعی عورت ہو یا شوہر
البتہ اگر گواہی دی نکاح کی اوس مقدار مہر پر جو مہر مثل سے اوس عورت کے زیادہ ہی بعد اوسکے رجوع کیا
تو اگر مدعی علیہ شوہر ہوگا اور گواہون نے زوجہ کیطرف سے گواہی دی تھی تو جسقدر مہر مسمی زیادہ ہی مہر مثل سے
اوتنا شہود سے زوج پھیر لیگا اور اگر مدعی زوج ہی اور اوسی کی طرف سے گواہی دی تھی تو شہود پر کچھ ضمان نہین
ف حاصل یہ ہی کہ یہان چھہ صورتین ہین اسیطرح پر کہ مہر مسمی یا مہر مثل سے کم ہوگا یا برابر یا زیادہ اور ہر صورت
مین یا شہادت زوج کیطرف سے ہوگی یا زوجہ کیطرف سے تو ضمان صرف ایک صورت مین ہی وہ یہ کہ زوجہ مدعیہ ہو
اور مہر مسمی یعنی جسکو شہود نے بیان کیا ہی مہر مثل سے زیادہ ہووے تو بقدر زیادت شہود سے ضمان لیکر
زوج کو دلایا جاویگا اور باقی پانچ صورتون مین گواہون پر کچھ تاوان نہین ص اور اگر دو گواہون نے شہادت
دی بیع کی اور مدعی مشتری ہی بعد اوسکے رجوع کیا تو ثمن مسمی یا قیمت سے زیادہ ہی یا برابر ہی یا کم ہی تو اول
دونون صورتون مین تاوان نہین لیگا اور تیسری صورت مین جسقدر بائع کا نقصان ہوا ہی قیمت سے اوتنا گواہون سے
تاوان دلایا جاویگا اور اگر بائع مدعی ہی تو اول صورت مین مشتری کو جتنا قیمت سے زیادہ دینا پڑا ہی اوسکا تاوان
گواہون سے لیویگا اور دوسری اور تیسری صورت مین کچھ ضمان لازم نہ آویگا اگر دو شاہدون نے گواہی
دی کہ اس شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیا ہی قبل دخول کے اور خاوند پر اوسے نصف مہر کا حکم ہوا بعد اوسکے
اون دو گواہون نے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو نصف مہر کا تاوان اون سے لیا جاویگا اور اگر بعد دخول کے
گواہون نے گواہی دی طلاق کی بعد اوسکے رجوع کیا تو اون پر کچھ ضمان مہر لازم نہ آویگا اسواسطے کہ مہر
یہان واجب ہو چکا ہی شوہر کے ذمہ پر دخول سے اور گواہون نے زوج کا کچھ تلف نہین کیا ف مگر
منافع وطی اور وہ غیر متقوم ہین شرع مین ص اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اس
شخص نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا ہی بعد اوسکے رجوع کیا تو ضامن ہون گے گواہ اوس غلام کی قیمت کے
ف اور ولاء اوس غلام کی مولی ہی کو ملیگی نہ شاہدین کو ص اگر گواہون نے گواہی دی کہ زید نے
عمرو کو قتل کر ڈالا اور زید سے قصاص لیا گیا بعد اوسکے رجوع کیا گواہون نے تو دیت زید کی لازم آویگی
گواہون پر اور امام شافعی رحکے نزدیک وہ گواہ قتل کیے جاوینگے زید کے قصاص مین ف دلیل
ہماری اور شافعی کی ہدایہ مین مسطور ہی ص اگر بعد حکم کے فرعی گواہون نے رجوع کیا
تو اون پر ضمان لازم آویگا اور اگر اصل گواہون نے رجوع کیا اور کہا کہ ہمنے فرعی گواہون کو گواہ نہین بنایا تھا

یا گواہ بنایا تھا لیکن غلطی کی مجھسے تو اون پر ضمان نہوگا نزدیک امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے اور محمد رح کے نزدیک ضمان ہوگا اور اگر فرعی اور اصلی گواہون نے سب نے رجوع کیا بعد حکم کے تو ضمان صرف فرعی گواہون پر ہوگا اور محمد رح کے نزدیک مشہود علیہ کو اختیار ہی خواہ تاوان اپنے نقصان کا اصلی گواہونسے لیوے یا فرعی گواہون سے اور اگر فرعی گواہون نے بعد حکم کے کہا کہ اصلی گواہ جھوٹ بولے تھے یا انھون نے غلطی کی تھی اس شہادت مین تو اس قول کی طرف التفات نہوگا مزکّی یعنی جو قاضی کو عدالت گواہون کی بتاتا ہی اگر اوسنے بعد حکم کے رجوع کیا تزکیہ سے تو ضامن ہوگا نزدیک امام صاحب کے اسلیے کہ تزکیہ کے سبب سے شہادت شہادت ٹھہری اور صاحبین کے نزدیک ضامن نہوگا **ف** لیکن اگر اوسنے یہ کہا کہ مینے تزکیہ خطا سے کیا تھا تو امام صاحب کے نزدیک بھی ضامن نہوگا **ص** اگر چار گواہون نے شہادت دی ایک شخص پر زنا کی اور دو آدمیون نے اوسکے محصن ہونے پر پھر وہ رجم کیا گیا بعد اوسکے احصان کے گواہون نے رجوع کیا تو وہ ضمان دیت نہ دین گے **ف** البتہ اگر زنا کے گواہ رجوع کرینگے تو ضامن ہونگے دیت کے **ص** اگر دو گواہون نے گواہی دی اس بات کی کہ زید نے اپنے غلام کی آزادی کو فلان امر پر معلق کیا تھا اور دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ وہ فلان امر پایا گیا اور قاضی نے حکم کر دیا اوس غلام کی آزادی کا بعد اوسکے سب گواہون نے رجوع کیا تو تاوان اون دونون گواہون پر لازم آویگا جنھون نے یہ بیان کیا تھا کہ زید نے اپنے غلام کی آزادی کو فلان امر پر معلق کیا تھا **ف** اور جو فقط پایے گواہ ... رجوع کیا تو ... مشائخ کا اختلاف

کتاب الوکالۃ

... وکیل کر دینا **ف** جواز وکالت کا ثابت ہی کلام اللہ اور حدیث سے لیکن کلام اللہ سو فرمایا اللہ تعالی فَابْعَثُوا اَحَدَكُم بِوَرِقِكُم هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِیْنَةِ الآیۃ یعنی بھیجو ایک کو تم مین سے یہ چاندی دیکر طرف شہر کے الخ اور نقل کیا اس قصہ کو اللہ تعالی نے اصحاب کہف سے بلا انکار کے اور نہین ظاہر ہوا نسخ اوسکا تو حجت ہوگا اور لیکن احادیث تو متعدد ہین ازانجملہ یہ ہو کہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد نے حکیم بن حزام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا اونکو ایک دینار تاکہ خرید لاوین واسطے حضرت کے قربانی تو حکیم نے اوس دینار کے بدلے مین ایک بھیڑ خریدی اور بیچا اوسکو بدلے مین دو دینا کے پھر ایک دینار کے عوض مین قربانی خریدی اور لائے قربانی اور ایک دینار بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تو دعا کی آپ نے کہ برکت ہو تجارت مین اونکی اور روایت کی مانند اسکے بخاری نے عروۃ بن ابی الجعد بارقی سے ازانجملہ وہ ہی کہ روایت کی ابو داؤد نے جابر رض سے کہا کہ ارادہ کیا مینے روانگی کا طرف خیبر کے تو آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور سلام کرکے کہا مینے کہ مین ارادہ رکھتا ہون خیبر کو جانے کا تو فرمایا آپ نے جب ملے تو ہمارے وکیل سے تو لے لیجیو اوس سے پندرہ وسق کھجور کے تو اگر نشانی مانگے تجھسے تو رکھ لینا تو ہاتھ اپنا

اوپر گلے کے اور ازانجملہ وہ ہی کہ روایت کی مسلم نے جابر سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترسٹھ جانورون کی قربانی کی اور حکم فرمایا علی مرتضی رض کو کہ باقی تم ذبح کرو اور ازانجملہ یہ ہی کہ وکیل کیا حضرت نے عمرو بن ام سلمہ کو واسطے نکاح اپنے کے ام سلمہ اونکی مان سے روایت کیا اوسکو نسائی نے سنن مین ص اور معنی توکیل کے یہ ہین کہ سپرد کر دینا تصرف کا غیر کو لیکن شرط اوسکی یہ ہی کہ موکل خود تصرف کا مالک ہووے ف یعنی حر عاقل بالغ ہو یا عبد ماذون یا صبی ماذون ہو لیکن امام صاحب کے نزدیک یہ ضرور نہین کہ موکل جس تصرف کا مختار وکیل کو کیا ہو اوسی خاص تصرف کا موکل مالک ہو یہان تک کہ مسلم کو وکیل کرنا ذمی کا واسطے بیع خمر کے درست ہی اونکے نزدیک نہ صاحبین کے نزدیک کذا فی الاصل ص اور وکیل اوس معاملے کو سمجھتا ہووے اور اوسکا قصد وارادہ رکھتا ہووے ف یعنی وکیل سمجھتا ہووے اس بات کو کہ بیع دور کرنیوالی ہی ملک کو اور شرا کھینچنے والی ہی ملک کو اور غبن قلیل کو غبن فاحش سے ممتاز کرے اور قصد کرے عقد کا یعنی اگر ہنسی سے وہ عقد کریگا تو موکل کی طرف سے نہو گا کذا فی الاصل ص تو صحیح ہی وکیل کرنا حر عاقل بالغ کا یا عبد ماذون یا صبی ماذون کا حر عاقل بالغ کو یا عبد ماذون کو یا صبی ماذون کو اور اگر وکیل کیا حر عاقل بالغ یا عبد ماذون یا صبی ماذون نے ایک صبی عاقل کو جو غیر ماذون ہی یا ایک عبد غیر ماذون کو تو جائز ہوگا لیکن ان دونون سے حقوق عقد متعلق نہونگے بلکہ انکے موکل سے متعلق ہوجاوینگے ف تو حاصل یہ ہی کہ ضرور ہی یہ بات کہ موکل یا حر عاقل بالغ ہو یا عبد ماذون یا صبی ماذون ہووے تو اگر مجنون یا صبی غیر عاقل ہی تو اوسکی توکیل مطلقا صحیح نہین اور اگر صبی عاقل ہی لیکن غیر ماذون ہی تو اوسکی توکیل تصرفات نافعہ محضہ مین جیسے قبول ہبہ قبول صدقہ وغیرہ مین درست ہی اور تصرفات ضارۂ محضہ مین یعنی جن مین نرا ضرر ہی جیسے طلاق عتاق ہبہ صدقہ بالکل جائز نہین اور جو تصرفات دائر ہین نفع وضرر مین جیسے بیع وشرا اجارہ اونمین اجازت ولی پر موقوف ہی اسی طرح صحیح نہین ہی توکیل عبد غیر ماذون کی اور مرتد کی توکیل موقوف ہی اگر اسلام لایا تو نافذ ہوگی اور اگر قتل کیا گیا یا دار الحرب مین جا کر مل گیا تو باطل ہوگی اور وکیل ضرور ہی کہ یا حر عاقل بالغ ہووے یا عبد ماذون یا صبی ماذون یا عبد محجور یا صبی محجور بشرطیکہ عاقل ہون لیکن عبد محجور اور صبی محجور نے اگر تصرف کیا موکل کیطرف سے تو حقوق عقد جیسے مطالبہ ثمن رد بالعیب وغیرہ رجوع کرینگے اصل موکل کیطرف یعنی وکیل سے ان حقوق کی بابت مواخذہ نہوگا بخلاف اور قسم کے وکیلون کے کہ اونکا حقوق عقد متعلق ہوتے ہین اصل عاقد سے جو خود وکیل ہی درمختار مع زیادۃ من شروحہ وحواشیہ ص جتنے معاملات موکل خود کر سکتا ہی اونمین دوسرے کو وکیل بھی کر سکتا ہی اور یہی جائز ہی وکیل کرنا سوال وجواب کیلیے مقدمات مین یعنی مدعی کو درست ہی کہ خصومت اور استغاثہ کیلیے نزدیک حاکم کے جسکو چاہے وکیل کر دیوے اسی طرح مدعی علیہ کو بھی درست ہی کہ جوابدہی کیلیے جسکو چاہے وکیل کرے لیکن بعض مشائخ کہتے ہین کہ وکیل کرنا خصومت کیلیے بغیر رضامندی طرف ثانی کے

باطل ہی امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک صحیح ہی صاحبین کے نزدیک اور بعض کہتے ہین کہ یہ اختلاف صحت مین نہین ہی یعنی صحیح سب کے نزدیک ہی بلکہ اختلاف لزوم وکالت مین ہی ف یعنی صاحبین کے نزدیک بغیر رضاے خصم کے وکالت ایک فریق کی لازم ہی کیا معنی کہ خصم کی نامنظوری سے وکالت رد نہین ہو سکتی اور امام صاحب کے نزدیک خصم کی نامنظوری سے رد ہو جاویگی ص اور ہدایہ مین اسی کو اختیار کیا ہی ف مین کہتا ہون کہ اب قول مفتی بہ یہ ہی کہ وکالت ہر فریق کی بغیر رضا دوسرے فریق کے درست ہی اور لازم ہی یعنی ہر ایک کو مدعی علیہ اور مدعی مین سے پہونچتا ہی کہ جسکو چاہے وکیل کرے اگرچہ دوسرا فریق اوس شخص کے وکیل کرنے پر راضی نہووے اور یہی مذہب ہی صاحبین اور ائمہ ثلثہ کا اور اختیار کیا ہی اوسکو عتابی نے اور صحیح کہا اوسکو نہایہ مین اور اوسی پر فتوی دیا فقیہ ابو اللیث وغیرہ نے اور بعض فقہا نے اوسکو مفوض کیا ہی طرف راے حاکم کے درمختار وکالت بالخصومت کا جواز اثر سے حضرت علی مرتضی رض کے ثابت ہی روایت کیا بیہقی نے کہ حضرت علی رض وکیل کرتے تھے مقدمات مین عقیل رض کو اور جب وہ بوڑھے ہو گئے تو وکیل کرتے تھے عبد اللہ بن جعفر طیار رض کو ص ہان اگر موکل مریض ہو ایسا کہ مجلس قاضی تک آنا اوسکو ممکن نہو یا مدت سفر کی راہ پر ہووے یا مشغول ہو واسطے تیاری سفر کے یا موکلہ عورت پردہ نشین ہووے تو بغیر رضاے خصم کے توکیل لازم ہی اجماعًا ف اور مفتی بہ یہ ہی کہ سب صورتون مین درست اور لازم ہی جیسا کہ معلوم ہوا ص وکیل کرنا درست ہی سب حقوق کے دینے اور لینے کے لیے مگر حدود اور قصاص کے لینے کے لیے وکیل کرنا درست نہین جب موکل غائب ہو ف اسی طرح دینے کے لیے کیونکہ حد اور قصاص وکیل پر قائم نہین ہو سکتی تو ضرور ہی اصل مجرم کا حاضر ہونا ص اسواسطے کہ احتمال ہی عفو کا قصاص مین ف یعنی احتمال ہی کہ اگر موکل حاضر ہوتا وقت استیفاے قصاص کے تو شاید قاتل کا قتل ہونا دیکھکر رحم کرتا اور عفو کرتا ص اور شبہہ ہی کہ قاذف کی تصدیق کرتا مقذوف حد قذف مین ف یعنی اگر موکل جو مقذوف ہی حاضر ہوتا وقت قائم ہونے حد کے قاذف پر تو اوسکی تصدیق کر کے حد کو اوس پر سے ساقط کرتا ص یا مدعی مال کا دعوی کرتا اور سرقہ کا دعوی نکرتا ف حد سرقہ مین اور جائز ہی توکیل واسطے استیفاے تعزیر کے مدعی علیہ سے طحطاوی ص جن عقدون کو وکیل اپنی طرف نسبت کرتا ہی ف یعنی اون مین موکل کے ذکر کی حاجت نہین جیسے بیع شرا مین وکیل اتنا ہی کہتا ہی کہ مینے بیچا یا مینے خریدا کذا فی الاصل ص جیسے بیع اجارہ صلح اقرار سے تو اونکے حقوق وکیل ہی سے متعلق ہونگے تو وکیل ہی تسلیم کریگا مبیع کو طرف مشتری کے اگر بائع کا وکیل ہی یا قبضہ کریگا مبیع پر اگر مشتری کا وکیل ہی یا قبضہ کریگا ثمن پر اول صورت مین اور ثمن اوس سے مانگی جاویگی دوسری صورت مین اور اوس سے خصومت ہوگی بصورت عیب نکلنے کے مبیع مین اول صورت مین اور وہ خود خصومت کریگا بائع سے بصورت عیب نکلنے کے دوسری صورت مین اور خصومت کیا جاویگا شفعہ کی بابت اوس چیز کے جو اوس نے بیچی ہی جب تک وہ چیز اوسکے قبضے مین ہی اور جب موکل کو تسلیم کر دے تو اب دنکرے عیب کے سبب سے بے اوسکے اذن کے اور اگر وکیل کی خریدی ہوئی چیز سوا بائع کے اور کسی کی نکلے تو وکیل ثمن موکل کو بائع سے پھیر سکتا ہی ف یہ ہمارا مذہب ہی اور نزدیک امام شافعی کے سب حقوق راجع ہوتے ہین طرف موکل کے لیکن جاننا چاہیے کہ حقوق دو قسم کے ہین ایک وہ حقوق جو وکیل کے لیے ثابت ہوتے ہین دوسرون پر اور ایک وہ حقوق جو وکیل پر ثابت ہوتے ہین دوسرون کے تو پہلی قسم کے حقوق جیسے قبضہ کرنا مبیع پر اور طلب کرنا ثمن کا مشتری سے اور خصومت کرنا عیب مین اور پھیر لینا ثمن کا صورت استحقاق مبیع یعنی مبیع کسی اور کی نکلنے کی صورت مین تو اس قسم کے حقوق مین وکیل کو اختیار ہوتا ہی لیکن اوس پر تعمیل انکی واجب نہین یہان تک کہ اگر وہ باز رہے تو موکل ان افعال پر اوسکو جبر نہین کر سکتا اسواسطے کہ وہ متبرع ہی ان کامون مین

توسپرد کرسکتا ہی مؤکل کو ان کامونکے لیے اور قریب ہی کہ آویگا کچھ بیان اوسکا کتاب المضاربۃ مین آور اگر وکیل مرجاوے
تو اختیار ان حقوق کا اوسکے ورثہ کو ہوگا تو اگر ورثہ نے یہ افعال نہ کیے تو وکیل کر دینگے اپنے مورث کے مؤکل کو اور امام شافعیؒ کے
نزدیک مؤکل یہ کام کرسکتا ہی بغیر وکیل کے وکیل کیے ہوے یا اوسکے وارثون کے وکیل کیے ہوے یعنی گو کہ وکیل یا اوسکے وارث پھر مؤکل کو
وکیل نہ بناوین اپنی طرف سے واسطے تعمیل ان حقوق کے جب بھی مؤکل کرسکتا ہی آور دوسری قسم کے حقوق جیسے تسلیم کرنا مبیع کا
طرف مشتری کے یا تسلیم کرنا ثمن کا طرف بائع کے ان مین وکیل مدعی علیہ ہوجاتا ہی طرف ثانی کا تو مدعی کو پہونچتا ہی کہ ان کامونکے
لیے اوسپر جبر کرے کذا فی الاصل ص اور جب کہ وکیل خریدتا ہی اوسی وقت سے اوس شی مین ملک مؤکل کی ثابت ہوتی ہی تو وکیل نے
اگر اپنے قریب محرم کو خریدا تو آزاد نہوگا ف اسواسطے کہ وکیل اوسکا مالک ہی نہین ہوا ص اور بعض مشایخ کے نزدیک ثابت
ہوتی ہی ملک اولاً وکیل کے لیے پھر اوس سے طرف مؤکل کے منتقل ہوتی ہی اسلیے کہ عقد اوسی مین دونون جاری ہوتا ہی لاکن اس طریقے پر بھی آزاد
نہوگا اسلیے کہ وکیل کے لیے ملک غیر مستقر ثابت ہوتی ہی پس آزاد نہوگا اور جو عقود ایسے ہین کہ وکیل اونکو اپنے مؤکل کی طرف نسبت
کرتا ہی جیسے نکاح اور خلع اور صلح انکار سے ف یعنی جب مدعی علیہ منکر ہووے اور پہلے صلح وہ تھی کہ مدعی علیہ اوسمین
مقر تھا تو وہ بمنزلہ بیع اور شرا کے تھی اسی سبب سے وکیل اوسکو اپنی طرف نسبت کرسکتا تھا برخلاف اسکے ص آور قتل عمد سے اور عتق
بمقابلہ مال آور کتابت آور ہبہ آور تصدق آور عاریت دینا آور امانت رکھنا آور گرو کرنا آور قرض لینا تو انکے حقوق بھی متعلق ہونگے
مؤکل سے نہ وکیل سے تو وکیل شوہر سے مہر نہ طلب کیا جاویگا اور نہ وکیل زوجہ کو تسلیم کرنا زوجہ کا لازم ہوگا اور نہ وکیل زوجہ کو بدل
خلع دینا ہوگا اگر زید نے عمرو کے وکیل سے ایک چیز خریدی تو زید کو اختیار ہی کہ باوصف طلب کے عمرو کے قیمت عمرو کو نہ دیوے
اور جو دیدے تو درست ہی پھر وکیل اوس سے طلب کرے ف اسواسطے کہ حق حقدار کو پہونچ گیا جاننا چاہیے کہ بعض مثالون مین
دیکھنا چاہیے کہ وہ منسوب ہوتی ہین طرف وکیل کے یا مؤکل کے لیکن بیع اور اجارہ تو شک نہین اسمین کہ وہ مستغنی ہین مؤکل کے
ذکر سے تو وہ بیشک قسم اول مین سے ہین اسیطرح نکاح اور خلع مؤکل کے ذکر سے مستغنی نہین تو وہ قسم ثانی مین سے ہین لیکن صلح تو خواہ
مدعی علیہ کے اقرار کی حالت مین ہووے یا انکار کی حالت مین کچھ فرق نہین ہی دونون صورتون اضافت مین یعنی دونون قسمین اوسکی یکسان ہین
مثلاً زید نے جب دعوی کیا ایک گھر کا عمرو پر تو عمرو نے وکیل کیا ایک شخص کو اسبات کا کہ صلح کرلے زید سے بمقابلے ایک سو روپیہ کے اور زید نے
اون روپیون پر صلح کی اور وکیل نے قبول کرلیا تو یہ صلح تمام ہوجاویگی برابر ہی کہ عمرو استحقاق زید کا مقر ہو یا منکر اسواسطے کہ
اگر عمرو مقر ہو تو یہ صلح مثل بیع کے ہی تو حقوق اوسکے راجع ہونگے طرف وکیل کے جیسے بیع مین تو بدل صلح کا تسلیم کرنا
وکیل پر لازم آویگا اور اگر عمرو منکر ہی تو وہ عوض ہی قسم کا حق مین مدعی علیہ کے یعنی مدعی علیہ نے سو روپیہ دیکر حلف سے
اپنے تئین چھوڑایا تو وکیل سفیر محض ہی تو نہ راجع ہونگے حقوق اوسکی طرف واللہ اعلم کذا فی الاصل مسألہ
ملحقہ وکیل کرنا قرض لینے کے لیے درست نہین البتہ اگر کسی سے قرض مانگا پھر ایک شخص کو وکیل کیا اوسکے قبضے کے لیے تو درست ہی

ص باب خرید و فروخت کے لیے وکیل کرنے کے بیان مین

اگر ایک شخص نے حکم کیا دوسرے کو کچھ دراہم دیکر کہ طعام خریدلا تو اگر دراہم کثیر دیے ہین ف مثلاً دس درہم یا زیادہ ص تو مراد
طعام سے گیہون ہونگے ف یہ مبنی ہی ملک کے عرف پر تو عرب مین طعام کا عرف گیہون پر ہوتا ہی تو وہی مراد ہونگے ص اور اگر

دراہم قلیل دیے ہیں ف جیسے تین درہم یا کم ص تو مراد اوس سے روٹی ہوگی اور اگر دراہم درمیانہ متوسط دیے ہیں یعنی نہ قلیل نہ کثیر
ف جیسے بیس اور دس کے بیچ میں چنانچہ چار یا پانچ وغیرہ ص تو آٹا مراد ہوگا ف وجہ ان مسائل کی یہ ہے کہ جب موکل نے دراہم کثیر
دیے تو معلوم ہوا کہ غرض اوسکی ایسے طعام سے ہے جسکا رکھ چھوڑنا ایک مدت طویلہ تک ہو سکے اور آٹا مدت طویلہ تک نہیں رہ سکتا اور روٹی
مدت متوسطہ تک رہ نہیں سکتی تو معلوم ہوا کہ مراد اوسکی گیہوں ہیں اور جب قلیل دراہم دیے تو معلوم ہوا کہ ایسی چیز مراد ہے جو بالفعل کھائی جاوے
وہ روٹی ہے اور جب متوسط دراہم دیے تو مراد آٹا ہوگا کیونکہ وہ متوسط ہے درمیان میں روٹی اور گیہوں کے باقی رہنے میں ص اور جو موکل نے
دعوت ولیمہ کی تو مراد روٹی ہوگی ہر حال میں ف کیونکہ لوگ اوسکے یہاں بیٹھے ہوے ہیں منتظر کھانے کے اور یہ قرینہ ہے اس بات کا کہ مراد اوسکی
طعام سے ایسی چیز ہے جس سے سرعت کارروائی ہو سکے ص اور توکیل نہیں صحیح ہے اوس چیز کی خرید کے لیے جسکی جنس میں جہالت فاحشہ
ہووے جیسے غلام اور گدھا اور کپڑا اور جانور اگرچہ قیمت اوسکی بیان کر دیوے ف جاننا چاہیے کہ جو دو چیزیں ایسی ہیں کہ اونکی حقیقت اور
اونسے غرض ایک ہے تو وہ ایک جنس میں داخل ہیں جیسے بکرا بکری قربانی کے حق میں اور اگر اونکی حقیقت اور غرض مختلف ہو مثلاً انسان
اور جانور یا فقط غرض مختلف ہو جیسے مرد اور عورت تو وہ چیزیں علیحدہ علیحدہ جنس ہیں اور جہالت فاحشہ جنس کی یہ ہے کہ وہ جنس
ایسی ہو کہ اوسکے نیچے اور اجناس ہووین جیسے بردہ اسمین غلام اور لونڈی دونوں داخل ہیں اور وہ دونوں الگ الگ جنس ہیں باہم
میں کیونکہ ہر ایک کے مقاصد اور اغراض مختلف ہیں مثلاً غلام سے خدمت اور بیرونی کام کاج مقصود ہیں اور لونڈی سے وطی
اور اندرونی کام مقصود ہیں بلکہ ہر ایک میں بھی اغراض پھر مختلف ہیں جیسے غلام ترکی میں حسن مقصود ہوتا ہے اور غلام ہندی
میں خدمت اسیطرح ثوب یعنی کپڑا اور جانور دونوں مجہول ہیں بجہالت فاحشہ تو ان چیزوں کی خرید کرنے کے لیے وکیل کرنا درست نہیں
ہے اگرچہ قیمت بیان کر دی جاوے جبتک اوسکی نوع بیان نہ کرے کذا فی الاصل مع زیادة ص البتہ اگر جانور کی نوع بیان
کر دیوے جیسے گدھا یا گدہی قیمت اور محلہ بیان کر دیگا تو درست ہے ف اسی طرح اگر گھوڑا گدھا یا خچر تو توکیل درست ہو جاویگی تو اگر
موکل نے ثمن بھی بیان کر دی تو بہتر ہے ورنہ وکیل جسطرح کا گھوڑا یا گدھا خرید لاویگا موکل کو لینا پڑیگا ص اسی طرح اگر جانور کی
جنس خاص معلوم ہو اور اوسکی صفت معلوم نہو تب بھی توکیل درست ہے جیسے وکیل کیا ایک شخص کو واسطے خریدنے گائے یا بکری کے
اگرچہ اوسکی صفت بیان نہ کی کہ دبلی ہو یا موٹی یا جنس ایک وجہ سے معلوم ہو اور دوسری وجہ سے مجہول جیسے غلام جب اوسکی نوع
یعنی ترکی ہندی یا حبشی اوسکا اسیطرح کپڑا اوسکی نوع معلوم ہو جاوے بیان کرے تو درست ہے مسئلہ زید نے عمرو پر ایک ہزار روپیہ
آتے تھے تو زید نے وکیل کیا عمرو کو اسبات کا کہ فلان غلام معین تو مجھے خرید دے اوس ہزار روپیہ کے بدلے میں جو میرے تیرے اوپر ہیں تو صحیح
ہو جاویگی یہ توکیل تو اگر وہ غلام وکیل کے پاس قبل موکل کے حوالہ کرنیکے تلف ہو گیا تو موکل کا مال تلف ہوگا اور اگر زید نے کہا عمرو سے
کہ تو ایک غلام ترکی مثلاً مجھے خرید دے ف یعنی غلام کو معین نہ کیا ص اوس ہزار کے بدلے میں جو میرے تیرے اوپر آتے ہیں اور عمرو نے
ایک غلام ترکی خریدا اور قبل اسبات کے کہ زید کو وہ غلام حوالہ کرے عمرو کے پاس ہلاک ہو گیا تو وہ عمرو ہی کے مال سے ہلاک ہوگا البتہ اگر
وہ غلام زید نے قبضہ کر لیا عمرو سے تو زید کا ہو جاویگا ف یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کا اسمین اختلاف ہے دلیل دونوں کی مذکور ہے
اصل میں اور ہدایہ میں ف اگر ایک شخص نے ایک غلام سے کہا کہ تو اپنے تئین خرید کرے میرے لیے اپنے مولی سے اور غلام نے مالک سے کہا بیچ
تو مجھکو میرے ہاتھ فلانے کے لیے اور مولی نے بیچا تو وہ غلام اوس شخص کا ہو جاویگا جسنے حکم کیا تھا ف اسواسطے کہ غلام غیر کا

[illegible]

وکیل اپنی فراغت کے خریدنے کے لیے ہو سکتا ہو ص اور جو غلام نے مالک سے اتنا ہی کہا کہ بیچ تو مجھکو میرے ہاتھ اور فلانے کے لیے نہ کہا
تو آزاد ہو جاویگا ف اور ثمن اوس غلام پر لازم آویگا ص اور جو ایک غلام نے ایک شخص سے کہا کہ تو مجھکو خرید لے میرے مولی سے بیچ
مین ہزار کے اور ہزار روپیہ غلام نے اوس شخص کو دیدیے تو اگر وہ شخص مولی سے یہ کہے گا کہ مین اوس غلام کو اوسی کے لیے خرید کرتا ہون
اور مولی نے بیچ کی آزاد ہو جاویگا وہ غلام اور اگر یہ نہ کہے گا کہ مین اوسکو اوسی کے لیے خرید تا ہون تو وہ مشتری کا غلام ہو جاویگا اور
ثمن کے روپے اوس شخص پر لازم آوینگے اور وہ جو ہزار غلام نے اوسکو دیے تھے وہ مولی کے ہونگے اسواسطے کہ وہ کمائی اوسکے غلام کی ہے
ف تو اوسی کی ملک ہوگی اور مشتری سوا اوسکے اور ہزار روپے اپنے پاس سے بابت ثمن کے دیگا ص اگر زید نے عمرو کو حکم کیا کہ میرے لیے ایک غلام
خرید کر بعد اوسکے عمرو نے کہا کہ مینے غلام تیرے لیے خریدا تھا وہ میرے پاس آکر مر گیا اور زید یہ کہتا ہے کہ وہ غلام تو نے اپنے لیے خریدا تھا تو صورت
مین اگر زید نے عمرو کو دام دیے تھے تو قول عمرو کا قسم سے مقبول ہوگا ورنہ قول زید کا وکیل نے جب موکل کے لیے ایک شی خرید دی تو وہ اپنے
موکل سے دام اوسکے لے سکتا ہے گو ابھی تک وکیل نے بائع کو ثمن نہ دیا ہو ف اور وکیل کو پہونچتا ہے کہ وہ شی موکل کو نہ دے جبتک اوس سے
دام وصول نکرے اگرچہ اوسنے دام بائع کو ابھی نہ دیے ہون تو اگر وہ شی ہلاک ہو گئی وکیل پاس قبل اوسکے روک رکھنے کے واسطے وصول
ثمن کے تو موکل کے مال مین سے ہلاک ہو گی ف یعنی موکل پر اوسکا ثمن لازم آویگا ص اور ثمن اوسکا ساقط نہوگا اور اگر وکیل نے اوسکو
روک رکھا تھا موکل سے واسطے وصول کرنے ثمن کے اور وہ شی ہلاک ہوئی تو ثمن ساقط ہو جاویگا موکل کے ذمے سے اور ضمان اوسکا
وکیل پر لازم ہوگا ابو یوسف کے نزدیک ضمان رہن کا اور امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک ضمان بیع کا اور زفر کے نزدیک ضمان
غصب کا پس اگر ثمن اور قیمت برابر ہو تو کچھ اختلاف نہوگا اور اگر ثمن دس درم تھے اور قیمت پندرہ تو زفر کے نزدیک پندرہ کا ضامن
ہوگا اور طرفین کے نزدیک دس کا اور جو ثمن پندرہ ہون اور قیمت دس تو زفر کے نزدیک وکیل دس کا ضامن ہوگا اور پانچ موکل سے
طلب کرے اور ایسا ہی ابو یوسف کے نزدیک اسواسطے کہ ضمان رہن کا اقل قیمت اور دین سے لازم ہوتا ہے اور طرفین کے نزدیک پندرہ
لازم ہونگے وکیل کو یہ نہین پہونچتا ہے کہ موکل نے جس چیز معین کے خریدنے کے لیے کہا ہو اوسکو اپنے لیے خرید کرے ف تو وہ شی موکل
ہی کی سمجھی جاویگی گو وہ عقد کو اپنی طرف منسوب کرے اسطرحپر کہ تخصیص کر دے اپنے نفس کی مثلاً کہدے گواہ رہو کہ اس چیز کو
مین اپنے لیے خرید تا ہون یا نیت کرے اپنے لیے کفایہ ص تو جب کسینے وکیل کیا دوسرے کو واسطے خریدنے ایک شی معین کے تو اگر
وکیل نے موکل کے حکم کے خلاف نہین کیا تو وہ چیز موکل ہی کی ہو جاویگی اور اگر خلاف کیا تو وکیل کی ہو جاویگی خلاف کرنیکی یہ صورت
ہے کہ موکل نے ثمن کو خاص کر دیا تھا ایک قسم سے مثلاً کہا تھا کہ روپیون کے یا اشرفیون کے عوض مین خرید کرنا اور وکیل نے
دوسری قسم کے عوض مین خریدا یا موکل نے ثمن مطلق کہا تھا اور وکیل نے سوا دراہم دنانیر کے اور کسی شی کے بدلے مین خریدا تو یہ بھی
مخالفت ہوگی اسوجہ سے کہ مطلق ثمن سے عرف مین مراد نقود یعنی دراہم دنانیر روپیہ اشرفی ہوتے ہین یا سوا وکیل کے اور کسی شخص نے خریدا وکیل کے
حکم سے اوسکی غیبت مین تو اگر اوسکی موجودگی مین خرید کریگا تو مخالفت نہوگی کیونکہ رائے اوسکی خرید مین شامل ہو گئی اور مقصود موکل کا
یہی تھا اور اگر وکیل کیا واسطے خریدنے ایک شی غیر معین کے اور وکیل نے اوسکو خریدا تو وہ شی وکیل ہی کی سمجھی جاویگی الا جبکہ وکیل عقد کو مضاف
کر دے اپنے موکل کے مال کیطرف مثلاً یون کہدے کہ خریدا مینے اس چیز کو بدلے مین اس ہزار روپیہ کے اور وہ روپے مملوک ہین موکل کے یا
عقد کو مضاف نکرے اوسکے مال کیطرف لیکن نیت کرے موکل کے لیے خریدنیکی اگر ایک شخص نے وکیل کیا دوسرے کو کہ ایک کر گیہون کا خرید کے

بلا عقد سلم ف خریدنے کی قید اسواسطے لگائی کہ بیچنے مین بطریق سلم کے توکیل درست نہین اور وجہ اوسکی اصل کتاب مین مذکور ہی
ص یا بیع صرف کے تو اگر وکیل جدا ہو جاویگا قبل قبضے کے تو وہ عقد باطل ہو جاویگا اور موکل کی جدائی کا اعتبار نہین اگر مشتری نے
خریدتے وقت بائع سے یہ کہا کہ بیچ تو یہ چیز میرے ہاتھ واسطے زید کے اور اوسنے بیچی بعد اوسکے مشتری نے انکار کیا اسبات کا کہ زید نے مجھے اس چیز کے
خریدنے کا حکم کیا تھا تو یہ انکار اوسکا مسموع نہوگا اور لیوے اوس چیز کو زید کیونکہ خریدتے وقت اقرار کر چکا ہی زید کے لیے خریدنیکا پس
انکار مین اوسکے تصدیق نہوگی تو اگر زید نے تصدیق کی مشتری کی کہ مینے اوسکو حکم نہین کیا تھا خرید کا اسصورت مین زید پھر جبراً اوس چیز کو نہین
لے سکتا ہان اگر مشتری خود دیدے زید کو تو بیع بالتعاطی ہو جاویگی زید نے عمرو کو حکم کیا کہ سیر بھر گوشت ایک روپیہ کا لادے عمرو نے قیمتی روپیہ سیر
والا گوشت ایک روپیہ کا دو سیر خریدا تو امام صاحب کے نزدیک زید کو آٹھ آنے کا سیر بھر لینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک زید کو کل گوشت لینا پڑیگا
ف اور فتوی امام کے قول پر ہی ص اگر وکیل سے کہے کہ فلانے دو غلام معین میرے واسطے خرید اور قیمت نہ بیان کرے پس وکیل
ایک غلام اون دونون مین سے اوسکے لیے خریدے تو صحیح ہی اور اگر اون دونون کو ہزار روپیہ مین خریدنے کو کہے اور دونون کی قیمت برابر ہو
پھر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خرید کرے تو بھی صحیح ہی اور اگر پانسو سے زیادہ کو خریدے تو نہین صحیح ہی جانب موکل سے بلکہ یہ مول لینا خود وکیل کے
ہوگا ہان اگر موکل کے جھگڑنے کے پہلے دوسرے غلام کو باقی ثمن سے خریدے تو صحیح ہی کیونکہ مقصود دونون غلامون کا ہزار روپیہ مین آنا تھا
اور وہ حاصل ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک اگر پانسو سے اتنے دام زیادہ دیے ہین جتنے کی کمی بیشی معاملون مین ہوا کرتی ہی اور باقی اتنے روپے
ہین کہ اونسے دوسرا غلام خرید کر سکتا ہی تو موکل کیطرف سے یہ اشترا صحیح ہوگا اور اگر موکل نے وکیل کو ہزار روپے دیے اور کہا کہ اسکی ایک لونڈی خریدے
اوسنے جب خریدی تو کہا کہ مینے ہزار روپے کو خریدی اور موکل کہتا ہی کہ تو نے پانسو کو خریدی تو قول وکیل کا معتبر ہوگا اگر اوس لونڈی کی قیمت
بازار مین ہزار کی ہوگی اور اگر ہزار کی نہوگی تو قول موکل کا معتبر ہوگا اور وہ لونڈی وکیل کو لینا پڑیگی اور جو اسی صورت مین موکل نے
ہزار روپے وکیل کو دیے نہین تھے تو اگر اوس لونڈی کی قیمت بازاری پانسو یا زیادہ ہین لیکن ہزار سے کم ہی تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور
اگر ہزار کی ہی تو دونون حلف کرینگے اسلیے کہ وکیل اور موکل مثل بائع اور مشتری کے ہین جب دونون نے حلف کر لیا تو بیع فسخ کر کے لونڈی
وکیل ہی کو لینا پڑیگی اور ان سب صورتون مین قول جسکا معتبر ہوگا تو بلا قسم کے معتبر ہوگا ف یعنی اوپر جہان جہان لکھا ہی کہ قول اوسکا معتبر
ہوگا مراد اوس سے یہ ہی کہ بلا حلف معتبر ہوگا در مختار مین ہی کہ ایسا ہی کہا ابن الکمال اور ملا خسرو نے درر مین تبعاً لصدر الشریعۃ یعنی مصنف
شرح وقایہ کی اتباع سے لیکن جزم کیا دامادی نے کہ یہ تحریف ہی اور مخالف ہی عقل و نقل کے اور صواب یہی ہی کہ حلف سے معتبر ہوگا شامی
ص اگر زید نے حکم کیا عمرو کو ایک غلام معین خریدنے کا یعنی یہ کہا کہ یہ غلام خرید کر اور ثمن اوسکا بیان کیا تب عمرو نے اوسکو خریدا اور
کہا کہ مینے اوسکو ہزار روپیہ مین خریدا ہی اور زید نے کہا کہ نہین تو نے پانسو کو خریدا ہی تو دونون سے حلف لیا جاویگا اگرچہ بائع وکیل ہی کی تصدیق کرے
پھر اگر دونون حلف کر لینگے تو لونڈی وکیل ہی پر پڑیگی اور بعضے فقہا یہ کہتے ہین کہ اگر بائع نے تصدیق کی وکیل کی تو اوس صورت مین دونون سے
حلف نہ لیا جاویگا بلکہ قول وکیل کا قسم سے معتبر ہو جاویگا لیکن ظاہر تر یہ ہی کہ دونون سے حلف لیا جاویگا اور یہی قول ہی امام ابی منصور ماتریدی کا
ف طحطاوی مین ہی کہ عدم تحالف کو صحیح کہا ہی قاضی خان نے تبعاً للفقیہ ابی جعفر یعنی فقیہ ابو جعفر کی متابعت سے تو تصحیح
مین اختلاف ہی انتہی اسصورت مین قاضی کو مناسب ہی کہ متون کی روایت یعنی تحالف پر عمل کرے اور اگر اکتفا کریگا قسم پر وکیل کی تو بھی درست ہی واللہ اعلم

فصل بیان مین اون لوگون کے جنسے وکیل خرید و فروخت کا معاملہ نکرے

ص نہین صحیح ہی وکیل کو بیع وشرا کرنا ایسے شخص سے کہ جسکے واسطے گواہی اوسکی مقبول نہین ہوتی ہی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک درست ہی اگر قیمت بازاری سے بیع وشرا کرے مگر اپنے غلام اور مکاتب سے درست نہین اور صحیح ہی وکیل کی بیع کم اور بیش قیمت سے اور بدلے مین اسباب کے اور اودھار اور کل اسباب مین سے آدھے کی بیع اور ان سب مسائل مین صاحبین کا اختلاف ہی اور اگر وکیل بالبیع نے مشتری کی کوئی چیز عوض مین ثمن کے گرو کر لی یا اوس سے ضمانت لے لی تو جائز ہی اور جو بعد اوسکے وہ شی مرہون تلف ہو گئی وکیل کے پاس یا ضامن سے مال وصول نہوا اسطرح پر کہ ضامن مفلس ہو کر مر گیا اور مکفول عنہ بھی مفلس گیا یا غائب ہو گیا اور اوسکا پتہ معلوم نہین اور یا معاملہ قاضی کے پاس گیا جو قائل ہی اسبات کا کہ اصیل بری ہو جاتا ہی کفالت کفیل سے اور کفیل مفلس ہو کر مر گیا جیسا کہ یہی مذہب مالک کا ہی پس ان سب صورتوں مین ضمان وکیل پر نہو گا مسئلہ وکیل بالشرا مطلق کو لازم ہی کہ برابر قیمت اور مالیت پر چیز مول لیوے خواہ تھوڑے دام بڑھکر جو نرخ کرنے والون کی قیمت مین آجاتے ہین ف یعنی کوئی نرخ کرنے والون سے ہو اوسکی قیمت پوچھی جاوے تو وکیل کا ثمن اونمین سے کسی کے قول کے برابر ہو جاوے یہ نہو کہ سب کے اقوال سے زیادہ رہے ص اگر ایک چیز کے خریدنے کا وکیل کیا اور اوسنے وہ چیز آدھی خریدی تو یہ خرید موقوف رہیگی باقی کے خریدنے پر اگر باقی بھی خرید لیا تو موکل پر پڑیگی ورنہ نہین بالاتفاق۱۲ اگر وکیل نے ایک شی کو بیچا پھر مشتری نے بسبب عیب کے وہ شی وکیل پر پھیری اور وہ عیب ایسا ہی کہ تاریخ بیع سے ادھر پیدا نہین ہو سکتا بلکہ قدیمی معلوم ہوتا ہی جیسے ایک انگلی زائد نکلی تو وکیل اوسکو اپنے موکل پر رد کر دے برابر ہی کہ رد مشتری کا وکیل پر گواہون سے ہوا ہو یا اقرار یا نکول سے اور اگر وہ عیب ایسا ہی کہ مثل اوسکے اس مدت مین پیدا ہو سکتا ہی تو اگر وکیل پر مشتری نے گواہون سے یا نکول سے ثابت کرکے رد کیا ہی تو وہ موکل پر پھیر دیوے اور اگر اقرار سے وکیل کے رد کیا ہی تو وکیل موکل پر نہ پھیر سکے گا۱۲ اگر وکیل نے اودھار بیچا اور موکل نے کہا کہ مینے تجکو نقد بیچنے کا حکم کیا تھا تو قول موکل کا مقبول ہوگا ف قسم سے ص اور اگر مضارب اور رب المال مین یہ اختلاف ہوا تو قول مضارب کا مقبول ہوگا ف قسم سے ذکر مضاربت کا آگے آویگا انشاء اللہ تعالی ص اگر کوئی دو شخصونکو وکیل کرے تو ضرور ہی کہ اوس تصرف کو جسمین وکیل ہوئے ہین دونون ملکر ایک ساتھ کرین مگر جو وکیل بالخصومت ف یعنی حاکم کے نزدیک مقدمہ لڑنے کے وکیل ص ہون یا امانت کے پھیر دینے مین یا قرضہ ادا کرنے مین یا بغیر عوض طلاق دینے مین اور آزاد کرنے مین وکیل ہون تو ہر ایک بغیر دوسرے کے وکالت کر سکتا ہی اگر غلام یا مکاتب اپنے لڑکے صغیر کے مال کی یا کافر ذمی اپنے مسلمان صغیر لڑکے کے مال کی بیع کرے یا اوسکے مال سے شرا کرے تو صحیح نہین تو حاصل یہ ہی کہ غلام اور مکاتب کو ولایت نہین اپنے صغیر فرزند کے مال مین اور کافر کو اپنے مسلمان لڑکے کے مال مین جو صغیر سن ہو ولایت نہین واللہ اعلم ف وکیل کسیکو وکیل نہین کر سکتا اوس صورت مین جسمین وکیل ہوا ہی الا اوس صورتمین کہ موکل نے اوسکو اذن دیا ہو یا یہ کہدیا ہو کہ اپنی رائے کے موافق عمل کرنا ہدایہ

ص باب وکیل بالخصومۃ اور وکیل بالقبض کے بیان مین

وکیل بالخصومت کو یہ پہونچتا ہی کہ مدعی علیہ سے مال وصول کرے اور اوسپر قبضہ کر لیوے نزدیک تینون اصحاب ہمارے کے یعنی امام اعظم اور محمد اور ابو یوسف کے برخلاف زفر کے جیسے جو وکیل تقاضا کرنے کے لیے ہو پہونچتا ہی کہ مال لے لیوے ظاہر الروایت مین اور اب فتوی اس زمانے مین اسپر ہی کہ یہ دونون وکیل قبض مال کے مالک نہین ہین بسبب خائن ہو جانے وکیلونکے اور جو وکیل قرضہ کے وصول کرنیکا ہی اوسکو خصومت کا اختیار ہی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک نہین ف اور فتوی امام کے قول پر ہی البتہ وکیل صلح یا وکیل ملازمت خصومت کا مختار نہین ص نہ اوس وکیل کو جو ایک شی معین کے لے لینے کے لیے وکیل ہو ف یعنی اوسکو بالاتفاق

اختیار خصومت نہین ہی (ص) تو اگر کسینے وکیل کیا ایک شخص کو واسطے لینے ایک غلام معین کے زید سے تو جب وکیل نے طلب کیا اوسکو زید سے تو زید
نے یہ جواب دیا کہ موکل تیرا اس غلام کو بیچ چکا ہی میرے ہاتھ تو یہ مقدمہ ملتوی رہیگا جبتک کہ موکل حاضر نہو (ف) اور جبتک وہ غلام زید کے پاس
رہیگا (ص) اور ان گواہون کی گواہی سے بیع ثابت نہوگی تو جب موکل حاضر ہو ویگا اوسکے سامنے پھر گواہون سے دوبارہ گواہی لیجاویگی بیع کی اسیطرح
یہ مسائل ہین کہ ایک شخص آیا اور اوسنے کہا کہ مین زید کا وکیل ہون واسطے لیجانے اوسکی زوجہ یا اوسکے غلام کے تو زوجہ نے گواہ قائم کیے زید کے طلاق پر
اور غلام نے اوسکے آزاد کردینے پر تو ان گواہون کی گواہی سے ابھی حکم طلاق یا آزادی کا نہ دیا جاویگا بلکہ مقدمہ ملتوی رکھا جاویگا یہانتک کہ زید
حاضر ہو تو جب زید آویگا پھر گواہی دوبارہ لیجاویگی مسئلہ اگر وکیل بالخصومت اپنے موکل کیطرف سے کسی بات کا اقرار کرے قاضی کے سامنے تو یہ اقرار موکل
پر نافذ ہوگا اور اگر قاضی کے سوا اور کسی کے سامنے اقرار کرے تو یہ اقرار حجت نہوگا امام ابی حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک اور ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہی اگرچہ اقرار نزد
غیر قاضی ہوا اور زفرؒ اور شافعیؒ کے نزدیک کسیطرح جائز نہین اگر مکفول لہ وکیل کرے کفیل کو واسطے لینے مکفول بہ کے مکفول عنہ سے تو یہ وکالت
جائز نہوگی اگر ایک شخص نے آن کر کہا کہ مین وکیل ہون زید کا جو غائب ہی اوسکا قرض وصول کرنیکے لیے اور زید کے قرضدار نے اوسکی تصدیق کی
تو قرضدار کو حکم ہوگا کہ وہ قرض حوالہ کرے اوس شخص کے پھر اگر زید آیا اور اوسنے اوس شخص کی جسنے اپنے تئین وکیل کہا تھا تکذیب کی تو قرضدار کو پھر قرض
زید کو ادا کرنا ہوگا اور قرضدار اپنے مال کو اگر وکیل کے پاس باقی ہی پھیر لیگا اور اگر باقی نہو تو کچھ نہ پاویگا الا اوس صورتمین جب وکیل مال لیتے وقت ضامن
ہوگیا ہو اس بات کا کہ اگر زید انکر میری وکالت کا انکار کریگا تو مین ضامن ہون اس مال کا یا قرضدار نے مال اوسکو صرف اوسکے کہنے سے دیدیا ہو
اور اوسکی وکالت کی تصدیق نکی ہو اور اگر ایک شخص نے آنکر کہا کہ مین زید کیطرف سے اوسکی امانت پر قبضہ کرنیکا وکیل ہون اور مُودَع یعنی جسکے پاس
ودیعت ہی اوسنے اوس شخص کی وکالت کی تصدیق کی تو مُودَع کو امانت حوالے کردینے کا حکم نہوگا اور اگر کوئی یون کہے کہ مالک امانت مرگیا
اور اوسکا وارث مین ہون اور وہ امانت میرے لیے میراث چھوڑکر مرگیا اور تصدیق کرے اوسکی وہ شخص جسکے پاس امانت ہی تو اوسکو حکم
ہوگا کہ امانت اوس شخص کے سپرد کرے اور اگر کسینے کہا مُودَع سے کہ مینے امانت کو خرید لیا ہی مالک امانت سے اور مُودَع نے اوسکی تصدیق کی
تو اوسکو حکم دینے کا نہوگا زید نے عمرو کو وکیل کیا اپنے دین وصول کرنیکے لیے بکر سے جب عمرو نے دین کا طلب کیا بکر سے تو بکر نے اوسکے
جواب مین یہ کہا کہ زید یہ دین وصول کرچکا ہی اور گواہ نہین ہین مدیون پاس تو بکر کو حکم ہوگا کہ وہ دین عمرو کو ادا کرے تو جب زید حاضر ہو تو اوسکا
کہے دین وصول کرچکنے کا تو اوس سے بکر قسم لیوے اور وکیل کو قسم نہ دلائی جاویگی اسبات پر کہ مین نہین جانتا کہ موکل میرا اس دین کو وصول کرچکا ہو
اگر مشتری نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ بائع سے خصومت کرے اوس عیب کی بابت جو مبیع مین نکلا ہی اور مبیع واپس کردے بعد اوسکے مشتری غائب ہوگیا
اب وکیل نے چاہا کہ مبیع کو بائع پر رد کرے تو بائع نے یہ کہا کہ مشتری خریدتے وقت اس عیب پر رضامند ہوگیا تھا تو وکیل مبیع کو نہین پھیر سکتا
یہانتک کہ مشتری قسم کھائے کہ مین راضی نہین ہوا تھا اس عیب پر اور صاحبین کے نزدیک وکیل مبیع کو پھیر سکتا ہی اور بعضون نے
کہا ہی کہ صحیح تر نزدیک ابو یوسف کے یہ ہی کہ دونون مسائلون مین یعنی مسئلہ دین جو پہلے گذرا اور اس مسئلہ مین تاخیر چاہیے
یہانتک کہ حلف کرلیوے دائن یا مشتری اگر زید نے عمرو کو دس روپیے دیے کہ اسکو میرے اہل وعیال پر صرف کرنا اور
عمرو نے دس روپیے اپنے پاس سے لیکر اونپر خرچ کیے تو وہ دس روپیے جو زید نے دیے تھے عمرو کے ہوجاوینگے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ
استحسان ہی اور قیاس یہ چاہتا ہی کہ عمرو نے جو روپیے اپنے پاس سے صرف کیے ہین وہ تبرعًا ہوجاوین وجہ استحسان کی یہ ہی کہ
وکیل خرچ کرنیکا بمنزلہ وکیل بالشرا کے ہی اور وکیل بالشرا باوجود اسکے کہ ثمن اپنے پاس سے دیدے تو موکل سے لے سکتا ہی اسیطرح یہان بھی حکم ہوگا واللہ اعلم

باب وکیل کے معزول کرنے کے بیان مین

موکل کو پہونچتا ہی کہ جب چاہے وکیل کو معزول کر دیوے وکالت سے لیکن شرط معزولی کی یہ ہی کہ وکیل کو اوسکا علم ہو جاوے ف تو جبتک وکیل کو علم اپنے عزل کا حاصل نہو وے یعنی اوسکو ایک شخص عادل یا دو مستور الحال خبر عزل کی نہ سناوین تو جتنے تصرفات قبل اوسکے کریگا موکل پر لازم ہونگے ہدایہ ص اور باطل ہو جاتی ہی وکالت وکیل یا موکل کے مرجانے سے یا جنون مطبق در ہسال بھر مجنون رہنا ہو ف اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک مہینے بھر اگر جنون رہا وکیل یا موکل کو تو وکالت اوسکی باطل ہو جاویگی اور ایک روایت مین ایک دن رات اونسے منقول ہی اور وہ جو متن مین ذکر کیا قول محمد کا ہی اور اسی مین احتیاط ہی کذا فی الاصل لیکن درمختار مین ہی کہ فتوی ایک مہینے کی مقدار پر ہی اور اسی کو صحیح کہا قہستانی اور باقلانی نے ص یا مرتد ہو کر دار الحرب مین چلے جانے سے اور اگر موکل مکاتب تھا اور وہ ادا سے زر کتابت سے عاجز ہو گیا یا دو شریکون نے ملکر ایک شخص کو وکیل کیا تھا اور وہ دونون شریک جدا ہو گئے یا عبد ماذون نے وکیل کیا تھا پھر مالک نے اوسکو منع کر دیا تصرفات سے تو ان سب صورتون مین بھی وکالت وکیل کی باطل ہو جاویگی اگرچہ وکیل کو ان حالون کی خبر نہو اگر موکل نے جس کام کے لیے وکیل کو وکیل کیا تھا وہ کام آپ کر لیا تب بھی وکالت باطل ہوگی جیسے وکیل کیا اپنے غلام آزاد کرنیکے لیے پھر موکل نے اوسکو خود آزاد کر دیا یا وکیل کیا اوسکو ایک عورت سے نکاح کر دینے کا پھر موکل نے خود اوس سے نکاح کر لیا اور جدا بھی کر دیا اوسکو تو بھی وکیل کو یہ نہین پہونچتا کہ پھر اوسکا نکاح موکل سے کر دیوے ف اسواسطے کہ حاجت موکل کی پوری ہو چکی البتہ اگر وکیل نے اوس سے نکاح کر لیا اور نکاح کرکے اوسسے جدا بھی کر دیا تو اب اوسکو پہونچتا ہی کہ موکل سے نکاح اوسکا کر دیوے ہدایہ

ص کتاب الدعوی

دعوی کہتے ہین خبر دینے کو ساتھہ ایک حق کے اپنے لیے غیر پر ف اس تعریف پر بہت سے اعتراضات ہوتے ہین بلکہ تعریف جامع و مانع وہ ہی جو صاحب درمختار نے بیان کی ہی کہ دعوی ایک قول مقبول ہی نزدیک قاضی کے کہ قصد کیا جاتا ہی اوس سے طلب ایک حق کا غیر سے یا دفع کرنا خصم کا اپنی ذات سے تو اسمین دعوے دفع تعرض داخل ہو گیا صورت اسکی یون ہی کہ مدعی قاضی سے یہ کہے کہ فلانا تعرض بیجا کرتا ہی مجھ سے ناحق اور مین چاہتا ہون کہ وہ دفع کرے تعرض کو تو قاضی اس دعوی کو سن سکتا ہی اور منع کریگا قاضی مدعی علیہ کو اس تعرض مدعی سے ناحق تو جب تک مدعی علیہ کے پاس کوئی حجت نہوگی باز رہیگا تعرض سے پھر جب پاویگا کوئی حجت تعرض کریگا بخلاف دعوی قطع نزاع کے کہ وہ مسموع نہین صورت اوسکی یون ہی کہ ایک شخص آوے قاضی پاس اور کہے کہ حکم کر تو فلانے کو اثبات کا کہ اگر کوئی دعوی کہتا ہی میرے اوپر تو کرے اوسکو ورنہ روبرو گواہون کے بری کر دے مجھے سب دعاوی سے تو قاضی مدعی کو جبر نکریگا واسطے دعوی کرنیکے کیونکہ دعوی حق اوسکا ہی طحطاوی ص مدعی وہ ہی کہ اگر خصومت کو ترک کر دے تو اوسپر جبر نکرین اور مدعی علیہ وہ ہی کہ جو جبر کیا جاوے خصومت پر اور موافق تفسیر دعوی کے مدعی کی تفسیر یون چاہیے کہ مدعی وہ ہی جو خبر دیتا ہی اپنے حق کی غیر پر تو یہ تفسیر دوسری تفسیر ہی ذکر کیا ہی اسکو بعض مشایخ نے اور بعضون نے کہا ہی کہ مدعی وہ ہی جو تمسک کرتا ہی ساتھہ اوس امر کے جو غیر ظاہر ہو کہ وہ ایک امر حادث ہی ف یعنی وہ دعوی کرتا ہی ملک کی ایک شی کا حال آنکہ وہ شی اوسکے قبضے مین نہین ہی بلکہ قبضے مین مدعی علیہ کے ہی اور یہ امر خلاف ظاہر ہی کہ شی مالک کے قبضے مین نہو وے ص اور مدعی علیہ وہ ہی جو تمسک کرتا ہی ساتھہ اوس امر کے کہ وہ ظاہر ہی یعنی عدم اصلی کا ف یعنی ظاہر یہی ہی کہ شی اوسی کی ہی جسکے قبضے مین ہی اور مدعی علیہ یہی کہتا ہی ص لیکن اعتبار شناخت

مدعی اور مدعی علیہ مین معنی کا ہی نہ ظاہر کا یہانتک کہ اگر مودع نے دعوی کیا رد ودیعت کا طرف مودع کے تو وہ ظاہر مین مدعی ہی
لیکن حقیقت مین مدعی علیہ ہی کیونکہ انکار کرتا ہی ضمان کا ف یعنی غرض مودع کی جسکے پاس امانت تھی رد ودیعت کے دعوی سے
یہ ہی کہ اوسپر تاوان مال امانت کا لازم نہ آوے تو ظاہر مین اگرچہ یہی معلوم ہوتا ہی کہ رد ودیعت کا مدعی مودَع ہی اور مودِع مدعی علیہ ہی
لیکن یہان چونکہ حقیقت اور معنی کا اعتبار ہی اور حقیقت مین منکر ضمان کا مودَع ہی تو اوسی کو مدعی علیہ قرار دیا گیا اسواسطے کہ منکر کو مدعی علیہ
کہتے ہین تو قول اوسی کا قسم سے معتبر ہوگا ہدایہ ص اور دعوی کی صحت کے لیے شروط ہین ف رکن دعوی یہ ہی کہ نسبت کرنا حق کی طرف
اپنے اگر اصالتاً دعوی ہووے یا اپنے موکل کیطرف اگر وکالتاً ہو اور اہل دعوی وہ شخص ہو جو عاقل ممیز ہو اگرچہ صبی ماذون ہووے ورنہ جائز نہوگا
اور شروط دعوی یہ ہین کہ مجلس قضا ہو اور مدعی علیہ حاضر ہووے اسواسطے کہ قضا علی الغائب نہین ہو سکتی اور آیا مدعی علیہ کو حاضر کرنا
اوسی وقت چاہیے جب مدعی دعوی کرے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اگر مدعی علیہ شہر مین ہووے یا اتنی دور کہ اپنے مکانسے مجلس قضا مین آکر
پھر رات کو اپنے مکان مین رہ سکتا ہی تو بمجرد دعوی طلب کرے مدعی علیہ کو اور اگر اس سے زیادہ دور ہووے تو جب تک مدعی سے وجہ ثبوت نلیجاوے
مدعی علیہ کو طلب نکرے اور بعضون نے کہا ہی کہ حلف لیا جاوے مدعی سے اپنے دعوی کے حق ہونے پر اگر وہ حلف کرے تو طلب کرے مدعی علیہ کو ورنہ
اوسکو اپنی مجلس سے نکالدے طحطاوی کہا شلبی نے اور ہمارے زمانے مین قاضیون کا یہ حال ہی کہ جب اونکے پاس کوئی شخص آکر دعوی
کرتا ہی تو وہ طلب کر لیتے ہین مدعی علیہ کو بغیر اس بات کے کہ استفسار کرین مدعی سے کیفیت اوسکے دعوی کی اور تمیز کر لیوین صحت دعوی کو
اوسکے فساد سے اور یہ غفلت ہی اون قاضیون کی یا جہل ہی ان مسائل سے انتہی ص ایک یہ کہ جس چیز کا دعوی ہو اوسکی جنس
اور قدر بیان کرے ف جنس یعنی اوسکی قسم کہ شی مدعی دراہم ہین یا دنانیر یا گیہون ہین یا چاول اور قدر یعنی مقدار اوسکی کہ سو درہم ہین
یا سو دینار یا دو من گیہون یا چاول ہین اور اوسکا بیان صفت بھی ضرور ہی کہ وہ دراہم کیسے ہین جید یا ردی کہا طحطاوی نے جستوا اوس
شہر مین کئی طرح کے دراہم یا دنانیر چلتے ہون تو بیان وصف یعنی فلان قسم کے دراہم کا مین دعوی کرتا ہون ضرور ہی اور اگر شہر مین ایک ہی
طرح کے دراہم چلتے ہون تو بیان جنس و قدر کافی ہی بیان وصف کی کچھ حاجت نہین ص اور یہ شرط دعوی دین مین ہی اور جو دعوی کسی
شی معین کا ہووے تو اگر وہ شی حاضر ہو اوسکیطرف اشارہ کرے اور کہے کہ یہ میری ملک ہی اور اگر غائب ہووے تو اوسکا وصف بیان کرنا اور اوسکی
قیمت ذکر کرنا ضرور ہی تیسری یہ کہ اگر دعوی شی معین کا ہووے تو مدعی کو یہ بھی کہنا ضرور ہی کہ وہ شی مدعی علیہ کے قبضے مین ہی اور جو وہ شی
منقول ہی تو لفظ ناحق بھی کہے ف ناحق کی قید اسواسطے لگائی کہ کبھی شی ہوتی ہی غیر مالک کے پاس بسبب حق کے جیسے شی مرہون مرتہن
پاس یا مبیع بائع پاس بوجہ ندینے ثمن کے کذا فی الاصل ص اور دعوی عقار مین ف عقار بالفتح شی غیر منقول کو کہتے ہین
اصطلاح فقہا مین جیسے باغ زمین مکان وغیرہ ص قابض ہونا مدعی علیہ کا ثابت نہوگا مگر گواہی سے یا قاضی کے علم سے ف
یعنی اگر مدعی اور مدعی علیہ باہم متفق ہو جاوین اسبات پر کہ اسمکان یا زمین کا قابض مدعی علیہ ہی تو قبضہ اوسکا ثابت نہوگا کیونکہ
احتمال ہی کہ مدعی اور مدعی علیہ دونون نے حیلہ کیا ہو پرایا مال لینے کا اسطرح پر کہ وہ تصدیق کرین قبضہ مدعی علیہ کی حالانکہ وہ شی
شخص ثالث کے قبضے مین ہی تو قاضی حکم کردے ملک مدعی کا برخلاف شی منقول کے کہ اوسمین قبضے کا مشاہدہ اور معاینہ ہو جاتا ہی تو
صرف تصادق متخاصمین کافی ہی ثبوت قبضہ مدعی علیہ کے لیے کذا فی الاصل یا مختصر در مختار مین ہی کہ دعوی غصب عقار اور دعوی
شرا عقار مین کچھ حاجت قائم کرنے شہود کی نہین اس بات پر کہ وہ عقار قبضے مین مدعی علیہ کے ہی کیونکہ دعوی غصب اور شرا جیسے صحیح ہی قابض پر

دیسے ہی عیر قابض ہی بخلاف دعوی ملک مطلق کے **ص** تیسری شرط یہ ہی کہ مدعی یہ کہے کہ مین اوسکو طلب کرتا ہون مدعی علیہ سے تو اگر وہ شی مدعی مدعی علیہ کے پاس موجود ہوگی تو اوسکو حکم ہوگا حاضر کرنیکا اوس شی کو مجلس قضا مین تا مدعی اپنے دعوی مین اوسکیطرف اشارہ کرے یہی حال ہی گواہون کی گواہی دینے اور مدعی علیہ کے قسم دلانے مین یعنی چیز کا حاضر کرنا چاہیے تاکہ گواہ اپنی گواہی مین اور مدعی علیہ اپنی قسم مین اوسکی طرف اشارہ کرین اور اگر چیز کا حاضر کرنا مجلس قضا مین متعذر ہووے **ف** بسبب اوسکے ہلاک ہوجانے یا غائب ہوجانے کے **ص** تو مدعی اوسکی قیمت ذکر کر دیوے **ف** اور اگر باوجود باقی ہونے اوسکے کے حاضر کرنا اوسکا مجلس قضا مین متعذر ہووے جیسے چکی یا انبوہ غلہ کا یا گاہ بکری تو قاضی اپنا امین مدعی کے ساتھ کر دیوے کہ اوسکے ساتھ جاکر مدعی اوس شی کی طرف اشارہ کر دیوے اور جس صورت مین وہ شی ہلاک ہوگئی ہو تو صرف ذکر قیمت کافی ہی تو بیان کرنا رنگ جانور کا اور اوسکے سن اور ذکورت اور انوثت کا ضرور نہین اگر وہ جانور ہلاک ہوگیا ہو مدعی علیہ پاس اور یہ دعوی غصب اسوال مین اور اسی طرح دعوی شی مرہون مین بیان کرنا قیمت کا کچھ ضرور نہین کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ آدمی اپنے مال کی قیمت کو نہین جانتا بلکہ قول غاصب و مرتہن کا اوسکی قیمت مین حلف سے معتبر ہوگا البتہ دعوی سرقہ مین اگرچہ وہ شی حاضر ہو بیان قیمت ضرور ہی تا نصاب کی کیفیت معلوم ہووے **فائدہ** دعوی شی مجہول القیمت بر حلف نہین لیا جاتا مگر چھ جگہ دعوی شی مغصوب و دعوی شی مرہون و دعوی شی امانت تا قاضی جب وصی یتیم کو متہم بخیانت کرے تا قاضی جب متولی وقف کو متہم بخیانت کرے و دعوی شی مسروقہ اشباہ **مسئلہ** اگر مدعی نے بہت سی چیزون کا جنکی جنس اور نوع مختلف ہی دعوی کیا تو کل کی قیمت ذکر کر دینا کافی ہی اگرچہ ہر چیز کی قیمت علیحدہ علیحدہ بیان نہ کرے اور گواہ بھی اوسکے مقبول ہونگے قیمت پر اور حلف دیا جاویگا اوسکے مدعی علیہ کو کل مال پر ایک ہی بار اگر انکار کریگا اور اگر اقرار کریگا یا نکول کریگا تو اوسکے بیان پر جبر کیا جاویگا شامی و طحطاوی **ص** عقار کے دعوی مین یہ بھی شرط ہی کہ مدعی اوسکے حدود بیان کرے یعنی چارون حدین یا تین حدین اور اون حدون کے مالکون کا نام اور اونکے باپ اور دادا کا نام بھی بیان کرے **ف** حدود کا بیان کرنا شرط ہی دعوی عقار مین نزدیک امام ابوحنیفہ کے اگرچہ وہ عقار مشہور ہووے اور صاحبین کے نزدیک اگر مشہور ہووے تو حدود کا ذکر شرط نہین پھر بیان کر دینا تین حدود کا کافی ہی نزدیک ہمارے کیونکہ جب تین حدین ظاہر ہو گئین تو چوتھی حد ایک خط مستقیم ہوگی چنانچہ شکل مندرجہ حاشیہ سے ظاہر ہی اور زفر کے نزدیک چارون حدون کا بیان ضرور ہی اور یہی قول ہی ائمہ ثلثہ کا اور اسی پر فتوی ہی اور اصحاب مالکین حدود کی نسبت دادا تک شرط ہی امام اعظم کے قول مین لیکن اگر مالک حدود شخص مشہور ہی تو فقط اوسی کا نام ذکر کر دینا کافی ہی اور گھر کے دعوی مین یہ بھی شرط ہی کہ مدعی اوس شہر کا نام اور اوس محلے کا نام اور اوس گلی کا نام جہان پر وہ گھر ہی بیان کرے یہ سب شرائط دعوی عین سے ہین لیکن دعوی دین مین تو ذکر جنس و قدر کا ضرور ہی اور ذخیرہ مین مذکور ہی کہ اگر وہ چیز وزنی ہو جیسے سونا چاندی تو ذکر صفت بھی کھری ہی یا کھوٹی بیان کرنا ضرور ہی اور اوسکی نوع کا بھی ذکر ضرور ہی کہ مثلاً سکہ بخارا کا ہی یا نیشاپور کا کذا فی الاصل مع زیادہ **ص** جب دعوی مدعی کا صحیح ہو جاوے **ف** یعنی ہر قسم کے دعوی مین جو اوسکے شرائط ہین سب پائے جاوین تو اگر مدعی درخواست کرے **ص** تو قاضی مدعی علیہ سے سوال کرے اوس دعوی سے **ف** یعنی یون کہے کہ فلان شخص نے تیرے اوپر یہ دعوی کیا ہی تو تو کیا جواب دیتا ہی اور اگر دعوی کی صحت نہووے تو طلب مدعی علیہ کی اور سوال کرنا اوس سے کچھ ضرور نہین بلکہ دعوی کو خارج کر دیوے در مختار

خانہ مین یہی چیز شامل نہ تھی یعنی ایک کہ ایک شریک سے دوسرا شریک پر ایک خیانت سہم کا دعوی کیا تو مدعی علیہ کو قسم نہ دلائی جاویگی یا ایک شخص سے دوسرا بر دعوی ہلاک کرنے ایک مال مجہول کا کیا تو یہ دعوی صحیح نہوگا یا مدیون سے کہا کہ مین کچھ نہین دالی گواہ

ص تو اگر مدعی علیہ اقرار کرے دعوی مدعی کا یا انکار کرے تو مدعی سے بینہ طلب کرے اگر مدعی وجہ ثبوت پیش کر دیوے
تو قاضی حکم کر دیوے مدعی علیہ پر ف بغیر طلب مدعی کے اور اگر مدعی علیہ کہے کہ میں مدعی کے دعوی کو دفع کر سکتا ہوں
تو قاضی اوسکو تین دن کی مہلت دیوے اگر تیسرے دن کچہری ہوتی ہے اور جو روز نہ ہوتی ہو تو ایک دن کی دینا چاہیے اور اگر
تین دن کی دیگا تب بھی جائز ہے پھر اگر اوس مدت میں مدعی علیہ دفع کرے تو بہتر ورنہ قاضی اوسپر حکم کر دیگا کذا فی در مختار و شرح الطحطاوی
ص اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہوں وجہ ثبوت کے تو در صورت درخواست مدعی قاضی مدعی علیہ سے قسم لیوے
ف اسواسطے کہ روایت کی بخاری مسلم نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر لوگ دیے
جاتے صرف اپنے دعوی سے البتہ کچھ لوگ دوسروں کے خونوں کا اور مالوں کا دعوی کرتے لیکن قسم ہے مدعی علیہ پر اور روایت
کیا بیہقی نے سند صحیح سے اس حدیث کو اور اوس میں یہ لفظ ہے اَلْبَیِّنَةُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ
یعنی گواہ مدعی پر ہیں اور قسم منکر پر اور روایت کی بخاری اور مسلم نے وائل بن حجر سے کہ آیا ایک شخص کندی اور ایک حضرمی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس تو حضرمی نے یہ دعوی کیا کہ یا رسول اللہ اسنے میری زمین لے لی ہے تو کہا کندی نے کہ
وہ زمین میری ہے مدعی کا اوسمیں کچھ حق نہیں تب فرمایا حضرت نے حضرمی سے کیا تیرے پاس گواہ ہیں کہا اوسنے کہ نہیں فرمایا آپنے
پس تیرے لیے قسم اوسکی ہے کہا اوسنے یا رسول اللہ کندی مرد فاسق ہے وہ پرواہ نہیں رکھتا قسم کی فرمایا آپ نے نہیں ہے
تیرے لیے کچھ سوا قسم کے تو چلا کندی قسم کھانے تب کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر حلف کر لیگا مدعی کے مال پر
تاکہ کھاوے اوسکو ظلم سے البتہ ملیگا اللہ تعالی سے اور اللہ اوس سے منہ پھیر لیگا اور اس حدیث کے معنی بہت سی
حدیثوں میں مروی ہیں بلکہ بعضوں نے اسکو متواتر کہا ہے اور روایت کی مسلم نے ابی امامہ رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جسنے کاٹا حق مرد مسلمان کا اپنی قسم سے تو بیشک واجب کیا اللہ تعالی نے اوسکے لیے جہنم کو اور حرام کیا اوپر اوسکے جنت کو
تو کہا آپ سے ایک شخص نے یا رسول اللہ اگرچہ وہ تھوڑی چیز ہو فرمایا آپ نے اگرچہ ایک لکڑی ہو پیلو کی فائدہ اگر مدعی علیہ نے
کہا کہ میں اقرار کرتا ہوں نہ انکار تو اوس سے قسم نہ لیجاویگی بلکہ قید کیا جاویگا تاکہ اقرار کرے یا انکار کرے اسی طرح اگر چپ ہو رہے
بغیر کسی آفت کے اوسکی زبان میں در مختار مسائل استثنا کیا ہے فقہا نے بلا طلب قسم دلانے پر اوس شخص کو جو میت پر دعوی
دین کرے صورت اوسکے قسم دلانے کی یہ ہے کہ قاضی اوسکو یوں قسم دیوے کہ قسم اللہ کی میں نے اپنا حق مدیون میت سے نہیں
پایا اور نہ کسی نے اوسکی طرف سے مجکو ادا کیا اور نہ میری طرف سے کسی اور نے اوسپر قبضہ کیا میرے حکم سے اور نہ میں نے
اوسکو معاف کیا کل نہ بعض اور نہ میں نے اوسکا کسی پر حوالہ قبول کیا اور نہ میرے پاس اوسکی کوئی چیز رہن ہے کذا فی الحلبی
عن البحر ص تو اگر مدعی علیہ نے ایک دفعہ بھی قسم کھانے سے انکار کیا مثلاً کہا میں قسم نہیں کھاؤنگا یا چپ ہو رہا بغیر کسی
آفت کے ف یعنی اگر گونگا یا بہرا ہوگا تو سکوت اوسکا نکول نہوگا ص اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اوسکے نکول
پر تو صحیح ہے اور احتیاطاً لازم ہے کہ قاضی قسم کے واسطے تین بار مدعی علیہ سے کہے پھر اگر تیسری بار میں بھی مدعی علیہ قسم سے انکار
کرے تو قاضی اوسکے نکول پر حکم کر دیوے ف نکول کہتے ہیں قسم سے انکار کرنے کو قاضی اوسکے نکول پر حکم کر دیوے
کیا معنی مدعی کا مقدمہ جتا دیوے اور مال مدعی مدعی علیہ پر لازم کر دے ص اور نہ مدعی سے قسم نہ لیوے اور شافعی کے

نزدیک صرف نکول سے مدعی علیہ کے اوپر مال لازم نہ کیا جاویگا بلکہ پھر مدعی سے قسم لیجاویگی کہ وہ اپنے دعوی مین سچا ہی جب
مدعی حلف کریگا تو حکم کردیا جاویگا مال کا مدعی علیہ پر اور ہمارے نزدیک بدعت ہو اور سب سے پہلے اسطرح کیا معاویہؓ نے اور یہ
مخالف ہی حدیث مشہور کے **ف** اور یہی قول ہو احمد اور مالک کا اور یہی کہتے ہین ایمۂ ثلثہ کہ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہووے
تو مدعی سے قسم لیکر حکم کردینگے مال کا مدعی علیہ پر اور قسم اوسکی قائم مقام دوسرے گواہ کے ہوگی اور امام اعظمؒ نے دونون مسئلون مین
خلاف کیا ایمۂ ثلثہ کا یعنی اونکے نزدیک مدعی سے کسی حال مین قسم نلیجاویگی بلکہ حلف خاص ہو مدعی علیہ کے ساتھ باتباع حدیث مشہور
بلکہ متواتر ہو او پر گذری کہ فرمایا حضرت نے اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ یعنی جنس قسم منکر پر ہو اور الف لام الیمین
مین واسطے استغراق جنس کے ہی یعنی تمام قسمین مدعی علیہ پر ہین تو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ قسم مختص ہو مدعی علیہ سے ایمۂ ثلثہ دلیل
لاتے ہین اوس حدیث سے جسکو روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی اور طحاوی نے عبد الوہاب بن عبد المجید ثقفی سے انھون
امام جعفر صادقؓ سے انھون نے اپنے باپ محمد باقرؒ سے انھون نے جابرؓ سے کہ فیصلہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قسم کے اور ایک
شاہد کے کہا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ثوری اور مالک وغیرہ نے امام محمد باقرؒ سے مرسلاً اور یہی اصح ہو اور روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے محمد باقرؒ سے انھون نے حضرت علیؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ ایک شاہد کے اور قسم مدعی
اور یہ منقطع ہی کہا دارقطنی نے علل مین کہ جعفر صادقؓ نے کبھی وصل کیا اس حدیث کو اور کبھی مرسل کیا اور کہا شافعیؒ نے اور بیہقی
نے کہ عبد الوہاب نے وصل کیا اوسکو اور وہ ثقہ ہی مین کہتا ہون کہ ذہبی نے اوسکو ضعیف کیا اور کہا کہ مختلط ہوگیا تھا آخر عمر مین
اور مالک اور ثوری کی روایت مرسل اگرچہ صحیح ہو لیکن حدیث مرسل شافعیؒ کے نزدیک قابل احتجاج کے نہین ہو اور روایت کیا ابوداؤد
اور طحاوی نے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ شاہد اور قسم کے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور منکر کہا
اوسکو طحاوی نے اسواسطے کہ روایت کیا اوسکو قیس بن سعد نے عمرو بن دینار سے اور اوسکی حدیث کو عمرو بن دینار سے ہم کچھ نہین
جانتے اور روایت کی شافعیؒ اور اصحاب سنن اور ابن حبان نے ابوہریرہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا شاہد اور یمین
سے نقل کیا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہ یہ حدیث صحیح ہو لیکن روایت کیا اس حدیث کو سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے
اور سنا اوسے ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے پھر بگڑ گیا حفظ ابی سہیل کا اور کہتے تھے ابوسہیل کہ ربیعہ یہ کہتے ہین کہ مین نے اوسے
حدیث بیان کی ابوہریرہ کی کہا طحاوی نے نقلاً عن العینی کہ سہیل راوی اس حدیث کا منکر ہوا اوسکی روایت کا تو حدیث مذکور
حجت باقی نرہی بعد منکر ہونے اوسکے راوی کے اور باقی اسانید بھی اس حدیث کے ضعیف ہین جواب امام صاحبؒ کا اس حدیث سے
بچند وجوہ ہو اولاً اسطرح کہ یہ حدیث طرق اسکے سب ضعیف ہین رد کیا ہو اوسکو نقاد فن حدیث یحیی بن معین نے ثانیاً یہ حدیث
باوجود ضعیف ہونے کے مخالف ہو نص صریح کلام اللہ کے وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَامْرَأَتَانِ الآیۃ یعنی گواہ کرو تم دو مردون کو اپنے مین سے تو اگر دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین ثالثاً مخالف ہو حدیث
اوس حدیث مشہور بلکہ متواتر کے کہ گواہ مدعی پر ہین اور قسم منکر پر حصر کردیا ہو اوسمین جنس شہود کو مدعی پر اور جنس یمین کو مدعی علیہ
پر رابعاً اس حدیث مین خبر ایک واقعہ کا ہو اور نص قولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین احتمال ہو کہ شاید یہ حکم مخصوص ہو اوس
واقعہ سے یا اوس مدعی سے جیسا کہ حضرت نے کردیا شہادت خزیمہ کو قائم مقام دو شہادتون کے اور خاص ہو یہ امر خزیمہ سے باتفاق

علما اور احادیث اور آثار ہمارے قول مین عام تو واجب ہوگی ترجیح اونکی اس حدیث پر خامسًا بصورت تسلیم معنی اوس حدیث
کے یہ ہو سکتے ہین کہ حضرت نے حکم کیا شاہد اور یمین سے یعنی باوجود اسکے کہ مدعی نے ایک شاہد پیش کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اوسپر بوجہ عدم تکمیل نصاب شہادت لحاظ نہ فرمایا اور مدعی علیہ سے یمین لی تو مراد یمین مدعا علیہ ہو نہ یمین مدعی سادسًا
یہ کہ احتمال ہو کہ مراد شاہد سے خزیمہ ہو کیونکہ دوسری حدیث مین مروی ہو کہ حضرت نے اونکی شہادت کو تنہا بمنزلہ دو شہادت کے
رکھا اور یہ حکم اونکی خصوصیات مین سے ہو سابعًا یہ کہ الف ولام قضی بالیمین مع الشاہد مین عہد کا ہووے اور مراد حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی شاہد سے شہادت معہودہ یعنی دو مردون کی یا ایک مرد اور دو عورتون کی مراد ہو اسی طرح سے الیمین سے
یمین معہود یعنی یمین مدعی علیہ ثامنًا یہ کہ یمین سے یمین شاہد کی مراد ہووے یعنی شاہد کو حکم کیا کہ لفظ اشہد کہے کیونکہ اشہد الفاظ
یمین مین سے ہو تاسعًا یہ کہ عمل اس حدیث پر متعارف نہوا عہد سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین مین اور یہ دلیل قاطع ہو اس
حدیث کے متروک یا مأول ہونے پر عاشرًا یہ کہ استدلال امام شافعی اور ائمہ ثلثہ کا بابت اثبات مسئلتین کے اس سے تمام نہین
ہوتا کیونکہ مذہب و انکار و شہادت ہو مدعی پر بعد نکول مدعی علیہ اگرچہ مدعی نے ایک گواہ بھی پیش کیا ہو اور یہ مخالف ہو
اس حدیث کے بھی اگر کوئی کہے کہ اوس مسئلہ کے اثبات کی یہ دلیل نہین بلکہ روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے رد کیا قسم کو اوپر طالب حق یعنی مدعی کے تو جواب اوسکا یہ ہو کہ قطع نظر اسکے کہ یہ حدیث بھی ایک نقل واقعہ ہو دوسرے
یہ کہ احتمال ہو کہ بیان اوسی واقعہ یمین مع الشاہد کا ہووے اسناد اوسکی نہایت ضعیف ہو تصریح کی اوسکی سب محدثین نے فتلک
عشرۃ کاملۃ هکذا ینبغی تحقیق المقام وفیما ذکرنا کفایۃ لاولی الافہام استدلال عجیب امام
مالکؒ نے موطا مین لکھا کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ یمین مع الشاہد الواحد حجت نہین بسبب قول اللہ تعالی کے فان لم یکونا رجلین
الآیۃ تو حجت اون لوگون پر یہ ہو کہ آیا تم نہین دیکھتے کہ اگر ایک شخص نے دعوی کیا ایک شخص پر مال کا کیا نہین حلف لیا جاتا مدعی علیہ
سے تو اگر حلف کرتا ہو باطل ہو جاتا ہو اوس سے یہ حق اور اگر نکول کرتا ہو تو پھر حلف دلاتے ہین صاحب حق کو تو یہ ایسا امر ہو کہ نہین ہو
اختلاف اوسمین کسی کا لوگون مین سے اور نہ کسی شہر مین شہرون مین سے تو کس دلیل سے نکالا ہو اوسکو اور کس کتاب اللہ مین
پایا اس مسئلے کو تو جب اس امر کو اقرار کرے تو ضرور ہو کہ اقرار کرے یمین مع الشاہد کا اگرچہ نہین ہو یہ کتاب اللہ مین انتہی ما ختصارًا
مین کہتا ہون کہ یہ استدلال عجیب ہو امام مالکؒ سے کیونکہ ثبوت حلف مدعی علیہ کا تو احادیث متواترہ یا مشہورہ سے
موجود ہو بلکہ اوسپر اجماع ہو مجتہدین کا تو یہ کہنا کہ کس دلیل سے نکالا ہو اسکو بعید ہو صواب سے اور اگر مراد اونکی اس امر اتفاقی
سے حلف مدعی علیہ مع حلف مدعی در صورت نکول مدعی علیہ ہو تو اوسکو اتفاقی کہنا اور جمیع علما و بلاد و امصار کا قرار دینا
خلاف واقع اور غیر مسلم ہو باینہمہ جو لوگ یمین مع الشاہد کو حجت نہین جانتے ہین وہ کب کہتے ہین کہ قسم رد کی جاویگی
مدعی پر تو ملازمت ان دونون امرون مین غیر ثابت اور بے دلیل ہو اور شاید کہ امام مالکؒ کی اس عبارت کا مطلب
کچھ اور ہووے کہ وہ ہمارے فہم ناقص مین نہ آیا ہو واللہ اعلم بمراد عبادہ **ص** اور نہین قسم لی جاتی ہو امام صاحب کے
نزدیک سکوت سے نکاح اور رجعت اور عدت مین اور مدت ایلا کے اندر رجوع کرنے مین اور ام ولد ہونے مین اور غلام ہونے
مین اور نسب مین اور ولا مین برخلاف صاحبین کے **ف** اصل کتاب مین صورتین ان مسائل کی یون مذکور ہین کہ

ایک شخص نے دعوی کیا نکاح کا اور یا انکار کیا عورت نے یا اسکا اولٹا ہو یعنی عورت مدعی نکاح کی ہووے اور مرد انکار کرے یا دعوی
کیا ایک شخص نے طلاق کے اور گذر جانے عدت کے کہ مین نے رجعت کی تھی عدت کے اندر اور انکار کیا عورت نے یا
اسکا اولٹا ہوا یا دعوی کیا ایک شخص نے بعد گذر جانے مدت ایلا کے کہ مین نے رجوع کیا تھا ایلا سے قبل مدت کے اور انکار
کیا عورت نے یا اسکا اولٹا ہوا یا دعوی کیا ایک شخص مجہول النسب پر کہ یہ میرا غلام یا بیٹا ہی یا اسکا اولٹا ہوا یا جھگڑا کیا
دونون نے آزادی کی ولا یا ولا موالاۃ مین اسی طور پر یا دعوی کیا لونڈی نے اپنے مولی پر کہ میرے اولاد ہوئی تھی
مولی سے اور دعوی کیا تھا اوسکا مولی نے اور مرگیا ہو ولد یا اور اسکا اولٹا یہان نہین ہو سکتا کیونکہ مولی نے اگر دعوی
کیا کہ یہ میری ام ولد ہی تو وہ ام ولد ہو جاویگی صرف اوسکے اقرار سے نہین اوس لونڈی کے انکار کی طرف التفات نہوگا
دلیلین امام صاحب اور صاحبین کی مذکور ہین اصل مین لیکن صحیح و مختار یہ ہی کہ ان ساتون چیزون مین قسم لی جاویگی
در مختار اور فتاوی قاضی خان مین ہی کہ فتوی قول صاحبین پر ہی مسائل نکاح مین کذا فی الاصل **ص** اور نہین قسم لی جاویگی
حد اور لعان مین **ف** جیسے حد زنا اور حد قذف مین صورت حد کی یہ ہی کہ ایک شخص نے دعوی کیا دوسرے پر کہ تو نے
بالاتفاق ۱۲
مجکو تہمت زنا کی لگائی تھی اور تجہپر حد لازم ہی اور مدعی علیہ نے انکار کیا تو اوسپر قسم نہ آویگی بالاجماع اور صورت لعان کی یہ
ہی کہ عورت نے دعوی کیا خاوند پر کہ تو نے مجکو تہمت لگائی تھی زنا کی تو تجہپر لعان واجب ہی اور مرد نے انکار کیا تو اوسکو قسم
نہ دلائی جاویگی کذا فی الاصل **ص** اور چور نے اگر چوری سے انکار کیا تو اوس سے قسم لی جاوے مال کے لیے تو اگر
اوسنے نکول کیا ضمان دیگا مال کا اور ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اسواسطے کہ نکول ایسی دلیل ہی جسمین شبہہ ہی تو مال اوس سے لازم ہوگا
نہ حد اسی طرح خاوند کو قسم دلائی جاویگی اگر عورت نے دعوی کیا اوسکے طلاق دینے کا قبل دخول کے اسواسطے کہ طلاق
مین بالاجماع قسم لیجاتی ہی تو اگر مرد نکول کریگا ضمان دیگا صورت مذکورہ مین عورت کے نصف مہر کا اسیطرح نکاح مین جب
عورت دعوی کرے مہر کا یا نفقہ کا اور انکار کرے شوہر تو قسم لیجاویگی اوس سے اور اگر نکول کریگا تو مال اوسپر لازم ہوگا
اور عورت اوسپر حلال نہوگی نکول سے نزدیک امام ابوحنیفہ کے اسی طرح نسب مین جب مدعی بسبب نسب کے کسی حق کا دعوی
کرے جیسے میراث یا نفقہ کا اور سوا ان دونون کا مثل حجر لقیط اور امتناع رجوع کا ہبہ مین **ف** یا حضانت کا یا
عتق کا بسبب ملک کے یا ہبہ مین رجوع نہو سکنے کا شامی **ص** تو مدعی علیہ سے حلف لیا جاویگا اگر نکول کریگا تو وہ
حق ثابت ہو جاویگا نہ نسب نزدیک امام صاحب کے اسی طرح جو منکر ہو قصاص کا تو اوس سے حلف لیا جاویگا اجماعًا تو اگر نکول
کریگا قصاص بالنفس مین **ف** قصاص بالنفس یہ کہ مقتول کے بدلے مین اسکا قتل واجب ہووے اور قصاص بالاطراف یہ کہ
مدعی علیہ کسی کے ہاتھ یا پانون کاٹ ڈالے اور مدعی اسکا عوض چاہتا ہی کہ مدعی علیہ کے بھی ہاتھ یا پانون کاٹے جاوین
ص تو قید کیا جاویگا مدعی علیہ یہان تک اقرار کرے یا حلف کرے اور اگر نکول کریگا قصاص بالاطراف مین تو صرف اوسکے
نکول سے اوس سے قصاص لیا جاویگا نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک قصاص بالنفس مین بجز نکول دیت
لازم ہوگی قاتل پر اور اسیطرح قصاص بالاطراف ارش اونکا **ف** اور فتوی امام کے قول پر ہی **ص** مدعی نے
کہا میرے گواہ حاضر ہین **ف** یعنی شہر مین یہان تک کہ اگر مدعی کہیگا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین یا میرے گواہ مشہود

اور دلیل
دونون کی
...
...

غائب ہین تو مدعی علیہ سے قسم لیجاویگی اور ضمانت نہ لیجاویگی **ص** اور پھر قسم طلب کی مدعی علیہ سے تو مدعی علیہ سے
قسم نہ لیجاویگی بلکہ اوس سے حاضر ضمانت لیجاویگی تین روز کی **ف** لیکن شرط ہو کہ حاضر ضامن معتمد اور معتبر ہو کہ ویران و بیر
خوف بھاگ جانے کا نہووے اگرچہ مدعی علیہ صاحب اعتبار ہو اور مال بے حقیقت **ص** تو اگر مدعی علیہ ضمانت نہ داخل
نہ کرے تو خود مدعی یا امین اوسکا مدعی علیہ کے ساتھہ رہے مدت ضمانت تک یعنی تین روز تک تا کہ مدعی علیہ غائب نہو جاوے
یہ صورت جب ہو کہ مدعی علیہ مقیم ہو اوس شہر کا اور اگر مسافر ہو تو اوس سے حاضر ضمانت وقت برخاست کچہری تک لیجاویگی اور اگر
ضمانت نہ دیگا تو اسی مدت تک مدعی کو حکم اوسکے ساتھہ رہنے کا ہوگا پس اگر مدعی مدت مقررہ مین گواہ لایا تو بہتر ہو ورنہ قاضی
اوس سے حلف لے لیوے یا اوسکو چھوڑ دیوے **ف مسائل الحاقیہ** اگر مدعی اور مدعی علیہ نے اتفاق کر لیا اس
امر پر کہ مدعی علیہ قاضی کے سوا اور کہیں قسم کھاوے اور بری الذمہ ہو جاوے تو یہ باطل ہو اسواسطے کہ قسم قاضی کا حق ہو بطلب
مدعی تو اعتبار نہین قسم اور انکار قسم کا بغیر قاضی کے پاس مدعی علیہ نے اگر کہا کہ مدعی سے حلف لیا جاوے اسپر کہ وہ اپنے
دعوی مین سچا ہو یا گواہ اوسکے سچے ہین تو قاضی اوسکی درخواست پر لحاظ نہ کرے **فائدہ** طریق قضا کے تین ہین ایک اقرار
مدعی علیہ دوسرے برہان مدعی تیسرے نکول مدعی علیہ تو قاضی کو چاہیے کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہووین اور وہ طلب کرے
قسم کو مدعی علیہ سے تو مدعی علیہ سے کہے واسطے قسم کرنیکے اگر وہ قسم کھا لیوے تو بہتر ہو اور اگر نکول کرے تو اوسپر مال کا حکم کر
دیوے کہ قبل مدعی علیہ کے حلف یا نکول کرنیکے اسطرح فیصلہ کر دیوے کہ مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے اگر کرے تو بہتر ورنہ اوس
مال ادا کیا جاویگا جیسا کہ اس زمانے کے قاضی کرتے ہین اور یہ امر باعث جہل ہو اون سے یا غفلت تو اس امر کو یاد رکھنا چاہیے
قاضی کے سامنے مدعی علیہ نے انکار کیا قسم سے اور قاضی نے اوسپر نکول سے حکم کر دیا مال کا بعد اوسکے مدعی علیہ مستعد ہوا حلف پر
تو اب کچھ سماعت اوسکی نہوگی اور قضا اپنے حال پر باقی رہیگی اگر مدعی نے بعد قسم کے گواہ قائم کیے گو کہ پہلے کہہ چکا ہو کہ میرے
پاس گواہ نہین ہین یا بعد قضا بالنکول کے تو قبول کیے جاوینگے وکیل اور وصی اور متولی اور صغیر کا باپ مدعی علیہ سے
حلف لے سکتے ہین نیابتہ اور حلف نہین کر سکتے نیابتہ اپنے فعل پر آدمی سے قسم لیجاتی ہو بطور قطع اور یقین کے یعنی جسطرح
مدعی کہتا ہو اوسطرح نہین ہو اور غیر کے فعل پر بطور علم کے کہ مین نہین جانتا اس بات کو جیسے کسی شخص نے دعوی کیا دین یا عین کا
وارث پر بشرطیکہ قاضی اوسکی میراث ہونیکو جانتا ہو یا مدعی نے اوسکی میراث ہونیکا اقرار کیا یا خصم یعنی مدعی علیہ اوسکی میراث
ہونے پر گواہ لایا تو مدعی علیہ یعنی وارث سے علم پر قسم لیجاوے کہ مین نہین جانتا کہ یہ چیز تیری ہو یا تیرا دین آتا تھا مورث پر اگر
مدعی نے دعوی کیا دین کا مدعی علیہ پر اور ثابت کیا اوسکو برہان سے بعد اوسکے مدعی علیہ نے جواب دیا کہ یہ دین مدعی کو
پہونچ چکا ہو تو مدعی علیہ سے گواہ ادائے دین کے لیے جاوینگے اسیطرح اگر دعوی کرے مدعی کے عفو کر دینے کا اگر مدعی علیہ
کے پاس گواہ نہوں ایصال دین یا ابرائے دین کے اور طالب ہو قسم کا مدعی سے تو مدعی سے قسم لیجاویگی اگر مدعی قسم کر لے
تو مال لایا جاویگا مدعی علیہ سے اور اگر نکول کرے تو مدعی علیہ پر مال لازم نہوگا اگر ایک شاہد نے شہادت دی ہزار روپے کی مدعی علیہ
پر اور دوسرے نے اوسکے اقرار پر تو گواہی مقبول ہوگی اگر مدیون نے ایصال دین کا دعوی کیا ایکبارگی کل دین کا اور گواہوں نے
ادائے متفرق کی گواہی دی تو یہ گواہی مقبول نہوگی اگر وارثوں نے زوجیت زوجہ کا بالکل انکار کیا یعنی یہ کہا کہ ہمارے

عورت کی یہ کبھی زوجہ نہ تھی البتہ اوسکے زوجہ نے گواہ قائم کیے نکاح اور مہر پر اب وارث کہنے لگے کہ ہمارے مورث
نے اوسکو طلاق دیا تھا یا اسنے ابرا کیا تھا مہر سے تو یہ قول ان وارثوں کا مسموع نہوگا اسواسطے کہ صریح مخالف ہو قول اول کے کذا فی الدر المختار

باب کیفیت حلف کے بیان میں

ص قسم لیجاوے اللہ جل شانہ کے نام پاک سے نہ کسی اور کے نام سے ف تو اگر قسم کھاویگا قرآن یا ایمان یا باپ یا پیغمبر یا ولی
یا شہید کے نام سے یا کعبے کی تو اوسپر احکام قسم کے مرتب نہونگے بلکہ اگر اللہ جل شانہ کا سا کسی اور کو بزرگ سمجھکر قسم کھاویگا تو مشرک ہو جاویگا
البتہ اگر قسم کھاوے اللہ کے نام سے یا اور کسی اوسکے اسم سے اسمائے متبرکہ سے جیسے رحمن رحیم قادر ذو الجلال الخ یا اوسکی ایسی صفت سے
جس سے قسم کھائی جاتی ہو جیسے عزت اور جلال اور کبریا اور عظمت اور قدرت تو یہ قسم معتبر ہوگی شامی روایت کی بخاری اور مسلم نے
ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تمکو منع کرتا ہو اس بات سے کہ قسم کھاؤ تم اپنے باپون کی سو جو شخص تم
مین سے قسم کھانیوالا ہو سو چاہیے کہ قسم کھاوے خدا کی یا چپ رہے اور روایت کی بخاری مسلم نے ابو ہریرہؓ سے کہ جسنے اپنے حلف
مین کہا قسم ہو لات اور عزی کی تو چاہیے کہ کلمہ توحید پڑھے یعنی لا اله الا الله کہا شیخ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین کہ اگر قسم غیر خدا کی علی
وجہ التعظیم نہین ہو تو اوس سے کافر نہین ہوتا لیکن استغفار چاہیے کیونکہ صورت کفر کی ہو اور اگر قسم غیر خدا کی علی وجہ التعظیم ہو یعنی
اوس چیز کی تعظیم مثل خدا کے جانتا ہو تو یہ کفر ہو اور ارتداد ہو واجب ہو کہ رجوع کرے اوس سے اور تجدید اسلام کرے روایت کی ابوداود نے
ابو ہریرہؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ قسم کھاؤ تم اپنے باپ دادا اور اپنی ماؤن کی اور نہ بتون کی اور نہ قسم کھاؤ
تم خدا کی مگر جب سچے ہو اور روایت کی ترمذی نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے قسم کھائی
سوا خدا کے اور کسی کی تو اسنے شرک کیا ص اور قسم نہوگی طلاق اور عتاق سے ف یعنی اگر مدعی کہے کہ مدعی علیہ سے
یون قسم لیجاوے کہ اگر مدعی کا دعوی سچا ہووے تو میری جورو پر طلاق ہو یا میرا غلام آزاد ہو تو اوس درخواست مدعی پر کچھ لحاظ نہوگا
کیونکہ قسم طلاق یا عتاق سے دینا حرام ہو کذا فی الخانیہ ص اور قول ضعیف یہ ہو کہ اگر ہمارے زمانے مین مدعی الحاح اور زاری کرے
تو قاضی کو جائز ہو کہ مدعی علیہ سے طلاق اور عتاق پر قسم لیوے ف یعنی قاضی کو ایسی قسم لینا درست ہو اور یہ قول مردود ہو
بچند وجوہ اول یہ کہ حلف دلانا طلاق اور عتاق کا حرام ہو تو اگرچہ مدعی الحاح اور زاری کرے قاضی کو اوسکی تعمیل کیسے درست ہوگی
اسی کو اختیار کیا ہو صاحب در مختار اور فقہائے معتبرین نے دوسرے یہ کہ نتیجہ تحلیف اسمین ظاہر نہین ہوتا اسواسطے کہ اگر مدعی علیہ نے
انکار کیا ایسی قسم سے یعنی طلاق اور عتاق کی قسم سے تو اوسکے نکول سے اوسپر مال لازم نہ کیا جاویگا تو یہ تحلیف بے فائدہ ٹھہری لیکن
بعض فقہا نے یہ کہا ہو کہ جس شخص نے جائز رکھا ہو اس تحلیف کو تو وہ قائل ہو اس بات کا بھی کہ بصورت نکول مدعی علیہ مال اوسپر لازم کیا جاویگا
در مختار اور شامی نے نقل کیا در البحار سے کہ کبھی فائدہ اس قسم کا یہ ظاہر ہوتا ہو کہ مدعی علیہ جاہل ہوتا ہو اس بات کا کہ نکول ایسی قسم سے
معتبر نہین تو وہ وقت طلب حلف قسم سے انکار کرکے مال کا اقرار کر لیتا ہو تیسرے یہ کہ یہ قول منقول نہین مجتہدین ائمہ سے
اور نہ قدمائے فقہ سے بلکہ متون مین اسکی ممانعت لکھی ہو تو جواز اسکا محض ایجاد کیا ہوا بعض فقہائے متاخرین کا ہو جنکی تقلید ضرور نہین
علی الخصوص جب کہ مخالف احادیث اور حرام ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ص اور سخت کرسکتا ہو قاضی قسم کو خدا کی اوصاف ذکر
کرنے سے مثلاً کہے قسم اوس اللہ کی جو عالم الغیب ہو جیسے والا ہو یادشاہ ہو زندہ ہو کبھی اوسکو موت اور فنا نہین اور مثل اسکے ف

ہدایہ میں اسکی مثال یون لکھی ہو کہ قاضی کہے مدعی علیہ سے کہ تو قسم خدا کی ایسا خدا کہ جاننے والا ہو غائب اور حاضر کا وہ رحمن رحیم ہو جانتا ہو
وہ چھپی چیز کو جیسے جانتا ہو کھلی چیز کو کہ مدعی کا تیرے اوپر یہ مال نہیں ہو اور نہ اوس میں سے کچھ انتہی اور قاضی کو پہنچتا ہو کہ تاکید کرے قسم کی
اس سے زیادہ یا کم لیکن احتیاط کرے اس بات کی کہ مدعی علیہ پر قسم مکرر نہو جاوے اسواسطے کہ استحقاق اوسپر صرف ایک قسم کا ہو اور بعضون نے
کہا ہو کہ جو شخص نیکبخت مشہور ہو اوسپر تاکید قسم کی حاجت نہیں البتہ جو ایسا نہو اوسپر قسم سخت کرے اور بعضون نے کہا ہو کہ اگر مال
قلیل ہو تو تغلیظ قسم کی حاجت نہیں البتہ اگر مال خطیر کا دعوی ہو تو قسم کو سخت کرے ہدایہ تو اگر قاضی نے مدعی علیہ کو اللہ تعالی کی
قسم دی اور اوسنے تغلیظ قسم سے انکار کیا تو قاضی اوسپر نکول سے حکم نکرے اسواسطے کہ مطلب تو اللہ کی قسم سے ہو اور وہ حاصل ہوگیا
در مختار عن الزیلعی **ص** اور نہوگی تاکید قسم کی مسلمان پر زمان اور مکان سے **ف** تغلیظ زمان یہ کہ رمضان شریف یا جمعہ کے
دن قسم لے اور تغلیظ مکان یہ کہ مسجد یا بیت اللہ میں قسم لیوے در مختار میں ہو کہ یہ تغلیظ مستحب نہیں ہو قاضی کو تو ظاہر یہ ہو کہ اگر کرے
تو مباح ہو لیکن نقل کیا شامی نے محیط سے کہ نہیں جائز ہو تغلیظ قسم کی ساتھ مکان کے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک تغلیظ قسم
کی چاہیے زمان سے جیسے بعد نماز عصر کے دن جمعہ کے اور مکان سے جیسے جامع مسجد میں نزدیک منبر کے اور یہودی کو یون حلف
دلاوینگے کہ قسم ہو اوس خدا کی کہ جسنے اوتارا توریت کو موسی علیہ السلام پر اور نصرانی کو اسطرح کہ قسم ہو اوس خدا کی جسنے اوتارا انجیل کو
عیسی علیہ السلام پر اور مجوسی کو اسطرح کہ قسم خدا کی جسنے پیدا کیا آگ کو اور بت پرست کو قسم خدا کی دلاوینگے **ف** کیونکہ بت
پرست اقرار کرتے ہین وجود خدا تعالی کا فرمایا اللہ تعالی نے وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ
یعنی اگر تو پوچھے مشرکین سے کہ کسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو البتہ کہینگے کہ خدا نے پیدا کیا اور ہندو سے آگ کی اور گنگا کی قسم
نہ لیوے کیونکہ تحلیف بغیر خدا جائز نہیں ہو بلکہ یون کہے کہ قسم اوس خدا کی جسنے پیدا کیا آگ کو اور گنگا کو در مختار میں ہو کہ فرقہ دہریہ جو قائل
نہیں خدا سے عز و جل کے بلکہ انکار کرتے ہین خدا سے تو اونسے کس چیز کی قسم لیجاویگی یہ امر معلوم نہیں ہوا مترجم کہتا ہو کہ اونسے دہر کی
قسم لیجاویگی اسواسطے کہ دہر بھی منجملہ اسماے الہی ہو حدیث شریف میں ہو کہ فرمایا اللہ تعالی نے میں دہر ہون اور آدمی برا کہتا ہو دہر کو
اور اگر یہودی نصرانی پارسی ہندو سے صرف خدا کی قسم لے لے تو کافی ہو جاویگا در مختار میں ہو کہ اگر مدعی علیہ گونگا ہو تو اوسکو حلف
دینے کا یہ طریقہ ہو کہ قاضی اوس سے کہے کہ تجھپر عہد ہو خدا کا اور اوسکا میثاق اگر ایسا اور ایسا ہو پھر جب وہ اپنے سر سے اشارہ کرے کہ ہان تو
وہ حالف ہو جاویگا اور اگر بہرا بھی ہو تو قسم کو لکھے تاکہ وہ اوسکا جواب لکھے اپنے خط سے اور اگر وہ لکھنا نہ جانتا ہو تو اوسکو اشارے سے
قسم دیوے اور اگر گونگا اور بہرا اور اندھا بھی ہووے تو اوسکا باپ قسم کھاوے یا اوسکا وصی یا اگر باپ اور وصی نہووینگے تو قاضی نے جس شخص کو
اوسکے قائم مقام کیا ہو وہ حلف کرے طحطاوی نے یہ لکھا کہ یہ قسم کیا علم پر ہوگی اسواسطے کہ متعلق بالغیر ہو یا بالیقین پس قطع پر اسکو تحریر کرنا چاہیے پھر
معلوم کر کہ یہ قول مخالف ہو ماتقدم کے کہ نیابت استحلاف میں جاری ہوتی ہو نہ حلف میں انتہی **ص** اور نہ حلف دیے جاوینگے
یہ لوگ **ف** یعنی یہود اور نصاری اور بت پرست **ص** اپنے عبادت خانون میں **ف** اسواسطے کہ قاضی کو انکے عبادت
خانون میں جانا مکروہ ہو کیونکہ وہ مجمع شیاطین ہین اور ظاہر کراہت تحریمی ہو اسواسطے کہ عند الاطلاق کراہت تحریمی مراد ہوتی ہو اور دینے
فتوی دیا ہو اوس مسلمان کی تعزیر کا جو ملازم کنیسہ ہو یہود کے ساتھ کذا فی البحر الرائق **ص** اور قسم لائی جاوے مدعی علیہ کو حاصل ہو
پر **ف** قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہو کہ اگر سبب ایسا ہو جو مرتفع نہیں ہو سکتا جیسے عتق مرد مسلمان کا تو اوس میں حلف سبب پر ہوگا اور اگر وہ

سبب مرتفع ہوسکتا ہی جیسے بیع فسخ سے اور نکاح طلاق سے تو وہان قسم حاصل پر ہوگی مگر جس صورت مین مدعی کا ضرر ہو وہ اسکی مثالین تو گذر چکی ہین **ص** جیسے بیع اور نکاح مین قاضی یون قسم دیوے کہ قسم خدا کی تم دونون مین بیع قائم نہین ہی یا نکاح قائم نہین اور طلاق مین اسطرح کہ وہ عورت تجھ سے اسوقت بائن نہین ہی اور غصب مین اسطرح کہ تجھپر اوس چیز کا پھیر دینا واجب نہین وہ یہ کہ قسم سبب پر جیسے قسم خدا کی مین نے نہین بیچا یا مین نے طلاق نہین دی یا مین نے غصب نہین کیا یا مین نے نکاح نہین کیا **ف** اسواسطے کہ یہ اسباب مرتفع ہوجاتے ہین اسطرح پر کہ ایک چیز کو بیچا پھر اقالہ کیا تو اگر مدعی علیہ کو قسم دلاوینگے سبب پر تو اوسکو ضرر ہوگا بوجہ جھوٹے لینے کے یہ مذہب طرفین کا ہی اور ابو یوسف کے نزدیک سب صورتون مین قسم سبب پر دلائی جاویگی مگر جبکہ مدعی علیہ قاضی سے کنایۃً کہے کہ اے قاضی حلف دلائو مجھکو سبب پر اسواسطے کہ آدمی کبھین بیع کرتا ہی پھر اقالہ کرلیتا ہی یا طلاق دیتا ہی پھر نکاح کرلیتا ہی اور بعض نے کہا ہی کہ مدعی علیہ کے انکار کو دیکھے اگر وہ منکر ہوگا سبب کا تو اوسپر حلف دیا جاویگا اور اگر منکر ہوگا حکم کا تو حاصل پر حلف دیا جاویگا اور یہان پر کہنے والا یہ کہ سکتا ہی کہ لائق یہ ہی کہ ہمیشہ حلف ہو سبب پر اگرچہ مدعی علیہ کنایۃً قاضی سے کہے اسواسطے کہ اعتماد مدعی کی یہ بات ہی کہ پہلے بیع ہوئی ہوگی پھر اقالہ ہوا ہوگا تو دعوی اقالہ مین مدعی علیہ کو مدعی ہونا چاہیے تو مدعی علیہ پر گواہ لازم ہین اقالہ کے اور اگر عاجز ہو تو مدعی پر قسم ہی کذا فی الاصل **ص** مگر اوس صورت مین جہان پر مدعی کا ضرر ہووے تو وہان حلف سبب پر ہوگا جیسے شفعہ کا دعوی بسبب ہمسائگی کے اور نفقہ مطلقہ بائنہ [illegible] ان چیزون کا قائل نہو **ف** مثلاً مدعی علیہ شافعی ہو اور اوسکے نزدیک ہمسایہ کو شفعہ نہ مطلقہ بطلاق بائن کو نفقہ [illegible] سے قسم لیجاویگی حاصل پر یعنی میرے اوپر شفعہ واجب نہین یا نفقہ واجب نہین تو مدعی علیہ سچا ہوگا اور مدعی کا ضرر لازم آویگا اسواسطے مدعی علیہ کو یون قسم دینگے کہ قسم خدا کی مین نے یہ گھر نہین خریدا یا مین نے اوسکو طلاق بائن نہین دی کذا فی الاصل **ص** اسیطرح قسم لی جاویگی اوس سبب پر جو مرتفع نہین ہوسکتا جیسے غلام مسلمان عتق کا دعوی کرے مولی پر **ف** تو مولی کو یون قسم دینگے کہ قسم خدا کی مین نے اوسکو نہین آزاد کیا اسواسطے کہ حاصل پر حلف لینے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ سبب کا ارتفاع یہان نہین ہوسکتا اسواسطے کہ غلام مسلمان جب آزاد ہوگیا تو پھر غلام ہو نہین سکتا کذا فی الاصل **ص** اور لونڈی اور غلام کافر میں اگر مدعی ہون یہ دونون عتق کے مولی پر تو قسم لیجاویگی حاصل پر **ف** اسواسطے کہ سبب کا ارتفاع یہان ہوسکتا ہی لیکن لونڈی مین تو اسطرح کہ مرتد ہوجاوے اور دار الحرب مین چلی جاوے پھر قید ہو کر آوے اور لیکن غلام کافر تو اسطرح پر کہ عہد کو توڑ دیوے اور دار الحرب مین چلا جاوے پھر قید ہو کر آوے کذا فی الاصل **ص** اور جو شخص کسی چیز کا وارث ہو دا اپنے مورث سے اور دوسرا شخص مدعی ہو اوس چیز کا تو وارث سے قسم علم پر لیجاویگی یعنی اسطرح کہ مجھے معلوم نہین کہ یہ شی تیری ملک ہی اور اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ یا خرید سے آئی تو وہ بطور قطع حلف کرے **ف** اسیطرح اگر وارث مدعی ہو کسی چیز کا دوسرے پر **ص** اور مختار ہی اور قسم کے بدلے مین مدعی کو کچھ دینا اور صلح کرلینا کچھ مال پر یعنی قسم سے صلح جائز ہی تو مدعی جب اقرار کرے کہ مجھکو بدل القسم کا یا بدل صلح قسم سے پہونچ گیا تو اب مدعی علیہ کو قسم نہ دی جاویگی بلکہ حق حلف ساقط ہوجاویگا **فائدہ** مدعی نے قسم چاہی مدعی علیہ سے سو اوسنے کہا کہ تو مجھکو قسم دے چکا ہی ایک بار تو اگر تحلیف قاضی یا پنچ کے سامنے ہوئی ہی اور مدعا علیہ پر گواہ لایا تو مدعی علیہ کا قول مقبول ہوگا ورنہ مدعی اوس سے حلف لے سکتا ہی ++

ص باب التحالف یعنی دو شخصون کے باہم قسم کھانے کے بیان مین

ص جب بائع اور مشتری نے اختلاف کیا مقدار ثمن مین **ف** مثلاً بائع نے ثمن دو سو روپیہ بتلایا اور [illegible]

یا مبیع میں **ف** یعنی مشتری نے مبیع زیادہ بتلائی اور بائع نے کم جیسے مشتری نے مبیع کو مبیس من غلہ قرار دیا اور بائع نے اونیس

من **ص** تو جو شخص گواہوں سے اپنا بیان ثابت کریگا اوسکے موافق حکم ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ اپنے بیان پر پیش

کیے تو فیصلہ اوسکے موافق ہوگا جو دعوی کرتا ہے زیادت کا **ف** اور وہ بائع ہے صورت اول میں اور مشتری صورت ثانی میں **ص**

اور اگر اختلاف ہوا مقدار ثمن اور مبیع دونوں میں مثلاً بائع نے کہا کہ میں نے اس غلام کو دو ہزار روپے کے عوض میں بیچا ہے اور مشتری نے

کہا نہیں بلکہ تو نے دو غلاموں کو بدلے میں ہزار روپے کے بیچا ہے تو گواہ بائع کے ثمن میں اور مشتری کے مبیع میں معتبر ہونگے اور اگر بائع

اور مشتری دونوں گواہوں کے پیش کرنے سے عاجز ہوئے تینوں صورتوں میں **ف** یعنی جب اختلاف ہو فقط مقدار ثمن

میں یا فقط مقدار مبیع میں یا مبیع اور ثمن دونوں میں **ص** تو یا ہر شخص دوسرے کی زیادتی پر راضی ہو جاوے **ف** یعنی

مشتری بائع کی زیادتی ثمن پر یا بائع مشتری کی زیادتی مبیع پر یا ہر ایک دوسرے کی زیادتی پر **ص** یا دونوں حلف کریں تو اگر

اختلاف ثمن میں ہوگا تو مشتری سے کہا جاویگا یا تو تو راضی ہو جا اوس ثمن سے جسکا بائع دعوی کرتا ہے ورنہ بیع فسخ کی جاویگی اور اگر

اختلاف مبیع میں ہوگا تو بائع سے کہا جاویگا یا تو تو تسلیم کر دے اوس چیز کو جسکا دعوی کیا مشتری نے ورنہ فسخ کرینگے ہم بیع کو اور

اگر اختلاف دونوں میں ہووے تو ہر ایک سے یہی کہا جاویگا تو اگر راضی ہو گیا ہر شخص دوسرے کی زیادتی پر تو بہتر ہے ورنہ دونوں سے

حلف لینگے اور پہلے حلف مشتری سے لیا جاویگا **ف** تینوں صورتوں میں اسواسطے کہ پہلے اوسیسے ثمن کا مطالبہ ہوتا ہے تو انکا

بھی اوسکا اسبق ہے اور بھی جلدی ظاہر ہوتا ہے فائدہ نکول کا اور وہ وجوب ثمن ہے بر خلاف اوس صورت کے جب بائع سے پہلے حلف

لیا جاوے کیونکہ مطالبہ تسلیم مبیع کا موخر رہیگا استیفا ثمن تک اور اگر بیع اسباب کی بدلے میں اسباب کے ہووے یا بیع صرف ہووے تو قاضی کو

اختیار ہے کہ جسکی قسم سے چاہے شروع کرے اور قسم صرف اسی طور سے لیجاویگی کہ بائع یوں قسم کھاوے کہ واللہ میں نے ہزار کو نہیں بیچا اور

مشتری قسم کھاوے کہ واللہ میں نے بعوض دو ہزار کے نہیں خریدا اور ملانا اثبات کا اسکے ساتھ ضرور نہیں یعنی بائع یہ بھی کہے کہ بلکہ

میں نے دو ہزار کو بیچا ہے اور مشتری یہ بھی کہے کہ بلکہ میں نے ایک ہزار کو خریدا ہے یہی صحیح ہے کذا فی الاصل مع تشریح من الہدایہ **ص**

اور فسخ کر دیوے قاضی بیع کو بعد دونوں کی قسم کے اور جو نکول کریگا دونوں میں سے اوسپر لازم کیا جاویگا دعوی دوسرے کا **ف**

یعنی جب قاضی نے پیش کیا قسم کو پہلے مشتری پر تو اگر اوسنے نکول کیا تو بائع کا دعوی اوسپر لازم ہو گیا اور اگر حلف کیا تو اب قسم پیش

کیجاویگی بائع پر تو اگر اوسنے حلف کیا تو فسخ کیجاویگی بیع اور اگر نکول کیا تو مشتری کا دعوی اوسپر لازم ہوگا جاننا چاہیے کہ

اختلاف جب مقدار ثمن میں ہووے تو دونوں سے حلف لینا قبل قبض مبیع کے موافق ہے قیاس کے اسواسطے کہ بائع دعوی کرتا ہے زیادتی

ثمن کا اور مشتری اوسکا انکار کرتا ہے اور مشتری دعوی کرتا ہے تسلیم مبیع کا بائع پر ساتھ ثمن قلیل کے اور بائع اوسکا انکار کرتا ہے تو

ہر ایک ان دونوں میں سے مدعی بھی ہوا اور منکر بھی تو دونوں پر حلف لازم آویگا لیکن بعد قبض مبیع کے دونوں سے حلف لینا

خلاف قیاس کے ہے اسواسطے کہ مشتری کسی بات کا دعوی نہیں کرتا بائع پر کیونکہ مبیع اوسکے پاس آ گئی ہے البتہ بائع دعوی کرتا ہے

زیادتی ثمن کا اور مشتری اوسکا منکر ہے تو قسم صرف مشتری سے چاہیے تھی لیکن ترک کیا قیاس کو ہمنے اور ثابت کیا ہمنے دونوں

سے حلف کو قول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جب اختلاف کریں بائع اور مشتری اور مبیع موجود ہووے تو دونوں حلف

کریں اور دونوں پھیر دیں یعنی بائع ثمن کو اور مشتری مبیع کو کذا فی الاصل یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی تا ان روایت کی

ابن ماجہ اور دارمی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اختلاف کریں بائع اور مشتری اور مبیع موجود ہووے اور نہیں دونوں کے پاس گواہ نہوویں تو قول بائع کا معتبر ہے یا پھیر لیویں دونوں مبیع کو اور نقل کیا سیوطی نے جامع صغیر میں روایت طبرانی سے ابن مسعودؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البیعان اذا اختلفا ولا بینۃ ترادا البیع یعنی بائع اور مشتری جب اختلاف کریں اور نہیں دونوں کے پاس گواہ نہوویں تو پھیر لیویں بیع کو **ص** اگر اختلاف ہو میعاد میں یا شرط خیار میں یا قبض میں بعض ثمن کے تو تحالف نہیں بلکہ حلف دلایا جاویگا منکر **ف** برابر ہے کہ اختلاف اصل اجل میں ہووے جیسے مشتری کہے کہ میں نے ادھار اتنی مدت پر خریدی ہے اور بائع اوس سے انکار کرے یا مشتری کہے کہ ثمن موجل ہے میعاد ایک سال کے اور بائع کہے کہ نہیں بلکہ چھ مہینے کی میعاد ہے تو جو منکر ہوگا زیادت کا اوسکو قسم دیجاویگی یا کہے بائع یا مشتری کہ بیع بشرط خیار تھی اور دوسرا اوسکا انکار کرے یا کہے ایک دونوں میں کہ مجھکو اختیار تھا تین دن کا اور دوسرا کہے کہ نہیں بلکہ دو دن کا یا مشتری کہے کہ میں بعض ثمن دے چکا ہوں اور بائع اوسکا انکار کرے کذا فی الاصل **ص** اسیطرح تحالف نہوگا اگر مبیع تلف ہوگئی ہووے اور پھر اختلاف ہو قدر ثمن میں بلکہ حلف دیا جاویگا مشتری کو نزدیک امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے اور قول مشتری کا قسم سے مقبول ہوگا برخلاف محمد کے اور دلیل انکی اصل میں مسطور ہے اور جو بعض مبیع تلف ہوئی اور بعض باقی ہے تو بھی تحالف نہوگا مگر اس صورت میں تحالف ہوگا کہ بائع جتنی تلف ہوئی ہے اوسکے چھوڑ دینے پر راضی ہوجاوے **ف** اور بعض مشایخ یہ کہتے ہیں کہ یہ استثنا بھی مشتری ہے تو مشتری پر اس صورت میں یمین آویگی اور تفصیل اسکی اصل کتاب میں ہے **ص** اگر مولی اور مکاتب نے بدل کتابت میں اختلاف کیا تو تحالف نہوگا **ف** بلکہ قول مکاتب کا قسم سے مقبول ہوگا **ص** اسیطرح اگر بیع سلم کے فسخ کے بعد راس المال میں اختلاف ہوا تو قول مسلم الیہ کا حلف سے مقبول ہوگا اور تحالف نہوگا اور عقد سلم عود نکریگا اور اگر بیع کا اقالہ ہوا اور بعد بیع کے اختلاف ہوا بائع اور مشتری میں مقدار ثمن میں تو (اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے ۱۲) دونوں حلف کریں جب دونوں حلف کر لینگے تو بیع لوٹ آویگی **ف** اسواسطے کہ تحالف سے اقالہ فسخ ہوگیا اور جب اقالہ فسخ ہوا تو بیع لوٹ آویگی **ص** اور اگر اختلاف کیا بدل اجارہ یا منفعت میں موجر اور مستاجر نے قبل پوری لینے منفعت اور قبضہ کرنے اجرت کے تو دونوں حلف کریں اور ہر ایک دوسرے کی شی کو پھیر دیوے اور پہلے مستاجر کو قسم دیجاویگی اگر اختلاف اجرت میں ہووے اور موجر کو پہلے قسم دیجاویگی اگر اختلاف منفعت میں ہووے اور جو کوئی نکول کریگا تو دوسرے کا قول ثابت ہوجاویگا اور جو کوئی برہان لاویگا اوسکا بیان مقبول ہوگا اور اگر دونوں برہان لاویں تو قول موجر کا اجرت میں جب اختلاف اجرت میں ہو اور مستاجر کا منفعت میں جب اختلاف منفعت میں مقبول ہوگا اور جب اختلاف دونوں میں واقع ہووے تو گواہ ہر ایک کے اولی ہونگے دعوی زیادت میں جیسے موجر نے کہا کہ میں نے تجکو مکان کرایہ میں دیا ایک برس تک دو سو روپیہ میں اور مستاجر نے کہا کہ نہیں بلکہ دو برس تک سو روپیہ میں اور قائم کیا دونوں نے گواہوں کو تو حکم دیا جاویگا دو برس تک دو سو روپیہ میں **ف** تو موجر کے گواہوں کا زیادہ اجرت میں اور مستاجر کے گواہوں کا زیادتی میعاد میں اعتبار ہوا اسلیے کہ حجت واسطے اثبات کے ہوتی ہے پس جسمیں زیادتی کا ثبوت ہوگا وہ قوی اور راجح ہوگی **ص** اور اگر موجر اور مستاجر نے بعد پوری لینے منفعت کے اختلاف کیا مقدار اجرت میں تو قول مستاجر کا حلف سے مقبول ہوگا اور اگر بعض منفعت لی ہے اور بعض باقی ہے تو دونوں سے حلف لیکر اجارے کو باقی میں فسخ کر دینگے اور جتنی مدت گذری ہے اوسمیں قول مستاجر کا مقبول ہوگا اور اگر اختلاف کیا جورو اور خاوند نے اسباب خانگی میں اور کسی کے لیے گواہ نہیں تو جو اسباب

خاص عورت کے لائق ہو **ف** جیسے اوڑھنی کرتی چولی زیور وغیرہ **ص** تو وہ عورت کو دیا جاویگا قسم لیکر اور جو اسباب کہ خاص مرد کے لائق ہو **ف** جیسے پگڑی تاج قبا وغیرہ **ص** یا مرد اور عورت دونون کا ہو سکتا ہو **ف** جیسے ظروف وغیرہ **ص** تو وہ مرد کو دیا جاویگا قسم لیکر **ف** یہ صورت جب ہو کہ مرد اور عورت کسی پاس گواہ نہو وین اور وہ دونون زندہ ہووین تو اگر دونون گواہ پیش کرین تو زوجہ کے گواہ مقبول ہونگے **ص** اور جو کوئی مر گیا ہو تو قول زندہ کا اوس اسباب کے حق مین جو دونون کے لائق ہو قسم سے مقبول ہوگا **ف** اور اس مسئلہ مین تو قول ہین مجتہدین کے مذکور نہین حواشی در مختار مین **ص** اور امام ابو یوسف کے نزدیک عورت کو سامان اوسکا حسب لیاقت اوسکے دیا جاویگا اور باقی خاوند کو اوس سے قسم لیکر دیا جاویگا اور زندگی اور موت سب برابر ہو واسطے قیام ورثہ کے مقام مورث کے اونکے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک اگر جورو اور خاوند زندہ ہوون تو مثل قول ابو حنیفہؒ کے ہو اور بعد موت کے جو اسباب مشکل ہو وہ خاوند کے وارثون کو ملیگا اور اگر جورو خاوند مین سے کوئی مملوک ہو تو کل اوسکا ہوگا جو اون مین سے آزاد ہو حالت حیات مین اور بعد ایک کے مرجانے کے زندہ کا ہوگا **ف** اور صاحبین کے نزدیک عبد ماذون اور مکاتب مثل حر کے ہو مسائل الحاقیہ زوجین کا اختلاف اگر مقدار مہر مین واقع ہووے تو اوسکی صورتین کتاب النکاح باب المہر جلد ثانی مین گذر چکین اگر موجر اور مستاجر نے متاع خانگی مین اختلاف کیا تو کل چیزین مستاجر کی ہونگی قسم لیکر مگر کپڑے جو بدن پر موجر کے ہین وہ موجر کے ہونگے اگر دو قسم کے پیشہ ور ایک جا رہتے ہوون اور آلات مین اختلاف کرین اور آلات دونون کے قبضے مین ہون تو ہر ایک کو اوسکے پیشے کے آلات حوالے نہ کیے جاوینگے بلکہ جتنے آلات ہین دونون مین مشترک ہو جاوینگے اور گواہ نہین ہین اگر دو شخص ایک مکان مین رہتے ہین اور ایک کے پاس ایک شی گران بہا نکلی جو اوسکے لائق نہین ہو جیسے چادر یا پوشاک جو درگنا سے کی یا مفلس پاس ہو تو وہ اشرفیون کا اور دوسرا شخص اوسکے لائق ہو اور دونون اوسکے مدعی ہین اور کسی کے پاس گواہ نہین ہین تو وہ شی اوسی کی ہوگی جو اوسکے لائق ہو کشتی مین دو شخص سوار ہین اور اوسمین آٹا بھرا ہوا ہو ایک شخص آرد فروش اور دوسرا ملاح ہو اور ہر ایک دعوی کرتا ہو آٹے اور کشتی کا تو آٹا آرد فروش کا ہوگا اور کشتی ملاح کی در مختار

ص فصل دفع دعوی مین

اگر مدعی علیہ نے مدعی کے جواب مین کہا کہ شی جو میرے قبضے مین ہو اور تو اوسکا دعوی کرتا ہو امانت ہو زید کی یا عاریت لیا ہو اوسکو مین نے زید سے یا کرایہ مین لیا ہو یا گرو لیا ہو یا غصب کیا ہو مین نے زید سے اور اوسپر گواہ قائم کیے تو مدعی کی خصومت مدعی علیہ سے دفع ہو جاویگی **ف** اسواسطے کہ مدعی علیہ نے گواہون سے ثابت کر دیا اس امر کو کہ قبضہ اوسکا بطور خصومت نہین ہو تو مدعی اوسکو بالذات متوجہ ہو زید سے نہ مدعی علیہ سے اور ابو یوسفؒ کہتے ہین کہ اگر مدعی علیہ حیلہ گری اور دغا گوئی مین مشہور ہووے یعنی لوگون کا مال لیکر بعد اوسکے یہی حیلہ کر کے ہضم کرتا ہو تو خصومت مدعی کی دفع نہوگی اور یہی قول مانحوذ ہو اور اسی کو پسند کیا ہو مختار مین در مختار **ص** اور اگر مدعی علیہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ یہ چیز مین نے خرید کی ہو زید غائب سے یا مدعی نے اسطرح دعوی کیا کہ یہ چیز میری تو نے غصب کی ہو یا چورائی ہو یا میرے پاس سے چوری گئی ہو تو اب دفع کرنا مدعی علیہ کا ان صورتون سے مقبول نہوگا اگرچہ مدعی علیہ اوس شی کے امانت ہونے پر گواہ پیش کرے **ف** اسواسطے کہ مدعی علیہ نے جب یہ کہا کہ مین نے یہ چیز خرید کی ہو زید سے تو اوسنے خود اقرار کیا کہ ید اوسکا ید خصومت کا ہو تو اوس سے خصومت ساقط نہوگی اسیطرح جب مدعی نے دعوی کیا ایک فعل کا مدعی علیہ

یعنی غصب اور سرقہ کا تو بھی خصومت ساقط ہوگی اسیطرح جب مدعی نے دعوی کیا ایک فعل کا مدعی علیہ پر یعنی غصب اور سرقہ کا تو بھی خصومت ساقط نہوگی اسی طرح جب مدعی نے یہ کہا کہ چیز چوری گئی تھی میرے پاس سے اور مدعی علیہ نے اوسکے جواب مین یہ کہا کہ یہ چیز پاس امانت ہے فلانے کی تو بھی خصومت ساقط نہوگی نزدیک طرفین کے اور نزدیک محمدؒ کے ساقط ہوجاویگی **ص** جیسے گواہ اگر امانت کی گواہی دین مدعی علیہ کی طرف سے کہ مدعی علیہ پاس اس شی کو ایک شخص نے امانت رکھا ہے کہ ہم اوسکو نہین پہچانتے **ف** تو خصومت مدعی کی دفع نہوگی اسواسطے کہ ایسا شخص ہی مدعی ہو **ص** البتہ اگر گواہ صرف اتنا کہین ہم امانت رکھنے والے کی صورت کو پہچانتے ہین اور اوسکے نام ونسب کو نہین جانتے تو خصومت ساقط ہوجاویگی نزدیک امام صاحب کے **ف** کیونکہ جب گواہون نے نام ونسب امانت رکھنے والے کا بیان کر دیا اور اوسکی صورت کو بھی پہچانتے ہین یا فقط اوسکی صورت کو پہچانتے ہون تو گواہ جانتے ہونگے یہ بات کہ امانت رکھنے والا شخص مدعی نہین ہے اور نزدیک امام محمدؒ کے خصومت ساقط نہوگی فقط صورت پہچاننے سے جب تک گواہ نام ونسب بھی اوسکا بیان نکرین کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص معین کو معین نکر کیا جسنے امانت رکھی ہو اوسکے نزدیک کذا فی الاصل **ص** اور اگر مدعی نے اسطرح دعوی کیا کہ شی جو قبضہ مین مدعی علیہ کے ہے وہ مین نے زید سے خریدی ہے اور مدعی علیہ نے یہ کہا کہ یہ شی زید نے میرے پاس امانت رکھوائی ہے تو خصومت مدعی کی ساقط ہوجاویگی اگرچہ مدعی علیہ اپنے بیان پر گواہ نہ پیش کرے لیکن اوس صورت مین خصومت دفع نہوگی جب مدعی گواہون سے یہ بات ثابت کر دے کہ زید نے مجکو وکیل کیا ہے اوس چیز کے لے لینے کے لیے **ف** اسواسطے کہ مدعی نے جب یہ کہا کہ اوسنے یہ چیز خریدی ہے زید سے تو اوسنے اقرار کیا کہ قبضہ اوسکا زید کی طرف سے پہونچا ہے تو مدعی علیہ کا خصم نہین ہوا اگر جب مدعی وکالت اپنی ثابت کرے تو اوس شی کے لے لینے کے لیے جاننا چاہیے کہ ان مسائل کو مخمسہ کہتے ہین کتاب الدعوی کا اسواسطے کہ مدعی علیہ کے جواب کی پانچ صورتین ہین ایک امانت دوسری عاریت تیسری اجارہ چوتھی رہن پانچوین غصب اور یہ بھی اس جہت سے کہ اسمین پانچ قول ہین تو نزدیک ابن شبرمہ کے خصومت دفع نہوگی اور نزدیک ابن ابی لیلی کے خصومت دفع ہوجاویگی اگرچہ مدعی علیہ گواہ قائم نکرے اپنے بیان پر اور نزدیک ابی یوسفؒ کے اگر مدعی علیہ مرد صالح ہوگا تو اوسکی خصومت دفع ہوجاویگی اور اگر مشہور ہوگا حیلہ جوئی اور مکاری مین تو دفع نہوگی اسواسطے کہ وہ یہ کر سکتا ہے کہ مال اوسکے قبضے مین ہے ایک شخص غائب ہونے والے کو دیکر گواہ اور اوس سے کہے کہ تو یہ بر سر گواہون اس مال کو میرے پاس امانت رکھوا دے تاکہ کوئی اوس مال کا دعوی نکر سکے اور نزدیک محمدؒ کے خصومت رفع نہوگی جب گواہون نے یہ کہا کہ ہم اوس شخص کو نہین پہچانتے مگر صورت سے اور نام ونسب اوسکا نہین جانتے اور نزدیک امام اعظمؒ کے خصومت دفع ہوجاویگی جب مدعی علیہ گواہ قائم کر دیگا اپنے بیان پر جیسا مذکور ہوا واللہ اعلم کذا فی الاصل

ص باب ایک چیز پر دو شخصون کے دعوی کے بیان مین

قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہے کہ گواہ غیر قابض کے اولی ہین قابض کے گواہون سے اگرچہ ایک کے گواہ وقت بیان کرین اور ایک کے گواہ وقت نہ بیان کرین **ف** جاننا چاہیے کہ جب دعوی ایسے دو شخصون کا ہو ایک چیز پر کہ ایک شخص قابض ہو اور دوسرا خارج یعنی غیر قابض تو گواہ خارج کے حق ہونگے ہمارے نزدیک اور شافعیؒ کے نزدیک گواہ قابض کے اولی ہین پھر اگر ایک کے گواہون نے وقت بیان کیا تو نزدیک امام اعظمؒ اور محمدؒ کے خارج ہی کے گواہ معتبر ہونگے اور ابو یوسفؒ کے نزدیک اوسکے گواہ معتبر ہونگے جنھون نے وقت بیان کیا ہو کذا فی الاصل
ص اور اگر دونون شخص خارج ہین اور دونون نے ایک شی کا دعوی کیا اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو وہ شی آدھون آدھ دونون کو دیجاویگی یہ ہمارا مذہب ہے اور شافعیؒ کے نزدیک دونون طرف کے گواہ مردود ہوجاوینگے **ف** یا قرعہ کیا جاویگا سو جسکے نام پر قرعہ

نکلیگا وہ شے اوسکے حوالے کیجاویگی دلیل شافعی کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ایسا ہی واقعہ ہوا سو آپ نے قرعہ ڈالا اور کہا کہ اے اللہ تو ہی ہے فیصلہ کرنیوالا ان دونوں میں روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط میں اور ہماری دلیل حدیث صحیح الاسناد ہے جسکو روایت کیا ابوداود نے سنن میں ابوموسی اشعری سے کہ دو شخصوں نے دعوی کیا ایک اونٹ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم کر دیا اوس اونٹ کو اون دونوں میں آدھا آدھا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں تمیم بن طرفہ سے کہ دو مردون نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک اونٹ میں اور قائم کیے ہر شخص نے گواہ تو فیصلہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس اونٹ کا دونوں میں نصفا نصف کہا طحاوی نے کہ قرعہ کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا صحیح اور موافق احادیث ہے **ص** تو اگر دو شخصوں نے گواہ قائم کیے ایک عورت سے نکاح پر تو دونوں گواہیاں ساقط ہو جاوینگی **ف** اسواسطے کہ جورو میں شرکت نہیں ہو سکتی ہے بخلاف ملک کے کہ اوسمیں شرکت ہو سکتی ہے کذا فی الاصل **ص** اور وہ عورت اوسکو دیجاویگی جسکی عورت تصدیق کرے یہ صورت جب ہے کہ دونوں شخصوں کے گواہوں نے وقت نکاح بیان نہ کیا ہو اور جو دونوں نے تاریخ نکاح بیان کی تو جسکی تاریخ پہلے ہے عورت اوسی کی ہوگی اور اگر عورت نے قبل قائم کرنے گواہوں کے ایک شخص کی منکوحہ ہونیکا اقرار کیا تو وہ عورت اوسکی ہو جاویگی پھر اگر دوسرے شخص نے گواہ قائم کر دیے اپنی منکوحہ ہونے پر تو پہلے شخص سے چھین کر دوسرے کو دلا دینگے اور اگر ایک شخص نے گواہ قائم کیے اوس عورت کے اپنی منکوحہ ہونے پر اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اوسکے گواہوں پر اس بات کا کہ یہ زوجہ اوس شخص کی ہے بعد اوسکے دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے اپنی منکوحہ ہونے پر تو قضائے اول فسخ نکیجاویگی مگر جب کہ اس شخص ثانی کے گواہ نکاح کی تاریخ پہلے گواہوں کی تاریخ سے مقدم بیان کرین تو پھر زوجہ کو شخص اول سے چھین کر شخص ثانی کو دلا دینگے اور اگر عورت ایک شخص کے قبضے میں ہے بطور نکاح کے اب ایک شخص خارج نے گواہ قائم کیے کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے تو وہ عورت خارج کو نہ دلائی جاویگی الا اوس صورت میں جب یہ بات ثابت ہو جاوے کہ نکاح اوسکا شخص قابض کے نکاح سے مقدم ہے **ف** حاصل اسکا زیلعی میں یون مرقوم ہے کہ جب دو آدمیون نے تنازع کیا ایک عورت میں اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو اگر دونوں کے گواہوں نے تاریخین بیان کی ہین تو جسکی تاریخ مقدم ہوگی وہ اولی ہے اور اگر دونوں کے گواہوں نے تاریخین بیان نہیں کین یا تاریخین متحد بیان کین تو جو قابض ہے عورت پر وطی سے یا اپنے مکان میں رکھنے سے وہ اولی ہے اور اگر یہ کوئی امر نہو تو عورت سے پوچھا جاویگا جسکی وہ تصدیق کرے وہ اولی ہے **ص** اور اگر دو شخصوں نے گواہ پیش کیے ایک چیز کے خریدنے پر ایک شخص قابض سے تو ہر شخص کے لیے اختیار ہوگا کہ نصف مبیع لیوے بعوض نصف ثمن کے یا ترک کر دیوے اور جب قاضی نے دونوں کے لیے نصف نصف لینے کا فیصلہ کر دیا اب ایک شخص نے اپنا حصہ چھوڑ دیا تو دوسرے کو یہ نہیں پہونچتا کہ کل مبیع لے لیوے **ف** کیونکہ نصف میں اوسکی بیع فسخ ہو چکی ہے ہدایہ **ص** اور اگر اس صورت میں دونوں شخصوں کے گواہوں نے تاریخ خرید بیان کی تو جسکی مقدم تاریخ ہوگی اوسکو وہ شے ملیگی اور اگر ایک کے گواہوں نے تاریخ خرید بیان کی اور دوسرے کے گواہوں نے نہ بیان کی یا دونوں نے تاریخ بیان نہ کی تو جو قابض ہے اوسکو ملیگی اور جو کوئی قابض نہیں ہے تو صاحب وقت اولی ہوگا اور جو کسی نے وقت نہیں بیان کیا تو ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ نصف ثمن کے بدلے میں نصف مبیع لے لیوے یا چھوڑ دیوے اور اگر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ چیز میں نے زید سے خریدی ہے اور دوسرے نے کہا کہ یہ چیز مجھکو زید نے ہبہ کی ہے اور میں نے اوسپر قبضہ کر لیا تھا یا صدقہ دی ہے اور میں نے اوسپر قبضہ کیا تھا اور ہر ایک نے اپنے بیان پر

گواہ پیش کیے لیکن کسی کے گواہون نے تاریخ بیان نہ کی تو جو شخص دعوی خرید کا کرتا ہے اوسکے گواہ مقبول ہونگے **ف** تو دعوی شرا
مقدم ہے دعوی صدقہ اور ہبہ پر اور دعوی صدقہ بالقبض اور ہبہ بالقبض برابر ہین ہدایہ **ص** اور دعوی شرا اور دعوی مہر برابر ہین
ف صورت اسکی یون ہے کہ زید نے دعوی کیا عمرو پر جو قابض ہے ایک غلام پر کہ یہ غلام میرا ہے اور ہندہ نے دعوی کیا کہ عمرو نے
اس غلام کو میرا مہر مقرر کر کے مجھسے نکاح کیا ہے اور دونون نے گواہ پیش کیے تو دونون گواہیان اور دعوے برابر سمجھے جاوینگے تو وہی حکم
مسائل سابق کا جاری ہوگا **ص** اور دعوی رہن مع القبض اولی ہے ہبہ مع القبض سے تو اگر دونون مدعی خارج ہین اور ہر ایک نے گواہ
قائم کیے اپنی ملک پر مع تاریخ یا اپنی خرید پر مع تاریخ ہر ایک شخص سے یا ایک خارج تھا اوسنے گواہ قائم کیے ملک پر مع تاریخ اور ایک ذو الید تھا اوسنے
بھی گواہ قائم کیے مع تاریخ تو قول مقدم تاریخ والے کا اولی ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے خرید پر اور تاریخین دونون کی ایک ہین
لیکن بائع ہر ایک شخص کا جدا جدا ہے **ف** مثلاً ایک کہتا ہے کہ مین نے زید سے خریدا اور دوسرا کہتا ہے کہ مین نے عمرو سے خریدا اور دونون
کی تاریخین ایک ہین کذا فی الاصل **ص** یا صرف ایک نے وقت بیان کیا تو دونون برابر ہونگے **ف** یہ بھی صورت اوسی
مین ہے جب ہر ایک دعوی خرید کا الگ الگ شخص سے کرے اور جو ایک شخص سے دعوی خرید کا کرتے ہون اور ایک وقت بیان کرے اور
دوسرا وقت بیان نہ کرے تو صاحب وقت اولی ہوگا جیسا کہ اوپر گذرا **ص** اور اگر ایک خارج ہے اور دوسرا قابض اور دونون نے
گواہ قائم کیے مطلق ملک پر **ف** یعنی سبب ملک جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ بیان نہ کیا **ص** اور ایک نے وقت بیان کیا تو
گواہ خارج ہی کے مقبول ہونگے اور اگر خارج نے گواہ قائم کیے ملک پر اور قابض نے خریدنے پر اوسی شخص خارج سے یا خارج اور
قابض نے دونون نے گواہ قائم کیے ایسے سبب ملک پر جو ایک ہی بار ہوتا ہو نہ مکرر جیسے نتاج یعنی پیدایش بچہ جوان کی یا دودھ دوہنا
کا یا جبنا پنیر کا اور بندہ بنانے پر اور بالون کے ترشنے پر تو قابض ہی کے گواہ مقبول ہونگے اور وہ شے قابض کو دلائی جاویگی **ف**
اسواسطے کہ روایت کی دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دو مردون نے جھگڑا کیا ایک اونٹنی مین سو کہا ہر ایک نے اونٹنی سے کہ
جنی ہے یہ اونٹنی میرے پاس اور قائم کیے ہر ایک نے گواہ اپنے دعوی پر تو فیصلہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس اونٹنی کا اوس
شخص کے لیے جسکے قبضے مین تھی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے **ص** اور اگر گواہ لایا ہر ایک **ف** خواہ دونون خارج
ہون یا ذو الید یا ایک خارج ہو اور دوسرا ذو الید یعنی **ص** دوسرے پر کہ مین نے اوس سے خریدا ہے **ف** یعنی دونون
مدعیون مین سے ہر ایک دوسرے سے یہ کہے کہ مین نے تجھ سے خریدا ہے اور وہ دوسرا یہ کہے کہ مین نے تجھ سے خریدا ہے **ص** اور بغیر ذکر وقت
کے دونون گواہ قائم کرین اپنے اپنے بیان پر تو دونون گواہ رد کیے جاوینگے اور مال اوس شخص پاس رہیگا جسکے پاس قبل دعوی کے تھا
اور امام محمد کے نزدیک خارج کو دلایا جاویگا اور اگر دونون کے گواہون نے وقت بیان کیا تو اوسکی تفصیل مذکور ہے ہدایہ مین اگر تیرا جی
چاہے تو اوسکا مطالعہ کر لے **ف** ہدایہ مین یہ لکھا ہے کہ اگر دونون کے گواہون نے وقت بیان کیا دعوی عقار مین اور کسی نے قبضہ اپنا
ثابت نہ کیا اور وقت خارج کا مقدم ہے تو قابض کو دلایا جاویگا نزدیک شیخین کے تو گویا ایسا ہوا کہ خارج نے پہلے خریدا پھر بیچا اوسکو قبل
قبضہ کے قابض کے ہاتھ اور یہ امر جائز ہے عقار مین نزدیک شیخین کے اور امام محمد کے نزدیک خارج کو دلایا جاویگا اسلیے کہ نہین صحیح ہے بیع
خارج کی قبل قبض کے تو باقی رہا وہ عقار ملک پر خارج کے اور جو کسی نے اپنا قبضہ ثابت کیا تو بالاتفاق قابض کو دلایا جاویگا کیونکہ
یہان دونون بیعین درست ہو سکتی ہین نزدیک شیخین کے اور محمد کے مذہب پر اور جب وقت ذو الید کا مقدم ہوگا تو خارج کو دلایا جاویگا خواہ

گواہون نے قبضہ کسی کا بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو تو گویا ایسا ہو گا کہ خریدا ہو گا اوسکو ذو الید نے اور قبضہ کیا اوسپر پہنچا ہو گا اوسکو خارج کے ہاتھ اور تسلیم نہ کیا ہو گا خارج کو یا کسی اور سبب سے مثل کرایہ وغیرہ کے قابض کے پاس آ گیا ہو گا انتہی **ص** اور جان تو اس بات کو کہ صاحب ہدایہ نے ان مسائل کو بغیر ضبط اور ترتیب کے جمع کیا ہے اور مین اوسکو خیر سے بطور ضبط اور اختصار ذکر کرتا ہون تو مین کہتا ہون کہ اگر دونون مدعی گواہ لائے تو جسکی تاریخ مقدم ہو گی وہ زیادہ حقدار ہو گا اور جو کسی کی تاریخ مقدم نہووے تو اگر دونون ذو الید یعنی قابض ہین تو دونون برابر ہونگے اسی طرح اگر دونون خارج ہونگے اور دعوی ملک مطلق کا یعنی بغیر ذکر سبب کے کرتے ہونگے اور یہ شامل ہے اس بات کو کہ دونون تاریخ بیان نکرین یا صرف ایک شخص اونمین سے تاریخ بیان کرے یا دونون تاریخ بیان کرین اور کسی کی تاریخ مقدم نہووے کیونکہ اگر کسی کی تاریخ مقدم ہو گی تو وہی زیادہ حقدار ہو گا اسی طرح دعوی ملک بسبب مین مگر جب ایک ہی شخص سے حصول ملک کا دعوی کرین تو جو تاریخ بیان کریگا وہ زیادہ حقدار ہو گا اور اگر ایک ذو الید یعنی قابض اور دوسرا خارج ہو گا تو خارج زیادہ حقدار ہے دعوی ملک مطلق مین سب صورتون مین مگر جب دعوی کرین ملک مطلق کے ساتھ ایک فعل کا جیسے کہے ہر ایک اونمین سے کہ وہ میرا غلام ہے مینے اوسکو آزاد کیا ہے یا مدبر کیا ہے تو شخص قابض احق ہو گا بر خلاف اوس صورت کے جب ہر ایک اونمین سے کہین کہ وہ غلام میرا ہے مینے اوسکو مکاتب کیا ہے تو وہ دونو برابر ہونگے اسواسطے کہ مکاتب پر کسی کا قبضہ نہین ہوتا تو وہ دونون خارج ہین اور اگر ایک نے کہا کہ وہ غلام میرا ہے مینے اوسکو مکاتب کیا اور دوسرے نے کہا کہ مینے اوسکو مدبر کیا ہے یا آزاد کیا ہے تو یہ دوسرا اولی ہو گا تو قاعدہ یہ ہے کہ جسکے گواہ ثبوت زیادتی ہے ہونگے وہ احق ہو گا یہ صورتین خارج اور ذو الید کی ہین ملک مطلق مین لیکن ملک یا سبب مین تو اگر دونون نے ایک ہی سبب ذکر کیا اور حصول ملک بھی ایک ہی شخص سے بیان کرتے ہین تو ذو الید احق ہو گا اور اگر جدا جدا شخص سے بیان کرتے ہین تو خارج احق ہو گا سب صورتون مین اور اگر دونون نے سبب ملک علیحدہ علیحدہ بیان کیے جیسے شرا اور ہبہ تو جسکا سبب قوی ہو گا وہ اولی ہو گا جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا **ف** یہ خلاصہ ہے تمام مسائل متقدمہ کا تو اوسکو یاد رکھنا چاہیے **ص** اور ترجیح نہین دیجاتی گواہون کی کثرت سے **ف** مثلاً ایک کے دو گواہ ہین اور دوسرے کے چار **ص** اسواسطے کہ ترجیح ہمارے نزدیک دلیل کی قوت سے ہے نہ کثرت ادلہ سے **ف** یعنی فی نفسہ دلیل قوی ہو جیسے ایک طرف دلیل متواتر ہے اور دوسری طرف آحاد تو متواتر کو ترجیح ہو گی اور یہ نہو گا کہ ایک طرف دو حدیثین ہین اور ایک طرف ایک ہی حدیث ہے تو دو حدیثون کو ترجیح ہو جاوے ایک حدیث پر اسی طرح ایک آیت پر دو آیتون کو ترجیح نہو گی یہ مسالہ اصول کی کتابون مین تفصیل مذکور ہے **ص** اگر دو خارجون نے دعوی کیا ایک گھر کا اسطرح پر کہ ایک نے اوس گھر کے آدھے کا دعوی کیا اور دوسرے نے کل گھر کا اور دونون دلیل لائے تو کل کے مدعی کو تین حصے اوس مکان کے اور نصف کے مدعی کو چوتھائی حصہ دلایا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک کل کے مدعی کو دو ثلث اور نصف کے مدعی کو ثلث ملیگا **ف** دلیلین امام اور صاحبین کی اصل کتاب اور ہدایہ مین مسطور ہین **ص** اور اگر ایک گھر دو شخصون کے قبضے مین تھا اور ایک نے دعوی کیا اوسکے نصف کا اور دوسرے نے کل گھر کا اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو کل کے مدعی کو سارا مکان دلایا جاویگا اور نصف کے مدعی کو کچھ نہ ملیگا **ف** اسوجہ سے کہ گھر جب دونون کے قبضے مین تھا تو ہر ایک کے قبضے مین نصف نصف مکان تھا تو جو نصف مدعی کل کے قبضے مین تھا اوسکا تو کوئی مدعی نہین تو وہ اوسکا ہو گا بغیر قضا ے قاضی کے اور جو نصف مدعی نصف کے قبضے مین تھا اوسکا مدعی کل مدعی ہے اور وہ خارج ہے تو گواہ خارج کے اولی ہین گواہون سے قابض کے اسواسطے وہ نصف بھی قاضی اوسکو دلا دیگا کذا فی الاصل **ص** اگر دو خارجون نے

دعوی کیا ایک جانور کی پیدائش کا اور دونون کے گواہون نے تاریخ اوسکی پیدائش کی بیان کی تو اوس جانور کا حکم کیا جاویگا
جسکی تاریخ کے موافق ہوگا اوسکو دلایا جاویگا اور اگر موافقت اور مخالفت کچھ معلوم نہووے تو وہ جانور دونون کا ہوگا اور جو سن
اوسکا دونون کے گواہون کے مخالف نکلے تو دونون کے گواہ مردود ہوجاوینگے اور وہ جانور جسکے پاس تھا اوسی کے قبضے مین
رکھا جاویگا تو اگر دونون خارجون مین سے ایک نے دعوی کیا ذوالید پر کہ یہ چیز تو نے میری غصب کر لی تھی اور دوسرے نے
کہا کہ مین نے یہ شی تیرے پاس امانت رکھائی تھی اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو دونون کے لیے حکم کیا جاویگا اوس چیز کے
نصف نصف کا اسواسطے کہ دونون برابر ہوگئے کیونکہ جسکے امانت سپرد ہووے وہ جب انکار کرے امانت سے تو غاصب
ہوجاتا ہی سو گویا دونون شخص مدعی غصب کے ہوئے **ف** اور اوسمین برابر ہونگے اسی طرح اسمین **ص** جو کپڑے کو
پہنے ہوئے ہی وہ زیادہ حقدار ہی اوس سے جو آستین کو پکڑے ہوئے ہی **ف** یہان سے وہ مسائل شروع ہوئے ہین
جنمین دو شخص مدعی ہین بسبب قبضے کے اور کسی پاس گواہ نہین ہین بدائع مین ہی کہ جس موضع مین ایک مدعی کی ملک کا حکم ہوگا اسوجہ
سے کہ وہ شی اوسکے قبضے مین ہی تو اوسپر قسم واجب ہوگی اگر طرف ثانی طلب کرے پھر اگر وہ قسم کھائے تو بری الذمہ ہوگیا
اور اگر قسم سے انکار کیا تو وہ ہاریگا اور دوسرا شخص جیتیگا **ص** اسی طرح جو گھوڑے پر سوار ہی وہ مقدم ہی اوس شخص پر
جو اوسکی لگام کو پکڑے ہوئے ہی اور جو زین پر بیٹھا ہی وہ اولی ہی اوس سے جو اوسکی پچھاڑی پر بیٹھا ہی اور جسکا بوجھ اونٹ
پر لدا ہوا ہی وہ اولی ہی اوس سے جسکا کوزہ اونٹ پر لٹکتا ہی اور جو فرش پر بیٹھا ہی اور جو اوسکو پکڑے ہوئے ہی
دونون برابر ہین **ف** جیسے دونون بیٹھے ہین ایک فرش پر یا سوار ہین ایک زین پر در مختار **ص** اور جو ایک
کے ہاتھ مین کپڑا ہی اور دوسرے کے ہاتھ مین اوسکا کنارہ ہی تو دونون برابر ہونگے **ف** کنارے سے مراد وہی کپڑے
کا کنارہ جو بنا ہوا ہی نہ صرف فقط جو بنا ہوا نہین ہوتا در مختار **ص** اگر ایک لڑکا جو بولتا ہی اور بات کو سمجھتا ہی ایک شخص کے
قبضے مین ہی وہ یہ کہے کہ مین اصلی آزاد ہون تو قول اوسی کا معتبر ہوگا اور جو وہ قبضے مین زید کے ہی اور کہے کہ مین غلام عمرو کا
ہون تو وہ زید ہی کا غلام رہیگا اور جو وہ لڑکا بول نہ سکتا ہو اور بات کو نہ سمجھتا ہووے تو جس شخص کے قبضے مین ہی اوسکا
غلام ہوگا دیوار اوس شخص کی ہوگی جسکی کڑیان اوسپر رکھی ہوئی ہون یا اوسکی دیوار سے یہ دیوار متنازعہ فیہ متصل ہووے
بطریق اتصال تربیع **ف** اتصال تربیع یہ ہی کہ ایک دیوار دوسری دیوار سے اسطرح ملی ہووے کہ ایک دیوار کی
اینٹین دوسری دیوار کی اینٹون مین داخل ہون اور اتصال تربیع اسواسطے اسکا نام ہوا کہ اسطرح دو دیوارین اسواسطے
بنائی جاتی ہین کہ اور دو دیوارون کے ساتھ ملکر ایک کان مربع کا احاطہ کرلیوین کذا فی الاصل بمقابل اس اتصال کے
اتصال ملازقت ہی وہ یہ کہ ایک دیوار کا کنارہ دوسری دیوار کے کنارے سے ملا ہووے یعنی دونون دیوارون کا
جوڑ معلوم ہوتا ہو یہ دونون صورتین اینٹون کی دیوارین معلوم ہوئین اب اگر لکڑی کی دیوارین ہون تو اتصال
تربیع اسطرح ہوگا کہ ایک دیوار کی لکڑی دوسری دیوار مین گڑی ہو در مختار **ص** اور اگر دو شخصون نے دعوی کیا
دیوار کا اور ایک کے اوس دیوار پر تختے **ف** یا بانس جو کڑیون پر رکھے جاتے ہین **ص** دھرے ہوئے ہین
ف یا ایک کی دیوار کے ساتھ وہ دیوار متنازع فیہ اتصال ملازقت رکھتی ہی در مختار **ص** تو وہ شخص اولی نہوگا

بلکہ دیوار دونون مین مشترک ہیگی **ف** اور اگر ایک شخص کی کڑیان دیوار پر رکھی ہون اور دوسرے کی دیوار کے ساتھ اتصال تربیع رکھتی ہووے تو صاحب اتصال زیادہ حقدار ہوگا اور بعضون نے کہا کہ جسکی کڑیان رکھی ہین وہ اولی ہوگا لیکن صحیح اول ہے اور جو کڑیان ظلم سے رکھی گئی ہین دوسرے شخص کی دیوار پر تو صاحب دیوار اگر اونکے اوٹھانے کے مطالبے سے ابرا کردیوے یا صلح یا عفو کردے تو وہ حق مطالبہ ساقط نہوگا پس اگر صاحب دیوار نے اس مطالبے سے ابرا کیا بعد اوسکے وہ مکان کسی کے ہاتھ بیچ ڈالا تو مشتری کو مطالبہ اوس حق کا پہونچتا ہے اسی طرح اگر صاحب دیوار نے وہ مکان کرایہ کو دیا یا نشیمان رکھنے والے کو تب بھی اوسکا حق مطالبہ ساقط نہوگا درمختار **ص** اگر ایک دار مین ایک شخص کے دس بیت ہین اور دوسرے کا ایک بیت ہے تو وہ دونون اوسکے صحن کے منافع مین برابر ہونگے **ف** یعنی صاحب بیت واحد اور صاحب بیوت کثیرہ صحن کے استعمال مین برابر ہین یعنی پھرنے مین اور اسباب رکھنے مین اور لکڑیان چیرنے مین وغیر ذلک غایۃ الاوطار لیکن پانی کا حصہ لینے مین اگر نزاع ہوگی تو بقدر زمین ہر ایک کے لیے حکم ہوگا اسواسطے کہ پانی کی حاجت سینچنے کے لیے ہے تو جسکی زمین زیادہ ہے اوسکو زیادہ حاجت ہے درمختار **ص** دو آدمیون نے اگر ایک زمین کا دعوی کیا اور ہر ایک یہ کہتا ہے کہ وہ زمین میرے قبضے مین ہے تو قاضی حکم نہ دیوے کسی کے قبضے کا سوا اسکے کہ دونون گواہ قائم کرین اپنے اپنے قبضے پر پھر جب دونون گواہ قائم کردین تو وہ زمین دونون کو نصف نصف دلائی جاویگی اور جو ایک ہی شخص نے گواہ قائم کیے اپنے قبضے پر یا تصرف کیا اوس شخص نے زمین متنازع فیہ مین کہ اینٹین بنائی تھین یا عمارت بنائی تھی یا گڑھا کھودا تھا تو اوسی کے قبضے کا حکم ہوگا **ف** اسواسطے کہ استعمال اور تصرف دونون دلیلین قبضے کی ہین ہدایہ

ص باب دعوی النسب کے بیان مین

زید نے ایک لونڈی بیچی عمرو کے ہاتھ بعد اوسکے چھ مہینے کے اندر وہ جنی اور زید نے دعوی کیا کہ یہ ولد میرا ہے تو اوس ولد کا نسب ثابت ہوجاویگا زید سے اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ہوجاویگی اور بیع فسخ کیجاویگی اور ثمن عمرو کو واپس لایا جاویگا اگرچہ عمرو بھی اوس لڑکے کا دعوی کرے زید کے دعوے کے ساتھ یا بعد اوسکے **ف** یہ ہمارا مذہب ہے اور زفر اور شافعی کے نزدیک دعوی زید کا باطل ہوگا اسواسطے کہ زید کا بیچنا اوس لونڈی کو اقرار ہے اس بات کا کہ یہ میری ام ولد نہین ہے بلکہ لونڈی ہے تو اب دعوی ولد مین تناقض ہے اقرار سابق سے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نطفہ ٹھہرنا ایک امر خفی ہے تو اوسمین تناقض عفو کیا جاویگا اور نطفہ ٹھہرنا زید کی ملک مین دلیل ہے اس بات کی کہ ولد زید کا ہے اسواسطے کہ وقت بیع سے چھ مہینے پورے نہین گذرے ہین تا احتمال ہو اس بات کا کہ بعد بیع کے نطفہ ٹھہرا ہے کیونکہ اقل مدت حمل چھ مہینے ہین اور یہ جو کہا کہ عمرو اگرچہ دعوی کرے اوس لڑکا ساتھ زید کے یا بعد دعوی زید کے سوا اسواسطے کہ اگر پہلے عمرو نے دعوی کیا ولد کا تو نسب اوس سے ثابت ہوجاویگا اور اس دعوی کی صحت اسطرح پر کیجاویگی کہ عمرو نے اوس سے نکاح کیا ہوگا جب وہ زید کی ملک مین تھی پھر استیلاد کیا اوسکا پھر خرید لیا اوسکو کذا فی الاصل ہدایہ **ص** اور اگر اسی صورت مذکورہ مین لونڈی مرگئی اور لڑکا زندہ ہے اور زید نے اوسکا دعوی کیا تو بھی نسب زید سے ثابت ہوجاویگا نہ اوس صورت مین جب لڑکا مر گیا ہووے **ف** اسواسطے کہ ولد اصل ہے ثبوت نسب مین فرمایا علیہ السلام نے ابراہیم کی ماں کے لیے کہ آزاد کیا اوسکو اوسکے ولد نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عباس سے

اور جب صحیح ہوا دعوی زید کا بعد مرجانے لونڈی کے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زید پورا ثمن عمرو کو پھیر دیگا اور صاحبین کے نزدیک بقدر حصہ ولد کے نہ اوسکی ماں کے حصے کو کذا فی الاصل نزیادہ **ص** اور اگر اسی صورت مذکورہ مین عمرو نے اوس لونڈی کو آزاد کر دیا تھا تو بھی نسب زید کا ثابت ہو جاویگا اور زید صرف ثمن بقدر حصہ ولد عمرو کو پھیر دیگا **ف** صورت اوسکی یون ہوگی کہ ثمن کو تقسیم کرینگے قیمت پر لونڈی اور اوسکے لڑکے کے تو جو لڑکے کو پہونچیگا اوسکو زید پھیر دیگا عمرو کو اور جو اوسکی ماں کو پہونچیگا اوسکو نہ پھیریگا کذا فی الاصل **ص** اور اگر عمرو نے ولد کو آزاد کر دیا تھا **ف** یا دونون کو آزاد کر دیا تھا **ص** تو اب دعوی زید کا مسموع نہوگا جیسے اوس صورت مین کہ وہ لونڈی چھ مہینے سے زیادہ لیکن دو برس سے کم مین جنی یا دو برس سے زیادہ مین جنی **ف** یعنی ان دونون صورتون مین بھی دعوی زید کا غیر مسموع ہوگا **ص** مگر اوس وقت کہ عمرو زید کے دعوے کی تصدیق کرے تو اول دو قسمون مین **ف** یعنی جب چھ مہینے سے کم مین جنی اور عمرو نے ولد کو آزاد کر دیا ہو یا چھ مہینے سے زیادہ اور دو برس سے کم مین جنی **ص** وہی قسم اول کا حکم ہوگا **ف** یعنی زید کا نسب ثابت ہو جاویگا اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ہو جاویگی اور بیع فسخ کر دیجاویگی اور قیمت پھیر دیجاویگی کذا فی الاصل **ص** اور تیسری قسم مین **ف** یعنی جب وہ لونڈی دو برس سے زیادہ مین جنی اور مشتری نے بائع کے دعوے کی تصدیق کی **ص** بیع باطل نہوگی اور لونڈی زید کی ام ولد ہوگی نکاح کی راہ سے **ف** ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہین جسکی اولاد اپنے خاوند سے ہووے پھر خاوند اوسکا مالک ہو جاوے یا جس لونڈی کا خاوند مالک ہووے پھر وہ جنے اور وہ دعوی کرے ولد کا اور اس جگہ مراد یہی قسم ہے کیونکہ یہ صورت اسپر محمول ہے کہ بائع نے پھر وہ لونڈی مشتری سے خرید کر استیلاد کیا ہوگا کذا فی الاصل مع زیادہ **ص** جس شخص نے اپنی لونڈی کے لڑکے کو جو اوسکے پاس پیدا ہوا تھا بیچا اور مشتری نے اوسکو پھر کسی اور کے ہاتھ بیچا اب اگر بائع نے دعوی کیا اوس لڑکے کے نسب کا تو یہ دعوی صحیح ہوگا اور بیع پھر جاویگی یہی حکم ہے اگر مشتری نے مکاتب کر دیا اوس لڑکے کو یا گرو رکھا اوسکو یا کرایہ دیا اوسکو یا بائع نے اوسکی ماں کو مکاتب کیا یا گرو رکھا یا کرایہ دیا یا نکاح کر دیا اوسکا پھر لڑکے کے نسب کا دعوی کیا تو بھی نسب ثابت ہوگا اور یہ تصرفات توڑ ڈالے جاوینگے اسواسطے کہ یہ سب عوارض محتمل نقض ہین اور دعوی نسب محتمل نقض نہین برخلاف اوس صورت کے کہ مشتری نے اوس لڑکے کو آزاد یا مدبر کر دیا ہووے کہ اس صورت مین دعوی بائع کا مسموع نہوگا جیسا کہ اوپر گذرا **ف** اصل مین اس مقام پر ایک تقریر ہے جو متعلق ہے عبارت سے وقایہ کی اسواسطے متروک ہوئی **ص** جس شخص کی لونڈی سے دو بچے توام **ف** اوسکا بیان آگے آتا ہے **ص** اوسی کے پاس پیدا ہوئے اور اون دونون مین سے ایک کو بیچ ڈالا اور مشتری نے اوسکو آزاد کر دیا بعد اوسکے بائع نے اوس لڑکے کا جو اوسکے پاس موجود ہے دعوی کیا نسب کا تو دونون لڑکون کا نسب اوس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور مشتری کا آزاد کرنا باطل ہوگا اسواسطے کہ جب ایک کا نسب ثابت ہوا اوس شخص سے تو دوسرے کا بھی ثابت ہونا ضرور ہے توام اون دو بچون کو کہتے ہین جنکی پیدایش کے بیچ مین چھ مہینے سے کم مدت گذری ہووے اور اگر ایک شخص کے پاس ایک لڑکا تھا اوس نے یہ کہا کہ یہ بیٹا زید کا ہے پھر کہنے لگا کہ میرا بیٹا ہے تو اوسکا بیٹا کبھی نہوگا اگرچہ زید انکار کرے اس بات کا کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر زید انکار کریگا اوسکی

فرزندی سے تو وہ اوس شخص کا بیٹا ہوجاویگا اسواسطے کہ اقرار بالنسب رد ہوگیا زید کے انکار سے دلیل امام صاحب کی
یہ ہی کہ نسب اون چیزون مین سے ہی جو منقوض نہین ہو سکتین تو ایسے ہی اقرار نسب کا بھی رد نہوگا رد کرنے سے **ف**
اسی طرح اگر ایک صغیر کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی پھر کہا کہ میرا نہین ہی تو یہ نفی صحیح نہوگی جب بیٹا تصدیق کرتا ہو ثبوت نسب کی
یا پہلے تصدیق نکیے پھر تصدیق کرنے لگے اور اگر باپ منکر ہوا وسکی فرزندی کا اور بیٹا باپ کے اقرار پر گواہ قائم کرے
تو نسب ثابت ہوجاویگا اور یہ اقرار کہ وہ شخص میرا بھائی ہی مقبول نہین اسواسطے کہ وہ اقرار غیر پر ہی تو ضرور ہی تصدیق
اوسکی درمختار **ص** اور اگر ایک بچہ ہو مسلمان اور کافر کے ساتھ سو مسلمان کہے کہ وہ میرا غلام ہی اور کافر کہے کہ
وہ میرا بیٹا ہی تو وہ آزاد ہی کافر کا بیٹا **ف** اسواسطے کہ کافر کے بیٹے ہونے مین بالفعل بچے کو آزادی حاصل ہوتی
ہی اور اسلام انجام کار کو اسلیے کہ دلائل توحید ظاہر ہین اور اگر بالعکس ہوتا یعنی مسلمان کا غلام ٹھہرتا تو اسلام اوسکو بالتبع
حاصل ہوجاتا لیکن آزادی سے محروم ہوتا اور آزاد ہوجانا اوسکی طاقت سے باہر ہی کذا فی الاصل **ص** اگر ایک لڑکا
خاوند اور جورو کے پاس ہی **ف** اس قسم کا کہ وہ اپنا حال بیان نہین کر سکتا ہو درمختار **ص** اور زوج اور زوجہ
دونون نے اوسکا دعوی کیا **ف** ایک ساتھ درمختار **ص** اسطرح پر کہ شوہر یہ کہتا ہو کہ یہ لڑکا بیٹا میرا ہی تیرے
سوا اور دوسری زوجہ سے اور جورو یہ کہتی ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی تیرے سوا دوسرے خاوند سے تو وہ دونون کا بیٹا قرار
دیا جاویگا **ف** اور جو وہ لڑکا خود اپنا حال بیان کر سکتا ہو تو جسکی تصدیق کریگا اوسی کا بیٹا قرار دیا جاویگا درمختار
ص اگر زید نے ایک لونڈی خریدی اور اوسکا ولد زید سے ہوا اور زید نے اوسکا دعوی بھی کیا **ف** یعنی یہ کہا
کہ یہ میرا لڑکا ہی اسلیے کہ لونڈی فراش ضعیف ہی نسب اوسمین بدون دعوے کے ثابت نہین ہوتا **ص** بعد اوسکے
وہ لونڈی کسی اور کی نکلی تو لڑکا آزاد ہوگا اور باپ کو یعنی زید کو قیمت ولد کے مستحق کو دینا پڑیگی **ف** اسواسطے
کہ زید مغرور یعنی فریب مین آیا ہوا ہی اور ولد مغرور کا آزاد ہوتا ہی قیمت سے اور مراد مغرور سے وہ شخص ہی جو ایک عورت سے
صحبت کرے اوسکی ملک یمین یا ملک نکاح پر اعتماد کرکے پھر وہ عورت اوس سے جنے بعد اوسکے وہ عورت کسی اور کی مملوک
نکلی اور اسکو مغرور اسلیے کہتے ہین کہ بائع نے زید کو دھوکا اور فریب دیا اور اوسکے ہاتھ ایسی لونڈی بیچی جو مالک اوسکی نتھی
کذا فی الاصل اسلیے کہ اوسنے لڑکے کو نہین روکا **ص** اور قیمت لڑکے کی وہ معتبر ہوگی جو روز خصومت اوسکی قیمت
ہوگی تو اگر وہ لڑکا مرگیا تو اوسکے باپ پر کچھ لازم نہ آویگا **ف** بلکہ صرف لونڈی مستحق کو حوالے کریگا **ص** اور ترکہ
اوس لڑکے کا باپ کو ملیگا تو اگر اوس لڑکے کو خود باپ نے قتل کر ڈالا یا کسی اور نے قتل کیا **ف** اور باپ نے دیت
اوسکی بقدر اوسکی قیمت کے یا زیادہ کے لے لی اور جو قیمت سے کم دیت لیگا تو اوسیقدر تاوان اوسی کے موافق آویگا
درمختار **ص** تو تاوان دے اوسکا باپ قیمت کا مستحق کو اور وہ قیمت اپنی بائع سے پھیر لیوے جیسے ثمن لونڈی کا پھیر
لیگا اور عقر اوس لونڈی کا بائع سے نہ پھیرے اگرچہ مستحق کو اوسنے عقر دیا ہووے اسواسطے کہ یہ بدل ہی استیفاے منفعت
کا [illegible] تناقض موضع خفا مین اور نسب مین عفو ہی مثلاً ایک شخص نے کہا کہ مین اوسکا وارث نہین ہون پھر
دعوی کیا کہ مین اوسکا وارث ہون اور وجہ وراثت کی بیان کی تو دعوی صحیح ہوجاویگا اسی طرح اگر ایک شخص نے

ایک عورت کو کہا کہ یہ میری شیرخوارہ ہے پھر اپنی خطا کا معترف ہوا تو اوسکا دعوی خطا صحیح ہے بشرطیکہ ثابت رہا مقر کا اپنے اقرار پر اور اوسکے قول سے گواہون
سے ثابت ہو اسی طرح اگر وارثوں نے زوجہ کی تصدیق کی زوجیت مین اور میراث دیدی پھر میراث کے پھیر لینے کا دعوی کیا اس بنا پر کہ مورث نے اوسکو
طلاق دیدیا تھا تو یہ دعوی مسموع ہوگا اسی طرح ایک شخص نے اگر گھر کو کرایہ لیا عرصہ کے بعد اوسکے مدعی ہوا اس بات کا کہ یہ گھر میرا ہے اور مجھکو میرے باپ کے
ترکہ سے پہونچا ہے تو دعوی مسموع ہوگا اسی طرح اگر ایک عورت نے خلع کیا اپنے خاوند سے اور بدل خلع دیا بعد اوسکے مدعی ہوئی اس بات
کی کہ خاوند مجکو پہلے خلع سے طلاق بائن دیچکا تھا تو یہ دعوی سنا جاویگا اور بدل خلع پھروا دیا جاوے گا اسی طرح
اگر ایک کپڑا رومال مین لپٹا ہوا کرایہ کو لیا بعد اوسکے جب کھولا تو مدعی ہوا اس بات کا کہ یہ کپڑا میرا ہے تو یہ دعوی سنا جاویگا
کذا فی الحموی ملخصاً اگر مدعی یا مدعی علیہ سے نام کے بیان کرنے مین غلطی واقع ہوئی پھر اوسکا تدارک کردیا تو صحیح ہے
اسواسطے کہ ایک شخص کے دو نام ہوسکتے ہین کذا فی الحمادیہ جو شخص دعوی کرے اپنے باپ کے حق کا ایک شخص پر تو
مدعی علیہ خواہ حق کا انکار کرتا ہو یا اقرار اولاً مدعی کو چاہیے کہ اپنا نسب ثابت کرے مدعی علیہ کے سامنے اور اگر دعوی
کرے میراث کا تو اگر مدعی علیہ معترف ہو اوسکے نسب کا اور مال کا تو قاضی حکم کردے مدعی علیہ کو مال دینے کا اور یہ حکم
اوسکے باپ پر نافذ نہوگا یہانتک کہ اگر مدعی کا باپ زندہ آوے تو وہ مال مدعی علیہ سے لیوے اور مدعی علیہ مدعی سے
پھیر لیوے اور اگر مدعی علیہ منکر ہو اوسکے نسب کا تو مدعی سے گواہ طلب ہونگے اثبات نسب کے اور اوسکے مورث
کی موت پر اور اگر گواہون سے عاجز ہووے تو مدعی علیہ سے قسم لیجاویگی اسطرح کہ مین نہین جانتا یہ بات کہ یہ فلانے
کا بیٹا ہے اور وہ مرگیا ہے اگر اوسنے قسم کھالی تو دعوی مدعی ساقط ہوگیا اور اگر نکول کیا یا مدعی نے اپنا نسب اور موت
مورث گواہون سے ثابت کیا تو اب مدعی سے گواہ طلب ہونگے اثبات مال پر اگر اوسنے گواہ قائم کیے تو دعوی اوسکا
ثابت ہوگیا اب مدعی علیہ پر حکم کردیا جاویگا ادائے مال کا اور اگر گواہون سے عاجز ہوا تو مدعی علیہ سے بطور قطع اور تقصیر
کے قسم لیجاویگی اگر اوسنے قسم کرلی تو بہتر ہے ورنہ اگر نکول کیا تو مال کا اوسپر حکم کردیا جاویگا کذا فی جامع الفصولین
ملخصاً اگر ایک شخص نے دعوی کیا سگے بھائی ہونیکا تو دادا کا نام ذکر کرنا ضرور نہین اور اگر چچا زاد بھائی ہونیکا دعوی
کیا تو دادا کا نام بیان کرنا ضرور ہے اگر ایک شخص نے اپنا دین میت پر گواہون سے ثابت کیا تو وہ دین سب وارثون کے
حصے سے لیا جاویگا اور اگر کسی وارث کے اقرار سے ثابت کیا تو جس وارث نے اقرار کیا ہے اوسی کے حصے سے دین وصول
کیا جاویگا بقدر اوسکے حصے کے کذا فی الدر المختار و حواشیہ **مسائل** شہادت نفی پر مقبول نہین ہے مثال اسکی یہ ہے کہ مدعی
گواہ لایا اس امر پر کہ مدعی علیہ نے فلان تاریخ فلان روز اتنے روپیہ مجھ سے قرض لیے تھے تو مدعی علیہ گواہ لایا اس امر پر
کہ مین اوس تاریخ کو اس جگہ تھا ہی نہین بلکہ دوسری جگہ تھا تو یہ شہادت مقبول نہوگی اسواسطے کہ اوس جگہ نہ ہونا نفی ہے
بلحاظ صورت اور معنی دونون کے اور قول اوسکا کہ مین دوسری جگہ تھا نفی ہے بلحاظ معنی کے اور اصل یہی ہے کہ مذکور ہوا تو روایت
نوادر مین امام ابو یوسف سے کہ گواہی دی دو مردون نے ایک شخص کے قول یا فعل پر تو لازم آجاویگا وہ قول یا فعل
مدعی علیہ پر برابر ہے کہ اجارہ ہو یا کتابت یا طلاق یا عتاق یا قتل یا قصاص کسی مکان یا وقت یا صفت مین تو اگر گواہ
لایا مشہود علیہ اس امر پر کہ وہ اوس دن اوس جگہ نہ تھا تو یہ شہادت مقبول نہوگی لیکن محیط مین مذکور ہے کہ اگر مشہور ہوا اوسکا

متواتر ہوجاوے لوگون کے نزدیک اور جانتے ہون سب لوگ کہ وہ اوس وقت اوس جگہ مین تھا تو دعوی اوسکا
مسموع نہوگا اور حکم کردیا جاویگا مدعی علیہ کی برائت ذمہ کا اسواسطے کہ لازم آتی ہے تکذیب اوس امر کی جو ثابت ہے
بالبداہتہ اور اوسمین شک نہین ہوسکتا اسی طرح حال ہے ہر شہادت کا جو قائم ہوا اس امر پر کہ فلانے شخص نے یہ قول نہین
کیا یا یہ کام نہین کیا تو یہ شہادت مقبول نہوگی ایسا ہی ہے بزازیہ مین کذا فی الحموی لیکن صاحب اشباہ نے شہادت
علی النفی سے دس مسائل کو مستثنی کیا ہے کہ اوسمین شہادت نفی پر مقبول ہے منجملہ اوسکے یہ صورت ہے کہ خاوند نے عورت کے
طلاق کو ایک امر عدمی پر معلق کیا اور شہادت اوسپر گذری تو یہ شہادت مقبول ہوجاویگی اور یہ صورت ہے کہ شاہدون نے
شہادت دی میراث کی اور یہ کہا کہ سوا اسکے اور کوئی وارث نہین ہے تو یہ شہادت مقبول ہوگی اسیطرح شہادت نفی
متواتر پر مقبول ہے باقی صورتین اگر دیکھنا منظور ہین تو اشباہ کو مطالعہ کرلے مسئلہ ایک مدعی علیہ نے اقرار کیا دین کا
پھر مدعی ہوا اوسکے ادا کا ایک ہی مجلس مین تو مقبول نہوگا اور اگر مدعی اور مدعی علیہ دونون کی مجلس بدل گئی پھر دعوی
کیا اداے دین کا اور قائم کیے گواہ اوسپر تو یہ دعوی مسموع ہوگا بشرطیکہ دعوی ایفا کا قبل اقرار کے نہووے
ورنہ باطل ہوگا اور جو دعوی کرے اداے دین کا بعد انکار دین کے تو مقبول ہے باتفاق جیسا کہ اوپر گذر چکا حموی

ص کتاب الاقرار

ف اقرار کا حجت ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ چاہیے کہ اقرار کرے
وہ شخص جسپر حق ہے تو اگر اقرار حجت نہوتا تو اس حکم کے کچھ معنی نہوتے اور حدیث سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
قُلِ الْحَقَّ وَلَوْ كَانَ مُرًّا یعنی تو کہہ ٹھیک اگرچہ تلخ ہو روایت کیا اوسکو ابن حبان نے بسند صحیح ابو ذر سے اور حکم کیا حضرت
نے ماعز پر رجم کا بسبب اقرار زنا کے اور اجماع سے کیونکہ اجماع کیا امت محمدیہ نے کہ اقرار حجت ہے مقر کے حق مین یہانتک کہ ثابت
کیا انھون نے حد اور قصاص کو اقرار مقر سے تو مال بطریق اولی ثابت ہوگا اور عقل سے اسواسطے کہ شخص عاقل اپنی ذات
پر جھوٹا اقرار نکریگا جس چیز مین اوسکی مضرت جان یا نقصان مال ہووے تو ترجیح ہوئی جانب صدق کو اوسکی ذات کے
حق مین بسبب نہونے تہمت کے اور کمال ولایت کے طحطاوی مع زیادہ **ص** اقرار کہتے ہین خبر دینے کو اس
بات کی کہ غیر کا حق مجھ پر لازم ہے **ف** جو شخص اقرار کرے اوسکو مقر کہتے ہین اور جسکے حق کو اپنے اوپر ثابت کرے اوسکو
مقر لہ کہتے ہین اور جس چیز کا اقرار کرے اوسکو مقر بہ کہتے ہین **ص** حکم اقرار کا یہ ہے کہ مقر بہ اوسکے بیان سے ظاہر ہوتا ہے
نہ یہ کہ اقرار انشا ہے مقر بہ کے ثبوت کا **ف** یعنی اقرار سے غرض اور نہایت یہ ہے کہ ایک حق لازم کو ظاہر کرے نہ یہ کہ بالفعل
اوسکو ایجاد کرے جیسے انشای عقود ہوتی ہے آگے اسی حکم پر تفریع کرتا ہے **ص** تو اگر کسی نے اقرار کیا کہ مسلمان کا خمر
میرے پاس ہے تو صحیح ہے اور اگر اقرار انشا ہوتا تو یہ اقرار صحیح نہوتا کیونکہ لازم آتا انشا سے تملیک خمر واسطے مسلم کے اور
یہ صحیح نہین اور جو کسی نے اقرار کیا طلاق اور عتاق کا زبردستی سے تو یہ اقرار صحیح نہوگا اور اگر اقرار انشا ہوتا تو صحیح ہوجاتا
اسواسطے کہ زبردستی سے طلاق اور عتاق واقع ہوجاتے ہین **ف** یعنی جبر سے اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق یا
غلام کو آزاد کردیوے تو طلاق اور عتاق نافذ ہوجاوینگے جیسا کہ بیان اسکا کتاب الاکراہ مین آویگا در مختار وغیرہ مین

۷

اور مسائل بھی اسپر متفرع کیے ہیں اونمین سے یہ ہوکہ اگر ایک شخص نے غیر کے مال کا دوسرے کے لیے اقرار کیا تو وہ مال جب
مقر کے پاس آویگا مقر لہ کو دلایا جاویگا اور زوجیت کا اقرار زوجہ کی طرف سے بلا شہود صحیح ہو اور اگر مقر لہ نے مقر کا اقرار
رد کیا پھر قبول کیا تو صحیح نہین ہوگا مگر جو عقود لازم ہین جیسے نکاح وغیرہ اونمین اقرار رد نہوگا اور جب مقر لہ نے اقرار مقر کا
قبول کر لیا بعد اوسکے رد کیا تو رد نہوگا اگر مقر نے ایک دفعہ اقرار کیا اور مقر لہ نے اوسکو رد کر دیا بعد اوسکے دوسری بار پھر
مقر نے اقرار کیا اور مقر لہ نے تصدیق کی تو یہ دوسرا اقرار لازم ہوگا ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا محض بہ سبب
اقرار مدعی علیہ کے ایک شی معین کا تو یہ دعوی مسموع نہوگا مگر جب مدعی یون کہے کہ یہ شی میری ملک ہو اور مدعی علیہ نے اوسکا
اقرار کیا ہو میرے واسطے یا یون کہے کہ میرا اوسپر اتنا ہو اور اسی طرح اوسنے اقرار بھی کیا ہو تو دعوی مسموع ہوگا باتفاق اسواسطے
کہ مدعی نے اقرار مدعی علیہ کو سبب وجوب ملک کا نہین ٹھہرایا پھر اگر مدعی علیہ انکار کرے تو بقول مفتی بہ حلف اصل مال پر
لیا جاویگا نہ اقرار پر البتہ اگر مدعی نے دعوی کیا مدعی علیہ پر ایک شی کا اور مدعی علیہ نے گواہ قائم کیے اس امر پر کہ مدعی نے اقرار کیا
تھا اس بات کا کہ میرا کچھ حق مدعی علیہ کی طرف نہین ہو تو یہ دعوی مدعی علیہ کا مسموع ہوگا **ص** جس شخص آزاد عاقل بالغ
نے **ف** حالت بیداری مین خوشی سے یا غلام ماذون یا صبی ماذون یا معتوہ ماذون نے درمختار **ص** اقرار کیا کسی
حق معلوم یا مجہول کا تو صحیح ہو لیکن مقر پر لازم ہوگا کہ اوس شی مجہول کو بیان کرے قیمت دار چیز سے پھر اگر مقر لہ اوس سے زیادہ کا دعوی کرے
اور گواہ نرکھتا ہووے تو قول مقر کا قسم سے مقبول ہوگا **ف** حاصل کلام یہ ہو کہ جہالت مقر بہ کی مانع صحت اقرار نہین ہو البتہ
جہالت مقر یا مقر لہ کی مانع ہو توجس صورت مین مقر بہ مجہول ہوگا تو مقر جبر کیا جاویگا اوسکے اظہار اور بیان پر اور جب مقر یا مقر لہ مجہول
ہوگا تو اقرار ہی صحیح نہوگا **ص** اگر مقر نے یہ کہا کہ فلان کا میرے ذمے مال ہو تو ایک درم سے کم مین اوسکی تصدیق نہوگی اور
جو یہ کہا کہ فلان کا میرے اوپر بڑا مال ہو تو سونے اور چاندی مین مقدار نصاب زکوۃ سے **ف** یعنی بیس دینار اور دوسو درم سے
ص کم مین اور اونٹون مین پچیس اونٹون سے کم مین اور سوا انکے اور مالون مین قیمت نصاب زکوۃ سے کم مین تصدیق نکیجاویگی
ف درمختار مین ہو کہ اگر مقر مفلس ہوگا تو نصاب سرقہ سے کم مین تصدیق نہوگی اور مقدار نصاب سرقہ مین تصدیق
ہو جاویگی اور اس قول کی تصحیح بھی ہوئی ہو **ص** اور تین نصاب زکوۃ سے کم مین تصدیق نہوگی اگر مقر نے یون کہا کہ علی اموال
عظام یعنی مجھ پر بڑے اموال ہین **ف** اور اگر اموال عظام کی تفسیر غیر مال زکوۃ یعنی کپڑون وغیرہ سے کریگا تو تین نصابو
کی قیمت معتبر ہوگی درمختار **ص** اور دراہم کے اقرار مین تین درم سے کم مین اور دراہم کثیرہ کے اقرار مین دس درم
سے کم مین تصدیق نہوگی یہ مذہب امام صاحب کا ہو اور صاحبین کے نزدیک نصاب سے کم مین تصدیق نہوگی اگر مقر نے کہا
کہ علی کذا درہما تو ایک درہم لازم آویگا اور جو کہا کذا کذا درہما تو گیارہ درہم لازم آوینگے اور جو کہا کذا وکذا درہما واو عطف
کے ساتھ تو اکیس درہم لازم آوینگے اور جو کہا کذا کذا کذا درہما تب بھی گیارہ لازم آوینگے اور جو کہا کذا وکذا وکذا تو ایک سو
اکیس درہم لازم آوینگے اور جو کہا کذا وکذا وکذا وکذا تو ایک ہزار ایک سو اکیس لازم آوینگے **ف** وجہین ان مسائل کی
اصل مین ہدایہ مین مذکور ہین اور وہ متعلق ہین خاص زبان عرب سے ہماری زبان مین اسکا کچھ لحاظ نہوگا **ص** اگر کہے کہ
مجھ پر یا میری طرف فلانے کا اتنا ہو تو یہ قرض پر محمول ہوگا البتہ اگر امانت کا لفظ اوسکے ساتھ کہیگا تو امانت شمار کی جاویگی اور

اگر اوسکے بعد کہیگا تو دین ہی شمار کیا جاویگا اور اگر یون کہا کہ میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر مین یا میری تھیلی
مین یا میرے صندوق مین فلانے کا اتنا ہی تو امانت پر محمول ہوگا **ف** اور جو کسی نے کہا کہ میرا سب مال اوسکا ہی
یا جسکا مین مالک ہون وہ اوسکا ہی یا اوسکو میرے مال مین سے یا میرے دراہم مین سے اتنا ہی تو یہ ہبہ سمجھا جاویگا
نہ اقرار تو ضرور ہی اتمام ہبہ کے لیے کہ قائل بعد اس قول کے وہ مال اوسے تسلیم کرے در مختار **ص** زید نے
عمرو سے کہا کہ تجھ پر میرے ہزار روپے ہین عمرو نے اوسکے جواب مین یہ کہا کہ اونکو وزن کر لے یا پرکھ لے یا مجھے اونکی
مہلت دے یا مین تجھکو وہ دے چکا ہون یا تو نے مجھکو وہ روپے معاف کر دیے ہین یا خیرات کر دیے ہین یا ہبہ کر دیے ہین
یا مین نے اون روپیون کا حوالہ کر دیا ہی تجھے زید پر ان سب کلمات سے عمرو کا اقرار ثابت ہو جاویگا اور جو عمرو نے بغیر ضمیر کے
کہا تو اقرار نہوگا **ف** یعنی اون روپیون کی طرف ضمیر نہین پھیری بلکہ اتنا ہی کہا کہ تو پرکھ لے یا وزن کر لے
الی آخرہ تو اقرار نہوگا وجہ اوسکی اصل مین مذکور ہی اور جو زید نے عمرو سے کہا کہ میرے تجھ پر ہزار روپے ہین اور عمرو نے
اوسکے جواب مین سر سے اشارہ کیا تو یہ اشارہ اقرار نہوگا اگر زید زبان سے بولنے پر قادر ہی در مختار **ص** اگر کوئی
اقرار کرے اپنے اوپر ایک میعادی قرض کا اور مقرلہ کہے کہ تجھے بالفعل دینا ہی تو مقرلہ کا قول قسم سے مقبول ہوگا **ف**
اگر مقر کے پاس گواہ نہون میعاد کے **ص** یعنی مقرلہ کو قسم دلاوینگے اس امر پر کہ یہ قرض میعادی نہین ہی تو جب وہ
قسم کھالیگا تو قرض بالفعل دلا دیا جاویگا **ف** برخلاف اوس صورت کے کہ مقر نے کالے روپیون کا اقرار کیا
تو ویسے ہی روپے اوسپر لازم آوینگے جیسے ضامن کا اقرار ساتھ دین میعادی کے کہ اوسمین قول ضامن ہی کا معتبر ہوگا
اگر زید نے عمرو سے ایک چیز خریدی یا مول چکایا یا امانت لی یا عاریت لی یا اوسکی ہبہ اور کرایہ لینے کی درخواست کی
یا عمرو کے وکیل سے یہ امور کیے تو گویا زید نے اقرار کر لیا اس بات کا کہ وہ چیز مملوک ہی عمرو کی اب اگر زید اپنے لیے
خواہ دوسرے کی طرف سے وکالتاً یا وصایتاً اوس شی کا مدعی ہو عمرو پر تو یہ دعوی نہ سنا جاویگا بسبب تناقض کے
البتہ اگر زید نے سب دعوون سے عمرو کو ابراء عام کیا پھر عمرو پر دعوی کیا کسی اور کا وکیل بنکر یا وصی بنکر اپنے موکل یا
صغیر کے لیے تو درست ہی در مختار **ص** ایک شخص کہے کہ مجھ پر ایک سو اور روپیہ ہی تو سو سے بھی مراد روپے
ہونگے یعنی ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا اور اگر کہے کہ سو اور ایک کپڑا ہی تو پوچھا جاویگا کہ سو سے کیا مراد ہی اسی طرح
سو اور دو کپڑون کے اقرار مین اور اگر یون کہے کہ میرے اوپر مائۃ وثلثۃ اثواب یعنی سو اور تین کپڑے ہین تو سو سے
بھی مراد کپڑے ہونگے اور جو ایک شخص نے اقرار کیا ایک گھوڑے کے غصب کا طویلے کے اندر تو صرف گھوڑا اوسپر لازم
ہوگا **ف** نہ طویلہ اسواسطے کہ غیر منقول مین شیخین کے نزدیک غصب نہین ثابت ہوتا قاعدہ کلیہ ان مسائل کا
یہ ہی کہ جو چیز ظرف ہونیکے لائق ہی اگر منقول ہی تو ظرف اور مظروف دونون مقر پر لازم آوینگے اور اگر غیر منقول ہی تو صرف
مظروف لازم آویگا اور جو ظرف ہونیکے لائق نہین ہی جیسے یون کہے کہ فلانے کا مجھ پر ایک درم ہی درم کے اندر تو صرف اول
لازم ہوگا نہ ثانی در مختار **ص** اور جو اقرار کیا ایک انگوٹھی کا تو اوسکا حلقہ اور نگین دونون لازم آوینگے اور تلوار
کے اقرار میں اوسکا میان اور پرتلہ اور پھل لازم آویگا اور حجلہ کے اقرار مین اوسکی لکڑیان اور پردے بھی لازم آوینگے اور

جو اقرار کیا کھجور کا ٹوکرے میں یا کپڑے کا رومال میں یا کپڑے میں **ف** یا غلے کا کشتی میں یا گون میں ہدایہ **ص** تو ظرف اور مظروف دونون اوسپر لازم آوینگے اور جو اقرار کیا ایک کپڑے کا دس کپڑون میں تو صرف ایک ہی کپڑا لازم ہوگا نزدیک شیخین کے اسواسطے کہ دس کپڑے ایک کپڑے کے تابع نہیں ہوسکتے اور امام محمد کے نزدیک گیارہ کپڑے لازم آوینگے اسواسطے کہ نفیس کپڑا کبھی کپڑون کی تہ میں ہوتا ہی اور جو اقرار کیا کہ مجھ پر پانچ کپڑے ہین پانچ کپڑون مین اور نیت کی ضرب کی تو صرف پانچ کپڑے لازم آوینگے اور اگر نیت کی پانچ کی ساتھ پانچ کے تو دس دینے ہونگے اور حسن بن زیاد کے نزدیک پچیس کپڑے لازم آوینگے اور جو یہ کہا کہ فلانے کے میرے اوپر ایک درہم سے دس درہم تک ہین یا ایک درہم سے دس کے بیچ مین تو نو درہم لازم آوینگے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دس درہم اور زفر کے نزدیک آٹھ درہم اور اگر یون کہے کہ فلانے کا اس گھر مین سے اس دیوار سے لیکر اوس دیوار تک ہی تو دونون دیوارین داخل نہونگی **ف** صحیح ہی اقرار حمل کا دو مہرے کے لیے مثلاً یہ کہے کہ میری اس لونڈی یا بکری کا حمل فلانے کے لیے ہی **ص** اور یہ اقرار محمول کیا جاویگا وصیت پر یعنی ایک شخص وصیت کر گیا اپنی لونڈی یا بکری کے حمل کی کسی اور شخص کے لیے بعد اوسکے موصی مر گیا تو اب وارث مقر کا اقرار کرتا ہی اوس حمل کا موصی لہ کے واسطے اسی طرح صحیح ہی اقرار حمل کے لیے مثلاً کہے کہ فلانی عورت کے حمل کے میرے اوپر ہزار درہم ہین بشرطیکہ کوئی ایسا سبب بیان کرے جس سے وہ مال حمل کا ہوسکے جیسے وصیت یا میراث اسلیے کہ وصیت حمل کے لیے صحیح ہی اور اسی طرح حمل وارث بھی ہوتا ہی پھر اگر وہ عورت وقت اقرار سے چھ مہینے سے کم مین ایک بچہ زندہ جنے یا دو بچہ زندہ جنے تو وہ مال اونکا ہو جاویگا اور اگر مردہ جنے تو وہ مال موصی اور مورث کا ہوگا تو اونکے وارثون مین تقسیم ہوگا اور اگر ایسا سبب بیان کرے جو حمل سے نہین ہوسکتا جیسے کہے کہ مین نے اوس حمل کو ہبہ کیا تھا یا مین نے اوس حمل کا وکیل ہو کر اس چیز کو خریدا ہی یا مین نے اوسکے ہاتھ یہ چیز بیچ کی ہی یا مین نے اوس سے قرض لیا ہی یا بالکل سبب بیان نکرے تو یہ اقرار لغو ہو جاویگا **ف** باتفاق ائمہ ثلثہ **ص** اگر اقرار کرے کسی چیز کا بشرط خیار مثلاً یون کہے کہ فلانے کے مجھ پر ہزار درہم ہین لیکن اس شرط پر کہ مجکو تین دن تک اختیار ہی تو اقرار صحیح ہوگا اور شرط خیار محض باطل ہوگی **ف** اسواسطے کہ اختیار فسخ کے لیے ہوتا ہی اور اقرار قابل فسخ کے نہین ہی **ص** اگر ایک شخص نے اقرار کیا بعد اوسکے دعوی کیا کہ مین نے جھوٹھ کہا تھا تو طرفین کے نزدیک اوسکے اس قول کی طرف التفات نہوگا لیکن فتوی ابو یوسف رح کے قول پر ہی کہ مقر لہ سے قسم لیجاویگی اس امر پر کہ مقر جھوٹھ نہین بولا تھا اسی طرح پر اگر مقر کے وارث نے دعوی کیا کہ میرے مورث نے جھوٹھ کہدیا تھا تو بعضون کے نزدیک وارث کے اس قول پر لحاظ نہوگا اور اصح یہ ہی کہ مقر لہ سے یہان بھی اوسی طور پر قسم لی جاویگی اور اگر مقر لہ مر گیا ہی تو اوسکے وارثون سے علم پر قسم لیجاویگی یعنی یون کہ ہم نہین جانتے کہ مقر نے یہ اقرار جھوٹھ کیا تھا مسائل ملحقہ کتابت اقرار کا حکم کرنا مثل اقرار کے ہی اسواسطے کہ جیسے اقرار زبان سے ہوتا ہی ویسے ہی اونگلیون کے لکھنے سے ہوتا ہی تو اگر ایک شخص نے منشی سے کہا کہ خط لکھ میرے اس اقرار کا کہ مجھپر ہزار درم ہین یا لکھ میرے گھر کا بیعنامہ یا میری عورت کا طلاق نامہ تو اقرار صحیح ہوگیا خواہ منشی اوسکو لکھے یا نہ لکھے اگر مدعی علیہ نے اقرار کیا مال کا ایک گواہ کے سامنے پھر دوسری بار دوسرے گواہ کے سامنے تو یہ گواہی صحیح ہوسکتی ہی اگر مدعی علیہ اقرار کرے نہ انکار تو قاضی

(حاشیہ:) لہ دونون ... دیوارین ... داخل نہ ... مین ... یا حصہ ... ہین ... کے نزدیک دونون ... داخل ہوا اور زفر کے نزدیک ابتدا اور غایت دونون خارج ہین اور دونون صورتون مین بالاتفاق الا صل ۱۲

اوسکو قید کرے یا مالک ہونیکا اقرار کرے یا اوسکا باپ بنے جب اقرار کیا اس بات کا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور ماں اوسکی آزاد ہے تو یہ اقرار غیر زندہ کا اقرار ہوگا اوس عورت کے
منکوحہ ہونے کا بخلاف مہر کے اقرار کے کہ وہ اقرار بالنکاح نہوگا کذا فی الدر المختار والطحطاوی والقنیۃ ملتقطاً من مواضع

ص باب استثنا کے بیان میں

ف یعنی اقرار میں سے کچھ نکال لینے کے بیان میں ص جس چیز کا اقرار کیا ہو اوس میں سے کسی قدر کو استثنا کرنا یعنی
نکال ڈالنا صحیح ہے بشرطیکہ یہ استثنا متصل ہووے اقرار سے ف مثلاً کہے کہ زید کے مجھ پر دس روپے ہیں مگر دو یا دو کم تو دو کم
کو ساتھ ہی اگر کہیگا تو یہ استثنا صحیح ہوگا ص اور بعد استثنا کے جو باقی رہیگا وہ مقر پر لازم آویگا ف مثلاً مثال مذکور میں
آٹھ روپے لازم آوینگے ص اور جو سب کا استثنا کرے سب سے تو باطل ہے ف مثلاً کہے کہ میرے اوپر ہزار روپیہ ہیں مگر ہزار کم ہیں
ص اور اوسپر سب لازم آوینگے ف تو مثال مذکور میں ہزار پورے دینے ہونگے ص جو چیزیں نپتی ہیں
یا تلتی ہیں انکو روپیوں میں سے استثنا کرنا درست ہے تو اوس مقدار کی قیمت کم کرکے باقی روپے دینا ہونگا اور انکے سوا اور چیزوں
کو نکالنا درست نہیں ہے مثلاً اگر کہا کہ میرے اوپر سو درہم ہیں ایک دینار کم یا ایک قفیز گیہوں کم تو استثنا صحیح ہوگا واسطے وجود مناسبت
فی الجملہ کے اور سو درہم میں سے قیمت ایک دینار اور قفیز کی مجرا کرکے باقی درہم دینا ہونگے اور جو کہا میرے اوپر سو درہم ہیں مگر ایک
کپڑا کم تو یہ استثنا صحیح نہوگا نزدیک شیخین کے اور امام محمدؒ کے نزدیک کسی صورت میں صحیح نہوگا اور شافعیؒ کے نزدیک سب صورتوں میں
صحیح ہوگا جس شخص نے اقرار کیا ایک امر کا اور اوسکے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ ملا دیا تو اقرار باطل ہوجاویگا اگر کسی نے دار کے اقرار میں سے
عمارت کا استثنا کیا تو صحیح نہوگا یعنی زمین اور عمارت اوس دار کی دونوں مقر لہ کی ہوجاوینگی اسلیے کہ بنا داخل ہوتی ہیں ارض میں بالتبع
اور جو چیز بالتبع داخل ہو اوسکا استثنا صحیح نہیں البتہ اگر یون کہے کہ عمارت میری ہے اور صحن تیرا ہے تو جیسا کہیگا ویسا ہی ہوگا اور
انگشتری کا نگینہ اور باغ کے درخت مثل عمارت کے ہیں ف یعنی اگر کسی نے کہا کہ یہ انگشتری فلانے کی ہے مگر نگینہ میرا ہے
یا یہ باغ اوسکا ہے مگر درخت کھجور کے جو اوس میں ہیں میرے ہیں تو یہ استثنا صحیح نہیں البتہ اگر یون کہیگا کہ اس انگوٹھی کا چھلہ اوسکا
ہے اور نگین میرا ہے یا زمین اس باغ کی اوسکی ہے اور درخت کھجور کے میرے ہیں تو جیسا کہے ویسا ہی ہوگا کذا فی الاصل ص
اور اگر کہا کہ اوس شخص کے میرے اوپر ہزار روپے ہیں ایک غلام کی قیمت کے کہ ابھی تک میں نے اوس غلام پر قبضہ نہیں کیا ہے
تو اگر ایک غلام معین کو ذکر کیا ہو اس صورت میں مقر لہ نے اگر وہ غلام مقر کے حوالہ کیا تب مقر کو ہزار روپے دینا پڑینگے اور اگر غلام نہیں
دیا تو کچھ نہ دینا ہوگا اور اگر غلام معین کو نہ کہا ہو تو مقر پر ہزار روپے واجب ہوگئے اور یہ قول اوسکا کہ میں نے ابھی اوس غلام پر قبضہ
نہیں کیا لغو ہوجاویگا ف امام صاحب کے نزدیک برابر ہے کہ اس قول کو اوس کلام کے ساتھ کہے یا جدا کہے کیونکہ اوسنے
جب انکار کیا قبض کا ایک شے غیر معین میں تو گویا منکر ہوا وجوب دراہم کا اسواسطے کہ جہالت مبیع مثل ہلاک مبیع کے ہے تو قیمت واجب نہوگی
تو یہ رجوع ہوگیا اقرار سے اور وہ مسموع نہیں اور صاحبین کے نزدیک اگر یہ قول اوس اقرار سے ملا ہوا ہے تو اس صورت میں تصدیق
اوسکی کی جاویگی کیونکہ یہ بیان تغییر ہے اونکے نزدیک کذا فی الاصل ص جسطرح مقر نے یون کہا کہ میرے اوپر ہزار روپے فلانے
کے ہیں بابت قیمت شراب یا سور کے ف یا جوے کے مال کے یا آزاد کی قیمت کے یا مردے کے یا خون کے در مختار ص
تو مقر پر پورا ہزار روپے لازم ہونگے اور یہ اقوال لغو ہوجاوینگے ف امام صاحب کے نزدیک اگرچہ اوسکو اقرار کے ساتھ ملا کر کہے

یا جدا کہے اور نزدیک صاحبین کے اگر ملا کر کہیگا تو اوسکی تصدیق کی جاویگی کذا فی الاصل لیکن یہ صورت جب ہے کہ مقرلہ ان اقوال کا
منکر ہو اور جو وہ مقر کی تصدیق کرے یا مقر گواہ قائم کرے ان امور پر تو اب ہزار روپیہ اوسکو لازم ہونگے در مختار **ص** اور اگر
کہے کہ میرے اوپر ہزار روپیہ ہین بابت قیمت اسباب یا قرض کے اور وہ روپیہ زیوف[1] یا نبہرجہ یا ستوقہ یا رصاص ہین تو کھرے ہزار روپیہ
اوسکو دینا ہونگے **ف** امام صاحب کے نزدیک برابر ہے کہ یہ قول اقرار کے ساتھ ملا ہوا ہو یا جدا ہو اور صاحبین کے نزدیک
وصل کی صورت مین تصدیق کی جاویگی اسواسطے کہ یہ قول رجوع ہے اقرار سے[2] امام صاحب کے نزدیک اور بیان تغییر ہے صاحبین کے نزدیک
کذا فی الاصل **ص** اور اگر کہے کہ میرے اوپر فلانے کے ہزار روپیہ ہین جو مین نے اوس سے غصب کیے تھے یا اوسنے امانت رکھائے تھے
مگر وہ روپیہ زیوف یا نبہرجہ ہین تو اوسکی تصدیق کی جاویگی برابر ہے کہ وصل[3] کرے یا فصل کرے اور اگر کہے کہ وہ روپیہ ستوقہ یا رصاص تھے
تو در صورت وصل اوسکی تصدیق ہوگی اور در صورت فصل اوسکی تصدیق نہوگی **ف** وجہ فرق اصل مین لکھی ہے **ص** جو شخص اقرار
کرے ایک کپڑے کے غصب کا پھر عیب دار کپڑا لاوے اور کہے کہ یہی چھینا تھا تو اوسکا قول معتبر ہوگا یا اقرار کرے اس امر کا کہ فلان کے مجھپر
ہزار درم ہین مگر اتنے کم تو اگر یہ استثنا ملا کر کیا ہے تو قول اوسکا معتبر ہوگا اور جو ٹھہر کے کیا تو استثنا باطل ہوگا اور پورے ہزار دینا ہونگے
اور جو کہے کہ مین نے تجھ سے ہزار امانتاً لیے تھے وہ تلف ہوگئے اور مقرلہ کہے کہ تو نے غصباً لیے تھے تو مقر پر ضمان ہزار روپیہ کا لازم
آویگا اور جو مقر کہے کہ تو نے مجکو ہزار امانتاً دیے تھے اور مقرلہ کہے کہ تو نے چھین لیے تھے تو مقر پر ضمان لازم نہ آویگا **ف**
وجہ فرق یہ ہے کہ صورت اول مین مقر نے اقرار کیا سبب وجوب ضمان کا یعنی لے لینے کا اور ثانی مین اقرار نہین کیا اسکا بلکہ مقرلہ اوسپر
دعوی کرتا ہے غصب کا اور مقر منکر ہے تو قول منکر کا معتبر ہوگا کذا فی الاصل **ص** اگر زید کہے عمرو سے کہ یہ چیز میری تیرے پاس
امانت تھی سو مین نے لے لی اور عمرو کہے کہ امانت نہین تھی بلکہ میری تھی تو عمرو اوس شی کو زید سے لے لیوے کیونکہ زید کے
اقرار سے قبضہ عمرو کا اوس شی پر ثابت ہے تو ضرور ہے کہ زید اوس شی کو تسلیم کر دیوے عمرو کو پھر اگر زید کو دعوی ہو تو گواہوں سے
اپنا دعوی ثابت کرے اور اگر زید یہ کہے کہ مین نے اپنے اس گھوڑے کو یا اس کپڑے کو عمرو کو کرایہ مین دیا تھا سو عمرو اوس
گھوڑے پر سوار ہوا اور اوس کپڑے کو پہنا بعد اوسکے مجھے پھیر دیا یا عمرو نے میرے اس کپڑے کو اتنے دامون کے عوض سیا تھا
بعد اوسکے مین نے لے لیا اور عمرو کہے کہ یہ کپڑا یا گھوڑا میرا ہے تو ان صورتون مین زید کے قول کی تصدیق کی جاویگی **ف** یعنی
زید کو یہ حکم نہوگا کہ وہ شی عمرو کے حوالے کر دیوے پھر اوسپر دعوی کرے جیسے کہ مسئلہ امانت مین گذرا بلکہ یہان عمرو کو اختیار ہے
کہ گواہوں سے اپنا دعوی زید پر ثابت کرکے بعد ثبوت کے اوس چیز کو لے لیوے **ص** اور صاحبین کے نزدیک یہان
بھی زید کو حکم ہوگا کہ وہ چیز عمرو کے حوالے کرے بعد اوسکے گواہوں سے اپنا دعوی ثابت کرے جیسا کہ مسئلہ ودیعت مین
اور یہی موافق قیاس کے ہے اور وجہ استحسان یہ ہے کہ اجارہ مین نہین اقرار کیا دوسرے کے مطلق قبضے کا بلکہ قبضہ ضروریہ کا
واسطے انتفاع کے پس باقی رہیگا موجر کا قبضہ ماورائے ضرورت مین بخلاف ودیعت کے **ف** اور فتوی امام کے قول پر
ہے **مسائل ملتقطہ** اگر کہے کہ یہ ہزار امانت زید کی ہے نہین بلکہ امانت عمرو کی تو ہزار زید کے اسپر ثابت ہوگئے اور اسی
قدر یعنی ہزار عمرو کے اوسپر لازم ہوے اور یہی حکم غصب مین ہے اور اگر مقرلہ ایک شخص ہو اور اوسکے لیے دو اقرار کرے تو جو اقرار
از روے مقدار کے زیادہ ہے یا از روے وصف کے افضل ہے لازم ہوگا جیسے کہے کہ اوسکے میرے اوپر ایک ہزار روپیہ ہین

[1] زیوف وہ روپیہ جسکو تاجر نہ لیوین اور بیت المال مین لیجاوے
[2] نبہرجہ وہ روپیہ جسکو سوداگر بھی نہ لیوین ستوقہ جسکے بیچ مین تانبا ہو اور ... مین تانبا ہو ...
[3] ...
[illegible]

نہین بلکہ دو ہزار روپے دی یا بالعکس تو دو ہزار لازم ہونگے یا اوسکے میرے اوپر ہزار روپے ہین کھوٹے نہین بلکہ کھرے یا بالعکس تو ہزار کھرے لازم ہونگے کذا فی الدر المختار

ص باب مریض کے اقرار کے بیان مین

مریض پر جو دین ہو حالت صحت کا خواہ اوس دین کا سبب معلوم ہووے یا صرف اوسکے اقرار سے ثابت ہوا ہو اور جو دین اوسپر واجب ہوا ہو حالت مرض موت مین اسباب معروفہ سے نہ صرف اوسکے اقرار سے جیسے بدل اوس چیز کا جسکا مریض مالک ہوا یا جس چیز کو مریض نے تلف کیا یا مہر مثل اپنی عورت کا دونون برابر ہین اور ان دونون قسمون کے دین **ف** یعنی دین صحت مطلقا اور دین مرض با اسباب معروفہ **ص** مقدم ہونگے ادا کرنے مین اوس دین پر جو حالت مرض مین صرف مریض کے اقرار سے ثابت ہوا ہو **ف** یعنی پہلے ترکہ میت مین سے دین صحت مطلقا اور دین مرض جو اسباب معروفہ سے ہوا ادا کرینگے بعد اوسکے اگر کچھ مال بچیگا تو وہ دین ادا کیا جاویگا جو حالت مرض مین صرف مریض کے اقرار سے ثابت ہوا ہو اور شافعیؒ کے نزدیک تینون قسم کے دین برابر ہین اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے **ص** لیکن تینون قسم کے دین میراث پر مقدم ہونگے یعنی ترکہ وارثون مین اوسوقت تقسیم ہوگا جب کہ سب طرح کے دین ادا ہو چکین اگرچہ یون پورے مال کو گھیر لیوین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصِي بِهَا اَوْ دَيْنٍ **ص** اور مریض کو یہ جائز نہین کہ بعض قرض خواہون کا قرض ادا کرے نہ بعض کا **ف** اگرچہ یہ دین مہر کا دینا یا اجرت کا ادا کرنا ہو اسواسطے کہ مریض کے مال مین سب دین والونکا حق متعلق ہے تو بعض کو دینے اور بعض کو نہ دینے مین اورون کی حق تلفی ہے مریض کی قید سے معلوم ہوا کہ صحیح سالم شخص جو محجور نہ ہوا اوسکو یہ امر جائز ہے کہ اپنے قرض خواہون مین سے کسی کا قرض ادا کرے اور دوسرونکا بعد ادا کرے تنقیح الحامدیہ **ص** اور جائز نہین مریض کا اقرار اپنے وارث کے واسطے **ف** دین کا یا عین کا اور امام شافعیؒ کے نزدیک صحیح ہے اور دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نہین جائز ہے وصیت واسطے وارث کے اور نہ اقرار دین کا اوسکے لیے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین **ص** مگر اوس صورت مین جب باقی قرض خواہ دین مین اور باقی ورثہ اقرار وارث مین اوسکی تصدیق کرین **ف** کیونکہ معتبر نہونا اقرار کا صرف اور ورثہ کے حق کے لیے تھا تو جب انھون نے اقرار کر لیا تو اقرار صحیح ہوجاویگا اسی طرح مریض نے اگر اپنے وارث پر جو دین تھا اوسکے وصول ہوجانیکا اقرار کیا تب بھی صحیح نہوگا مگر تصدیق سے اور ورثہ کے اور اشباہ مین ہے کہ مریض کا اقرار واسطے وارث کے موقوف ہے اجازت پر اور وارثون کے مگر کئی جگہ ایک اقرار وصول پانے امانات کا وارث سے دوسری نفی جیسے مریض کا یون کہنا کہ میرا کچھ حق نہین میرے باپ کی طرف یا میری مان کی طرف اور یہی نفی حیلہ ہے مریض کے ابرا کرنے کا اپنے وارث کو **ص** اور اگر اقرار کیا مریض نے ایک شخص کے لیے کسی چیز کا پھر مدعی ہوا اس بات کا کہ وہ شخص میرا بیٹا ہے **ف** اور اوس شخص نے اوسکی تصدیق کی بشرطیکہ وہ شخص مجہول النسب ہو اور مریض کا لڑکا باعتبار سن کے ہوسکتا ہو **ص** تو نسب ثابت ہوجاویگا اور اقرار باطل ہوگا اور اگر مریض نے ایک عورت اجنبی کے لیے اقرار کیا پھر اوس سے نکاح کر لیا تو اقرار صحیح رہیگا اسواسطے کہ اول صورت مین اقرار مریض کا ہے اپنے بیٹے کے لیے اور دوسری مین اقرار اجنبیہ کے واسطے **ف** اگر اوسکے لیے وصیت کی پھر اوس سے نکاح کر لیا تو وصیت باطل ہوجاویگی در مختار **ص** اگر کسی نے اقرار کیا ایک لڑکے کی فرزندی کا اور وہ لڑکا

مجہول النسب ہو اور اوس سن کا لڑکا مقر سے ہو سکتا ہو اور تصدیق کی اوسکی لڑکے نے تو نسب اوس لڑکے کا ثابت ہو جاویگا مقر سے اگرچہ مقر وقت اقرار کے مریض ہووے اور وہ لڑکا شریک ہو جاویگا اور وارثوں کا میراث میں اور تصدیق لڑکے کی اوسوقت ضرور ہی کہ وہ لڑکا گفتگو کر سکتا ہو اور جو گفتگو نکر سکتا ہو اور مر جاوے مقر ثابت ہوگا نسب اوسکا اور شریک ہوگا ورثہ میں اور تصدیق کی کچھ حاجت نہیں ہی **ف** اشباہ میں ہی کہ علی بن احمد سوال کیے گئے ایک شخص سے کہ مر گیا اور ترکہ چھوڑ گیا تو اوسکو وارثوں نے تقسیم کر لیا بعد تقسیم کے ایک شخص آیا اور اوسنے دعوی کیا کہ میت میرا باپ تھا اور ثابت کیا اوسنے نسب کو نزدیک قاضی کے گواہوں سے اسطرح پر کہ میت نے اقرار کیا تھا اوسکی فرزندی کا اور قاضی نے حکم کر دیا اوسکے ثبوت نسب کا اب وارث اوس سے یہ کہتے ہیں کہ تو اس امر کو ثابت کر کہ میت نے تیری ماں سے نکاح کیا تھا تو یہ قول ورثہ کا واقع ہو سکتا ہی یا نہیں تو کہا علی بن احمد نے کہ اگر قاضی اوسکے ثبوت نسب کا حکم کر چکا ہی تو نسب اور فرزندی اوسکی ثابت ہو گئی اب کچھ حاجت زیادتی کی نہیں ہی انتہی اور اوپر گذر چکا فتاوا قنیہ سے کہ اقرار بالولد عورت حرہ سے اقرار بالنکاح ہی فاحفظہ **ص** مرد یا عورت اگر کسی کو اپنا باپ یا ماں یا بیٹا یا بیوی یا خاوند یا مولی یعنی آزاد کرنیوالا بتاوے اور وہ لوگ مقر کی تصدیق کریں تو اقرار صحیح ہو جاویگا اور اسیطرح شرط ہی تصدیق زوج کی اور عورت جب کسی کو بیٹا کہے تو ایک شرط اور ہی وہ یہ کہ ایک عورت گواہی دے اس امر پر کہ یہ لڑکا اس عورت سے پیدا ہوا ہی اور مقر نے اگر اقرار کیا نسب کا حالت حیات میں اور مقر لہ نے اوسکی تصدیق کی بعد موت مقر کے تو صحیح ہی مگر جب زوج تصدیق کرے زوجہ کی زوجیت کی بعد مر جانے زوجہ کے اوسکے اقرار پر تو یہ تصدیق صحیح نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو جاویگی اگر اقرار کرے سواے رشتہ ولادت کے دوسرے رشتے کا جیسے کہے کہ یہ میرا بھائی ہی یا چچا ہی **ف** درمختار میں ہی کہ اسی میں داخل ہی یہ اقرار بھی کہ میرا پوتا ہی یا دادا ہی **ص** تو یہ اقرار صحیح نہوگا اسواسطے کہ یہ اقرار کرنا نسب کا ہی شخص غیر پر **ف** کیونکہ جب اسنے یہ کہا کہ یہ بھائی ہی تو ثابت کیا اوسکا نسب اپنے باپ سے اور جب کہا کہ میرا چچا ہی تو اوٹھایا نسب کو اپنے دادا پر اور اقرار حجت قاصرہ ہی یعنی حجت دلیل ہی مقر پر نہ غیر پر تو اسکے کہنے سے دوسرے پر نسب کیسے ثابت ہوگا **ص** اور وارث ہوگا ایسا مقر لہ جب کوئی اور وارث مقر کا نہووے نہ قریب اور نہ بعید **ف** یعنی نہ کوئی مقر کا ذوی الفروض میں سے ہووے نہ عصبات سے نہ ذوی الارحام اور اگر کوئی دوسرا وارث قریب یا بعید مقر کا موجود ہوگا تو ایسا مقر لہ محروم ہوگا میراث سے **ص** جسکا باپ مر گیا ہو وہ اگر اقرار کرے کسی کے واسطے اپنا بھائی ہونیکا تو مقر لہ اوسکے حصہ میراث میں شریک ہو جاویگا لیکن نسب اوسکا ثابت نہوگا زید کے عمرو پر سو روپے آتے تھے اب زید دو بیٹے خالد اور ولید چھوڑ کر مر گیا جنمیں سے خالد نے یہ اقرار کیا کہ ہمارا باپ یعنی زید عمرو سے منجملہ زر قرضہ پچاس روپیہ وصول پا چکا ہی **ف** اور دوسرا بیٹا یعنی ولید اس سے منکر ہی اور خالد نے یہ بیان گواہوں سے ثابت نکیا **ص** تو خالد کو کچھ نملیگا اور پچاس روپے عمرو سے صرف ولید کو دلادیے جاوینگے **ف** بعد قسم لینے کے اسطرح پر کہ واللہ اوسکو معلوم نہیں کہ اوسکے باپ نے سو روپے سے نصف وصول پائے اور یہ قسم بھائی کے حق کے لیے ہی اور جو خالد یہ کہتا ہو کہ باپ ہمارا سارا دین وصول پا چکا ہی تب بھی ولید کو پچاس روپے دلائے جاوینگے قسم لیکر لیکن یہاں قسم عمرو کے حق کے لیے ہوگی تو اول صورت میں اگر ولید قسم نہ کھاوے تو خالد اوسکے حصے میں شریک ہو جاویگا اور ثانی صورت میں اگر ولید قسم نہ کھاوے تو عمرو بری الذمہ ہو جاویگا فافہم واللہ اعلم

ص کتاب الصلح

یہ کتاب ہے صلح کے بیان میں **ف** صلح کا جواز کلام اللہ سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَالصُّلْحُ خَیْرٌ یعنی صلح بہتر ہے
اور روایت کی ترمذی نے عمرو بن عوف مزنیؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صلح جائز ہے درمیان میں مسلمانوں کے
مگر وہ صلح جو حرام کرے حلال کو یا حلال کرے حرام کو اور مسلمان ثابت رہیں شرطوں پر اپنی مگر وہ شرط کہ حرام کرے حلال کو یا حلال
کرے حرام کو صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور منکر کہا اوسکو محدثوں نے اسواسطے کہ روایت کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف
کی ضعیف ہے اور شاید کہ ترمذی نے اعتبار کیا اوسکے کثرت طرق کا لیکن صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے ابو ہریرہ کی روایت سے اور
اخراج کیا اوسکا ابو داؤد نے ابو ہریرہؓ سے کتاب القضا میں **ص** صلح ایک عقد ہے جو مٹا دیتا ہے نزاع کو اور صحیح ہے صلح ہر حال میں
خواہ مدعی علیہ مقر ہووے یا منکر ہو یا چپ ہو کہ نہ اقرار کرے نہ انکار **ف** اور شافعیؒ کے نزدیک صلح نہیں صحیح ہے مگر اقرار
مدعی علیہ کی صورت میں کذا فی الاصل **ص** اگر مدعی علیہ اقرار کرتا ہے اور صلح واقع ہوئی مال سے بعوض مال کے تو یہ صلح بیع کے
حکم میں ہے تو جاری ہونگے احکام بیع کے اوس میں جیسے شفعہ اور خیار العیب اور خیار الرویت اور خیار الشرط برابر ہے کہ صلح واقع ہوئی ہو
ایک گھر کے دعوے سے یا ایک گھر پر تو شفیع کو شفعہ ہوگا اور پھیر دینے کا اختیار ثابت ہوگا مدعی اور مدعی علیہ دونوں کو بدل صلح
اور مصالح عنہ میں **ف** جاننا چاہیے کہ مصالح علیہ اور بدل صلح اوسکو کہتے ہیں جس پر صلح واقع ہوئی ہے اور مصالح عنہ وہ ہے
جس چیز کا دعوی چھوڑ دیا مثلاً زید نے خالد سے ایک مکان کا دعوی کیا خالد نے کہا کہ مجھ سے سو درم لے لے اور مکان کا دعوی
ترک کر تو سو درم مصالح علیہ اور بدل صلح ہوئے اور وہ مکان مصالح عنہ ٹھہرا شفعہ کی صورت یہ ہے کہ زید نے عمرو سے صلح کر لی ایک مکان پر
یا ایک مکان کے دعوے سے تو دونوں مکان کے شفیعوں کو دعوی شفعہ پہونچتا ہے **ص** صلح میں اگر بدل صلح معلوم نہو
بلکہ مجہول ہو تو صلح فاسد ہو جاویگی **ف** اور اگر مصالح عنہ مجہول ہووے تو کچھ حرج نہیں ہے اسواسطے کہ وہ ساقط ہو جاتا ہے مدعی علیہ
کے ذمے سے اور ساقط کی جہالت باعث منازعت نہیں ہے در مختار **ص** مصالح عنہ میں سے بعد صلح کے جسقدر غیر کا حق نکلے
تو اوسکے موافق حصہ مدعی بدل صلح میں سے پھیر دیوے اور جتنا بدل صلح میں سے غیر کا حق نکلے تو اوسکے حصے کے موافق مدعی علیہ
مدعی کو مصالح عنہ میں سے پھیر دیوے **ف** اسواسطے کہ یہ صلح معاوضہ ہے اور معاوضہ کا یہی حکم ہے در مختار **ص** اور جو صلح
واقع ہوئی مال سے بعوض منفعت کے **ف** تو اگر وہ منفعت ایسی ہے جسمیں مدت کا بیان کرنا ضرور ہے تو مدت کا بیان
شرط ہوگا جیسے خدمت گھر کا رہنا ورنہ ضرور نہیں جیسے ایک چیز کا دوسری جگہ پر پہونچا دینا کذا فی الاصل **ص** تو وہ صلح اجارہ
کا حکم رکھیگی اس صورت میں اگر اندر مدت کے دونوں میں سے کوئی مر جاویگا تو صلح باطل ہو جاویگی جو صلح کہ مدعی علیہ کے انکار یا چپ
رہنے کی صورت میں واقع ہو تو وہ مدعی کے حق میں معاوضہ ہے اور مدعی علیہ کے حق میں فدیہ ہے قسم کا **ف** یعنی جب مدعی علیہ
منکر ہے تو اوسپر شرعاً قسم لازم آتی ہے تو گویا مدعی علیہ بدل صلح عوض میں قسم کے دیتا ہے **ص** اور قطع نزاع کا تو اگر مدعی علیہ
منکر ہے اور ایک گھر مصالح عنہ ہوا تو اس صورت میں شفعہ واجب نہوگا اور جو گھر مصالح علیہ ہوا تو شفعہ واجب ہوگا **ف** اسواسطے
کہ جب گھر مصالح عنہ ہوا تو وہ گھر بدستور سابق مدعی علیہ کے قبضے میں رہا اور مدعی علیہ کے گمان میں یہ نہیں ہے کہ یہ گھر مدعی کی ملک تھا
اور اب نئی ملک میری اس گھر پر ہوئی ہے تا شفعہ واجب ہووے اور زعم مدعی کا حجت نہیں ہو سکتا مدعی علیہ پر برخلاف اوس صورت کے
کہ وہ گھر مصالح علیہ ہوا کیونکہ وہ مدعی جانتا ہے کہ میں نے لیا ہے اسکو عوض میں اپنے حق کے پس مواخذہ کیا جاویگا اوسکے زعم پر اور واجب ہوگا

شفعہ کذافی الاصل **ص** صلح سکوت اور انکار مین اگر مصالح عنہ کسی قدر اور کا نکلے تو مدعی اوسقدر بدل صلح میرے
مدعی علیہ کو پھیر کر مستحق سے خصومت کر لیوے اور جو مصالح علیہ کل یا بعض کسی اور کا نکلا تو کل کی صورت مین کل مصالح عنہ کا
دعوی اور بعض کی صورت مین بعض مصالح عنہ کا دعوی مدعی علیہ پر پھر کرنے لگے **ف** اور بدل صلح کا تلف ہو جانا قبل
تسلیم کے طرف مدعی کے سب قسم کی صلحون مین مثل استحقاق کے ہے در مختار **ص** زید نے ایک گھر کا دعوی کیا عمرو پر بعد
اوسکے اوسی گھر کے ایک حصے پر صلح کر لی تو یہ صلح صحیح نہوگی اور حیلہ اسکی صحت کا یہ ہے کہ بدل صلح مین کوئی چیز اور بڑھا دیوے جیسے
ایک درم یا ایک کپڑا تاکہ یہ شی باقی گھر کا عوض ہو جاوے یا باقی گھر کے دعوے سے زید عمرو کو بری کر دیوے **ف** یہ صلح اسواسطے
صحیح نہین ہے کہ ایک ٹکڑا گھر کا کل گھر کا عوض نہین ہو سکتا تو جب مدعی علیہ نے بدل صلح مین ایک درم یا ایک کپڑا وغیرہ زیادہ کر دیا تو یہ
شی زائد عوض اوسقدر حصے کی ہو جاویگی جو مدعی علیہ پاس باقی رہا ہے اور اگر مدعی نے بری کر دیا مدعی علیہ کو باقی مکان کے دعوے سے
تب بھی صحیح ہو جاویگی اسواسطے کہ یہ ابرا ہے دعوی اعیان سے اور ایسا ابرا صحیح ہے البتہ ابرا اعیان سے درست نہین ہے اسواسطے
کہ اگر کسی نے ابرا کیا عین سے اور پھر اوسی عین کو پایا تو اوسکو لے لینا درست ہے لیکن قاضی کے نزدیک اوسکا دعوی مسموع نہوگا اور فرق
ان دونون مین ظاہر ہوگا اوس صورت مین کہ جب گھر مدعی علیہ کے قبضے مین ہووے اور مدعی بری کر دے اوسکو دعوی سے اوس
گھر کے تو صحیح ہوگا یہ ابرا اور جو مدعی علیہ کے قبضے مین نہووے مثلاً ایک شخص مر گیا اور ترکہ چھوڑ گیا اب ایک شخص نے وارثون مین سے اپنے
حصے سے ابرا کیا تو یہ ابرا صحیح نہوگا کیونکہ یہ ابرا عن الاعیان ہے کذافی الاصل بزیادۃ اور صلح بعض دین پر تو صحیح ہے اور مدعی علیہ بری الذمہ
ہو جاویگا باقی دین سے قضاءً نہ دیانۃً تو اسی واسطے اگر مدعی اپنا باقی دین پا جاوے تو اوسکو لے لیگا در مختار **ص** صحیح ہے صلح مال کے
دعوے اور منفعت کے دعوے سے **ف** دعوی منفعت کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دعوی کیا ورثہ پر اس امر کا کہ انکے مورث
نے وصیت کی تھی اس بات کی کہ یہ غلام میری خدمت کیا کرے اور ورثہ نے اسکا انکار کیا اور اس صورت کے نکالنے کی اسواسطے
حاجت ہوئی کہ اگر مستاجر دعوی کرے ایک عین کے کرایہ مین لینے کا اور مالک اوسکا انکار کرے پھر دونون صلح کر لین تو یہ صلح جائز
نہوگی کذافی الاصل لیکن بحر الرائق مین اسکے خلاف مذکور ہے کہ صلح مستاجر کی موجر کے ساتھ جب وہ منکر ہوا جارے کا یا مدت کا یا
اجرت کا درست ہے طحطاوی و شامی **ص** اور صحیح ہے صلح جنایت نفس اور ما دون النفس سے خواہ عمد ہو یا خطا **ف** اسواسطے
کہ فرمایا اللہ سبحانہ نے فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ط ترجمہ جسکو معاف
کیا گیا اوسکے بھائی کی طرف سے کچھ سو پیروی ہے دستور کی اور ادا کرنا ہے طرف اوسکے ساتھ نیکی کے کہا ابن عباس نے کہ نازل ہوئی یہ آیت
صلح مین ہدایہ **ص** اور غلامی کے دعوے سے اور یہ صلح آزادی ہوگی اوپر مال کے **ف** مثلاً زید نے دعوی کیا عمرو پر
کہ یہ میرا غلام ہے اور عمرو نے صلح کر لی کچھ روپے دیکر زید سے تو گویا زید نے یہ روپے لیکر عمرو کو آزاد کیا **ص** تو اگر مدعی علیہ اقرار کرتا
ہو اپنے غلام ہونیکا تو یہ آزادی ہوگی مال پر دونون کے حق مین تو ولا ثابت ہوگی مدعی کے لیے اور جو اقرار نہ کرتا ہو تو مدعی کے
حق مین آزادی ہوگی مال پر نہ مدعی علیہ کے زعم مین بلکہ اوسکے گمان مین قطع نزاع ہوگا تو ولا ثابت نہوگی مگر گواہون سے اور غلام
ہونے کے **ف** ولا کہتے ہین غلام کے ترکے کو اور بیان اسکا کتاب الولا مین انشاء اللہ تعالی آویگا **ص** اور صحیح ہے صلح
نکاح کے دعوے سے جب مدعی نکاح کا خاوند ہو تو یہ صلح مثل خلع کے ہو جاویگی تو اقرار کی صورت مین دونون کے حق مین خلع ہوگا

اور عدم اقرار کی صورتون مین خاوند کے زعم مین خلع ہوگا نہ عورت کے زعم مین یہانتک کہ اوسپر عدت واجب نہوگی اور جو دوسرے خاوند سے اوسیوقت نکاح کرلیگی تو صحیح ہوجاویگا قضاءً لیکن فیما بینہا وبین اللہ تعالی تو اگر زوجہ یہ بات جانتی ہوگی کہ مین پہلے خاوند کی زوجہ ہون تو اوسکو نکاح کرنا دوسرے شخص سے اندرون عدت جائز نہوگا اور جو یہ جانتی ہوگی کہ مین اوسکی زوجہ نہین ہون تو اوسکو نکاح حلال ہوگا اور جو عورت مدعیہ ہو نکاح کی مرد پر اور مرد صلح کرلے کچھ مال پر تو یہ صلح جائز نہوگی **ف** اسی قول کو صحیح کہا ہی نقایہ اور درر اور ملتقی اور مجتبی اور اختیار مین اور بعضون نے اس صلح کو صحیح رکھا ہی اور صحیح کہا اوس قول کو درر البحار مین در مختار **ص** اور نہین صحیح ہی صلح دعوی حد سے اسواسطے کہ حد حق اللہ ہی اور غلام ماذون جب وہ کسی دوسرے کو قصدًا مار ڈالے اپنے نفس کی طرف سے صلح نہین کرسکتا **ف** اسواسطے کہ غلام ماذون کو مولی نے اذن تجارت کا دیا ہی اور ذات اوس غلام کی مال تجارت مین داخل نہین تو اوسکو اپنی ذات مین کیونکر تصرف جائز ہوگا کذا فی الاصل **ص** ہان اوس غلام ماذون کا اگر ایک غلام ہووے اور وہ کسی کو عمدًا مار ڈالے تو غلام ماذون اوسکے نفس کی طرف سے صلح کرسکتا ہی **ف** اسواسطے کہ غلام ماذون کا غلام اوسکی کمائی مین سے ہی تو تصرف اوسکا اپنی کمائی مین اور چھوڑانا اوسکا جائز ہوگا کذا فی الاصل **ص** اسی طرح شی مغصوب اگر غاصب کے پاس تلف ہوگئی بعد اوسکے غاصب نے مالک سے صلح کرلی اوسکی قیمت سے زیادہ پر یا کسی اسباب پر تو صحیح ہی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک قیمت سے زیادہ پر درست نہین **ف** اور مختار قول امام صاحب کا ہی اور دلیلین دونون کی اصل مین ملینگی

ص اگر ایک غلام مین دو شخص شریک تھے اونمین سے شریک تونگر نے اپنے حصے کو آزاد کردیا اور دوسرے شریک سے نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کرلی تو زیادتی باطل ہوجاویگی بالاتفاق ہان اگر نصف قیمت سے زیادہ مالیت کے اسباب پر صلح کرے تو جائز ہوگا اور یہ بالاتفاق ہی صاحبین کے نزدیک تو ظاہر ہی اور امام صاحب کے نزدیک اسواسطے کہ یہان قیمت منصوص علیہ ہی پس زیادتی قیمت جائز نہین اور غصب مین غیر منصوص ہی اگر ایک شخص نے وکیل کیا دوسرے کو قتل عمد سے صلح کرنے کے لیے یا جسقدر دین کا اوسپر دعوی ہی اوسمین سے ایک حصے پر صلح کرنے کے لیے تو بدل صلح موکل پر لازم ہوگا نہ وکیل پر **ف** اسواسطے کہ ان دونون صورتون مین صلح مثل بیع کے نہین ہی لیکن قتل کی صورت مین تو ظاہر ہی اور لیکن دوسری صورت مین تو اسواسطے کہ مدعی نے بعض کو لیا اور بعض کو چھوڑ دیا تو حقوق راجع ہونگے طرف موکل کے کذا فی الاصل **ص** البتہ اگر وکیل صلح کرتے وقت ضامن ہوگیا ہو بدل صلح کا تو اوسپر لازم آویگا اور جو صلح مثل بیع کے ہی اوسمین بدل صلح وکیل پر لازم ہوتا ہی **ف** مراد اس سے وہ صلح ہی جو مال سے ہو بعوض مال کے اور یہ مال مصالح عنہ کی جنس سے نہووے اور مدعی علیہ اقرار کرتا ہووے کذا فی الاصل **ص** اگر ایک شخص فضولی نے صلح کی مدعی علیہ کی طرف سے ساتھ مدعی کے اور ضامن ہوا بدل صلح کا یا یون کہا کہ صلح کرتا ہون مین تجھ سے ہزار درم پر اپنے مال مین سے یا اپنے اس ہزار روپیہ پر یا اپنے اس غلام پر یا اس ہزار روپیہ پر یا اس غلام پر اور اپنی طرف منسبت نہ کی یا یون کہا کہ صلح کی مین نے تجھ سے ہزار روپیہ پر **ف** یعنی مطلق کہا نہ اشارہ کیا نہ اپنی طرف نسبت کیا **ص** اور وہ ہزار روپیہ دیدیے تو ان سب صورتون مین صلح صحیح ہوجاویگی **ف** اور فضولی پر اون روپیون کا تسلیم کرنا لازم آویگا اور فضو

جانب مردست اور جو مجمل بعض ... مقابلہ کسی چیز کے کذا فی الاصل ۱۲

۳ فضولی سے مراد شخص اجنبی یعنی غیر مدعی علیہ ہے اور اسکو صلح سے کچھ سروکار نہین کذا ۱۲

کا احسان ہوگا مدعی علیہ پر تو رجوع نکریگا مدعی علیہ پر کیونکہ بے اوسکے حکم کے صلح واقع ہوئی **ص** اور اگر فضولی نے یون کہا کہ صلح کرتا ہون مین تجھ سے ہزار روپیہ پر اور ہزار روپے نہ دیے تو موقوف رہیگی صلح مدعی علیہ کی اجازت پر تو اگر جائز رکھیگا مدعی علیہ تو صلح جائز ہوگی اور مدعی علیہ کو ہزار روپے دینا پڑینگے اور جو اجازت ندیگا تو صلح باطل ہوجاویگی جب مدعی اپنے قرض مین سے جو مدعی علیہ پر ہے اوسکے نصف یا ثلث یا ربع پر صلح کر لیوے تو یہ صلح بعض کا لینا اور بعض کا چھوڑ دینا شمار کیا جاویگا نہ عقد معاوضہ **ف** اسواسطے کہ بعض کل کا عوض نہین ہوسکتا **ص** تو صحیح ہے صلح ہزار روپے سے جو باقی تھے تسو نقد پر یا ہزار میعادی پر **ف** تو پہلی صورت مین نوسو روپے کا اسقاط ہوا اور دوسری صورت مین بے میعاد ہونا ساقط ہوا کذا فی الاصل **ص** یا ہزار روپے زیوف سے تسو کھرے روپیون پر **ف** اسواسطے کہ یہ اسقاط ہے نوسو روپے اور کھرے پن کا تو اس صورت مین صلح صحیح ہوجاویگی اور بدل صلح پر قبضہ کرنا شرط نہین کذا فی الاصل **ص** اور صلح دراہم سے میعادی دیناروں پر درست نہین **ف** اسواسطے کہ یہ صلح معاوضہ ہے تو بیع صرف ہوجاویگی اور اوس مین قبض کرنا دیناروں پر قبل جدائی متعاقدین کے ضرور ہے کذا فی الاصل **ص** اسیطرح صلح ہزار روپے میعادی سے پانسو روپے نقد پر درست نہین ہے **ف** اسواسطے کہ نقد ہونا بعوض پانسو کے ہوگیا اور یہ وصف مال نہین ہے کذا فی الاصل **ص** اسیطرح سیاہ رنگ کے ہزار روپے سے پانسو روپے سفید رنگ پر جائز نہین ہے **ف** اسواسطے کہ یہ معاوضہ ہوا ہزار سیاہ روپے کا پانسو روپے سے ساتھ زیادتی وصف کے کذا فی الاصل اور معاوضہ نقدین مین وصف کا اعتبار ساقط ہے پس سب صورتون مین ربا لازم آویگا قاعدہ کلیہ اسکا درمختار مین یہ مرقوم ہے کہ احسان اگر دائن کی طرف سے پایا جاوے تو اسقاط حق ہے اور اگر دائن اور مدیون دونون کی طرف سے پایا جاوے تو وہ معاوضہ ہے پھر جب معاوضہ ٹھہرا تو معاوضے کا حکم اوسمین جاری ہوگا تو اگر ربا یا ربا کا شبہہ ثابت ہوگا تو معاوضہ فاسد ہوگا اور نہین تو صحیح ہوگا کذا فی الطحطاوی **ص** اگر زید کے عمرو پر ہزار روپے تھے تو زید نے یہ کہا کہ کل تو مجکو پانسو ادا کر دے تو تو باقی سے بری الذمہ ہے اور عمرو نے اسکو قبول کیا اور کل کے روز پانسو ادا کر دیے تو عمرو باقی سے بری الذمہ ہوجاویگا اور اگر پانسو کو کل کے دن ادا نہ کیا تو سارا دین پھر عمرو پر لوٹ آویگا **ف** یعنی ہزار روپے پورے اوسپر واجب ہوجاوینگے اور اسمین خلاف ابو یوسفؒ کا ہے دلائل سب کے مذکور ہین اصل کتاب اور ہدایہ مین **ص** اور جو ادا کرنے کا وقت بیان نہین کیا **ف** یعنی زید نے صرف اتنا ہی کہا کہ پانسو تو مجکو ادا کر دے تو تو باقی سے بری الذمہ ہے **ص** تو زید کا دین پورا کبھی لوٹے گا **ف** یعنی اگر عمرو نے اس صورت مین کل کے روز پانسو روپے ادا نہ کیے تو ہزار عمرو پر نہ لوٹینگے بلکہ پانسو ہی رہینگے **ص** اور اگر زید نے صلح کر لی عمرو سے اپنے نصف قرضے پر اس شرط پر کہ اگر عمرو اوسکو کل نصف قرضہ ادا کر دے تو وہ باقی سے بری الذمہ ہے اور جو کل نصف قرضہ ادا نکرے تو کل دین عمرو پر ہے تو اس صورت مین اگر عمرو قبول کرے اور کل کے روز نصف قرضہ ادا کر دیوے تو باقی سے بری الذمہ ہوجاویگا ورنہ پورا دین عمرو پر رہیگا بالاجماع اور اگر زید نے عمرو کو نصف قرضے سے بری الذمہ کر دیا اس شرط پر کہ کل تو مجھے نصف ادا کر دے تو عمرو نصف دین سے بری الذمہ ہوگیا خواہ باقی ادا کرے یا نہ ادا کرے **ف** باجماع امام اور صاحبین اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** اور اگر زید نے ابراء کو صریح شرط پر معلق کیا جیسے یون کہا کہ اگر

اس مقام مین پانچ مسئلے بیان ہین ۱۲ منہ

[illegible]

تو مجھے اسقدر ادا کر دے یا جب یا جسوقت ادا کرے تو تو باقی سے بری ہے تو یہ ابرا صحیح نہوگا اسواسطے کہ ابرا کی تعلیق صریح شرط پر باطل ہے اور اگر مدیون نے دائن سے مخفی کہا کہ میں تیرے مال کا اقرار نکرونگا جب تو مجھے مہلت ندیگا یا کچھ چھوڑ دیگا سو دائن نے مہلت دی یا کچھ دین معاف کر دیا تو یہ صلح صحیح ہوگی تو دائن اوسکو مہلت دیکر یا کچھ قرض چھوڑ کے صلح کے موافق اور اگر مدیون نے یہ قول پکار کر دائن سے کہا تو دائن کا پورا دین مدیون پر ثابت ہوگیا تو وہ کل دین فی الحال لیوے

ف فصل دین مشترک میں صلح کے بیان میں

ص دو شخصون کا دین مشترک تھا ایک شخص پر تو اون دونون مین سے ایک شریک نے اپنے حصے کے بدلے مین مدیون سے ایک کپڑے پر صلح کر لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ قرضے کا مدیون سے وصول کرے خواہ نصف کپڑا شریک مصالح سے لے لیوے مگر یہ کہ شریک مصالح شریک غیر مصالح کے چوتھائی قرض کی ضمانت کر دیوے تو اب شریک مصالح کا حق اوس کپڑے مین نرہیگا ف مثلاً بکر اور خالد کے بالاشتراک چار درم زید پر قرض تھے بکر نے اپنے دو درمون کے بدلے مین ایک کپڑا الیکر زید سے صلح کر لی تو خالد کو اختیار ہے کہ یا تو اپنے دو درم زید سے وصول کر یا بکر سے نصف کپڑا لیوے البتہ اگر بکر خالد کے لیے ایک درم کا ضامن ہو جاوے تو اب خالد کپڑے کو بکر سے نہیں لے سکتا بلکہ درم اپنا لیگا ص یہ جب ہے کہ دین مشترک کا سبب وجوب متحد ہو جیسے ثمن اوس چیز کا جو ایک ہی عقد مین بیچی گئی اور وہ چیز دو آدمیون مین مشترک تھی یا قیمت مال مشترک کی یا موروثی کی یا قیمت شے مستہلک مشترک کی تو اس قسم کے دین مین جتنا مال جو کوئی وصول کرے دوسرا اوسکا نصف یا بقدر حصے اپنے کے اوس سے لے سکتا ہے مثلاً ان دونون مین سے اگر ایک نے اپنا حصہ قرض کا قرضدار سے وصول کیا تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہو جاویگا اب دونون قرضدار سے باقی کا مطالبہ کر سکتے ہین ف یعنی قرضدار اوس شریک سے جسکا حصہ قرض ادا کر چکا ہے یہ نہیں کہ سکتا کہ مین تیرا حق دے چکا اب تیرا مجھ پر کچھ نہیں ہے کیونکہ جتنا اوسنے دیا تھا وہ دونون شریکون مین بٹ گیا کذا فی الاصل ص اور جو دو شریکون مین سے ایک نے اپنے نصف دین کے بدلے مین کوئی چیز مدیون سے خرید لی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ خواہ اپنا نصف دین مدیون سے وصول کرے یا شریک مشتری سے ربع دین کا ضمان لیوے پھر دونون شریک باقی کا مدیون سے مطالبہ کر لیوین اور اگر احد الشریکین نے اپنے حصۂ قرض سے مدیون کو بری الذمہ کر دیا تو دوسرا شریک اس شریک سے کچھ نہیں لے سکتا اسی طرح اگر ایک شریک پر مدیون کا دین تھا پہلے کا اور یہ دین اوس دین کے عوض مین ہو گیا تب بھی دوسرا شریک اس شریک سے کچھ نہیں لے سکتا مثال اوسکی یہ ہے کہ زید کے عمرو پر پچاس روپے تھے تو عمرو اور بکر نے ایک غلام مشترک کو زید کے ہاتھ سو درم کو بیچا تو ہر ایک کے زید پر پچاس پچاس درم ہوئے تو عمرو کے پچاس روپے کے بدلے مین وہ پچاس روپے ہو گئے جو زید کے اوسپر اس معاملے سے پیشتر آتے تھے تو اب بکر کو یہ نہیں پہونچتا کہ عمرو سے یون کہے کہ تو نے اپنے پچاس روپے گویا وصول پائے تو نصف اوسکا مجھے ادا کر دے اسواسطے کہ عمرو نے اپنا دین ادا کیا نہ یہ کہ کچھ زید سے وصول پایا تا بکر اوسمین شریک ہووے اور اگر احد الشریکین نے اپنے بعض حق سے مدیون کو ابرا کیا تو باقی دین اوسکے سہام پر مقسوم ہوگا مثلاً جب ہر ایک کا دین نصف نصف مدیون پر تھا اب ایک شریک نے اپنے حصے کا نصف مدیون کو معاف کر دیا یعنی ربع کل دین کا تو اب دین کے تین حصے کیے جاوینگے دو حصے اوس شریک کے ہونگے جسنے معاف نہیں کیا اور ایک حصہ اوسکا

جسنے معاف کردیا اگر دو مردون نے عقد سلم کیا ملکر ایک کُر مین گیہون کے اور دونون کا راس المال سو روپے تھا اور ہر ایک نے پچاس پچاس روپے اپنے اپنے حصے کے دیے پھر ایک رب السلم نے اپنے نصف کُر کے بدلے مین پچاس روپے پر مسلم الیہ سے صلح کرلی اور وہ روپے اپنے لے لیے تو یہ صلح جائز نہو گی امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہو گی جیسے دو آدمیون نے ملکر ایک غلام خریدا پھر ایک نے اوسمین سے اقالہ کرلیا **ف** اور طرفین کی دلیل اصل مین مذکور ہے

فصل تخارج کے بیان مین

تخارج کہتے ہین اسکو کہ سب وارث اتفاق کرکے ایک وارث کو میراث سے خارج کرین کچھ مال معین دیکر کذا فی المنح **ص** خارج کردیا وارثون نے ایک وارث کو ترکے سے اور وہ ترکہ اسباب ہے یا عقار کچھ مال دیکر یا ترکہ سونا ہے اور انھون نے چاندی دی یا ترکہ چاندی ہے اور انھون نے سونا دیا یا ترکہ چاندی سونا دونون ہین اور انھون نے دونون دیے تو یہ تخارج صحیح ہے کم ہے یا برابر یعنی صورتون مین برابر ہے کہ بدل قلیل ہو یا کثیر جنس کو مخالف جنس کی طرف پھیر کر **ف** یعنی سونے کو چاندی کا عوض ٹھہرا اور چاندی کو سونے کا تا بیاج کے شبہے سے احتراز ہووے کذا فی الاصل لیکن اس تخارج مین جہان سیاد لدلیہ عقد صرف کے ہے تو وہان قبضہ کرنا طرفین کا شرط ہے صحت کی تاکہ سود لازم نہ آوے در مختار **ص** اور جب ترکہ متوفی کا روپیہ اشرفی نقد اور اسباب دونون ہون اور وارث مذکور کو صرف روپے یا صرف اشرفیان دیکر خارج کرین تو یہ تخارج درست ہوگا جبتک کہ بدل اوس مقدار سے زیادہ نہو جو وارث مذکور کو اوسی جنس کے حصے سے پونہچے **ف** مثلاً وارث مذکور کو میراث سے دس درہم اور کچھ اسباب پہونچتا تھا تو صحت تخارج مین ضرور ہے کہ اور وارث دس درہم سے زیادہ پر صلح کرین تاکہ دس بعوض دس کے ہو جاوین اور زائد عوض حصۂ اسباب کے ہووے ورنہ سود ہو جاویگا اسلیے کہ یہ صلح مین جائز بطریق ابراء کے کیونکہ ترکہ اعیان سے ہے اور ابراء اعیان سے جائز نہین کذا فی الاصل **ص** اور صلح باطل ہے اگر ایک وارث ترکے سے خارج کیا جاوے اور حال آنکہ منجملہ ترکہ دیون ہین متوفی کے اوپر لوگون کے اس شرط پر کہ وہ دیون باقی وارثون کے ہون کیونکہ یہ مالک کرنا ہے دین کا مدیون کے سوا اور کسی شخص کو اور یہ باطل ہے **ف** جب وارث خارج نے دیون کو باقی وارثون کے لیے چھوڑا تو اوسنے اپنے حصے کا دیون سے باقی وارثون کو مالک کیا اور حال آنکہ تملیک دین کی سوا مدیون کے اور کسی شخص کو باطل ہے **ص** مگر اس صلح کے صحیح ہونے کے کئی حیلے ہین ایک حیلہ یہ ہے کہ وارث شرط کرین اس بات کی کہ مصالح اپنے حصۂ دین سے قرضدارون کو بری الذمہ کرے اور صلح کرلے اعیان ترکہ سے اوپر مال کے اور اس حیلے مین باقی وارثون کا فائدہ یہ ہے کہ وارث مصالح کا حق باقی نہ رہا مدیونون پر اور یہ نہین کہ اوسکا حصۂ دین بقیہ ورثہ کا ہو گیا دوسرا حیلہ یہ ہے کہ باقی وارث مصالح کا حصہ دین سے اپنے مال مین سے نقد ادا کرین بطریق احسان کے اونکی جانب سے اور مصالح اپنے حصۂ دین کا حوالہ کرے مدیونون پر یعنی وارثون کو اپنا حصہ دلا دے مدیونون سے اور اس حیلے مین ضرر ہے باقی ورثہ کا کیونکہ وارثون کو نقد دینا پڑا اور اونکا حق دین ہوا تیسرا حیلہ اور وہ سب حیلون مین بہتر ہے وہ یہ ہے کہ باقی وارث مصالح کو قرض دیوین بقدر اوسکے حصے کے دین سے اور صلح کرلین دین کے سوا اور ترکے سے اور مصالح حوالہ کردے وارثون کو اپنے قرض کا قرضداردون پر مثلاً فرض کرین ہم کہ حصہ مصالح کا دین مین سے سو درہم ہے اور باقی ترکے مین سے بھی سو درہم اور وارث صلح کرتے ہین اوسکے ساتھ

تو ضرور ہے یہ امر کہ بدل صلح زیادہ ہو سو سے مثلاً ایک سو دس درہم ہوں تو سو درہم تو وارث اوسکو بطور قرض کے
دیوین اور وہ اون سوکو ادا کر دیوے قرضخواہوں پر اور وارث اوس روپیہ کو قبول کر لیں پھر صلح کر لیں دین کے
سوا اور چیزوں سے دس درہم پر اگر اسقدر درہم باقی ترکے کا بدل ہو سکتے ہوں اور جو نہو سکتے ہوں تو کچھ اور زیادہ کرینگے
مثلاً ایک چھری زیادہ کر دینگے تاکہ دس بدلے میں دس کے اور چھری باقی کے بدل میں ہو جاوے ف یہ حیلہ احسن الحیل
اسواسطے ہوا کہ حیلہ اولی میں مصالح کا ضرر ہے ابرا کرنے سے اور حیلہ ثانیہ میں بقیہ ورثہ کا جیسا کہ گذرا طحطاوی ص
جبتک کے اعیان معلوم نہیں اوسمیں صلح صحیح ہونے میں مکیل اور موزون پر اختلاف ہے مشایخ کا ف اور صحیح
صلح ہے در مختار دلیلیں دونوں کی اصل کتاب میں مذکور ہیں ص اور اگر ترکہ غیر کیلی اور غیر وزنی مجہول الاعیان
بقیہ ورثہ کے پاس ہووے تو صلح صحیح ہے قول اصح میں اور باطل ہے صلح اور تقسیم ترکہ دین ادا کرنے سے پہلے اگر دین محیط
ہو ترکے کو اور جو محیط نہو تب بھی صلح نہ کی جاوے قبل ادائے دین کے اور اگر صلح ہوئی تو فقہا نے کہا کہ صحیح ہو جاویگی
ف یعنی دین غیر محیط میں نہ محیط میں ص لیکن بقدر دین ترکہ روک لیا جاویگا باقی کی قسمت کر دی
جاویگی از روے استحسان کے اور قیاس یہ ہے کہ کل ترکہ روکا جاوے مگر چونکہ اوسمیں ضرر تھا ورثہ کا اسلیے استحساناً روک رکھنا ترکے کا
بقدر دین کافی ہے مسالہ مہمہ آیا صحت صلح کے لیے صحت دعوی شرط ہے یا شرط نہیں تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحت دعوی شرط ہے لیکن قول
صحیح نہیں اسواسطے کہ مدعی نے اگر دعوی کیا ایک حق مجہول کا مکان میں اور مدعی علیہ نے صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہے جیسا کہ گذرا
بلکہ حق الاستحقاق میں اور شک نہیں دعوی مجہول کے غیر صحیح ہونے میں اور ذخیرہ میں بہت سے مسائل اس حق کی تائید کرتے ہیں ہمارے قول کی واللہ اعلم

ص کتاب المضاربہ

عقد مضاربت شرع میں عبارت ہے اوس عقد شرکت سے نفع میں کہ مال ایک کا ہو اور محنت دوسرے کی ف تو جو محنت
کرتا ہے اوسکو مضارب کہتے ہیں اور جسکا مال ہے اوسے رب المال کہتے ہیں جواز اسکا ثابت ہے شرع سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مبعوث ہوئے اور لوگ یہ معاملہ کرتے رہے اور حضرت نے منع نہ کیا اوس سے اور صحابہ بھی اوسپر عمل کرتے رہے اور
کسی نے اوسکا انکار نہیں کیا ہدایہ ص اور مضاربت کے احکام چند طرح پر ہیں تو مضاربت قبل عمل کے امانت
ہے ف تو ہلاک مال سے مضارب پر تاوان نہیں آتا ص اور وقت عمل کے توکیل ہے ف پھر جب
توکیل ہوئی تو جو عہدہ مضارب کو لاحق ہوگا وہ رب المال پر ہے کذا فی الدرر ص اور جب نفع ہووے تو شرکت
ہے اور جو مخالفت کرے مضارب رب المال کی ف مثلاً مضارب نے وہ تصرف کیا جس سے رب المال نے
اوسکو منع کیا تھا ص تو غاصب ہے اور در صورت شرط کر لینے سب نفع کے واسطے مالک کے بضاعت ہے اور در صورت
شرط کر لینے سب نفع کے واسطے مضارب کے قرض ہے اور اجارہ فاسدہ ہے اگر عقد مضاربت فاسد ہو جاوے تو اب اسوقت
میں مضارب کے واسطے نفع نہیں بلکہ اوسکے لیے اوسکی محنت کی مزدوری ہے ہر طرح خواہ تجارت میں نفع ہوا ہو یا نہوا ہو
لیکن زیادہ نہ دیا جاوے مزدوری بقدر مشروط سے بخلاف محمد ف اور ائمہ ثلثہ کے اجارہ فاسدہ کا یہی حکم ہے کہ
اوسکی اجرت مثل مشروط سے زیادہ نہیں ہوتی ص اور مضاربت فاسدہ میں بھی ہلاکت مال سے تاوان

نہیں جیسے مضاربت صحیح ہیں صحیح نہیں ہے مضاربت مگر اوس مال میں جسمیں شرکت صحیح ہوتی ہے **ف** یعنی راس المال دراہم یا دنانیر یا سونا یا چاندی ہو جیسا کہ کتاب الشرکۃ میں گذرا **ص** اسی طرح ضرور ہے کہ رب المال اوس مال کو مضارب کے سپرد کر دیوے **ف** اسواسطے کہ عمل مضارب کی جانب سے ہے اور وہ بدون تسلیم کامل کے متعذر ہے تو اگر رب المال بھی اوس مال میں اپنا قبضہ رکھے تو مضاربت فاسد ہوگی طحطاوی **ص** اور نفع شائع ہو دونوں میں **ف** یعنی مثلاً نصفا نصف یا تین تہائی یا چار چوتھائی وغیرہ **ص** تو مضاربت فاسد ہوگی اگر ایک کے لیے نفع کے حصے سے زیادہ مثلاً دس روپے مقرر ہوے **ف** جاننا چاہیے کہ جو شرط نفع کی شرکت کو قطع کر دیوے یا نفع کو مجہول کر دیوے تو مضاربت فاسد ہوگی اور سوا اسکے اور شروط فاسدہ سے مضاربت فاسد نہوگی بلکہ وہ شرط خود باطل ہو جاویگی جیسے ٹوٹے کا شرط کرنا مضارب پر کذا فی الاصل **ص** جب عقد مضاربت مطلق واقع ہووے **ف** یعنی کسی مکان اور زمان اور تصرف خاص سے مقید نہو کذا فی الاصل **ص** تو مضارب کو اختیار ہے کہ نقد بیچے یا قرض بیچے مگر اتنی مدت پر جسکا تاجرون میں دستور ہو اور خریدے اور وکیل کرے ساتھ بیع و شرا کے اور سفر کرے **ف** اور امام ابو یوسف کے نزدیک اوسکو سفر کرنا درست نہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مال رب المال نے اپنے شہر میں دیا ہے تو اوسکو سفر درست نہیں اور اگر پردیس میں دیا تو سفر جائز ہے کذا فی الاصل لیکن صحیح یہ ہے کہ دونوں صورت میں مضارب کو سفر جائز ہے کذا فی الدر المختار **ص** اور مال کو بضاعت دیوے اگرچہ رب المال ہی کو دیوے اور زفر کے نزدیک رب المال کو دینے سے مضاربت فاسد ہوگی اور امانت رکھاوے اور گرو کرے یا گرو لیوے اور کرایہ کو دیوے یا کرایہ لیوے اور حوالہ قبول کرے غنی او تنگدست پر البتہ مضارب کو نہیں پہنچتا کہ اوس مال کو بطور مضاربت کسی اور کو حوالے کرے مگر مالک کے اذن سے یا جس صورت میں مالک نے کہدیا ہو کہ تو اپنی راے کے موافق عمل کر اور نہ یہ کہ قرض دیوے یا قرض لیوے **ف** یعنی مضارب کو قرض دینے اور لینے کا بھی اختیار نہیں ہے **ص** اگرچہ رب المال نے وقت مضاربت کے کہدیا ہو کہ تو اپنی راے کے موافق عمل کرنا البتہ اگر مالک نے تصریح سے ان دونوں کی اجازت دیدی ہے تو درست ہے اگر مضارب سے مالک نے کہدیا تھا کہ تو اپنی راے کے موافق کرنا اور اوسنے کپڑے خریدے اور اپنے پاس سے اوسکو پانی سے دھلوا دیا یا لادوایا تو مضارب متطوع اور متبرع ہوگا یعنی مالک سے دھلوائی اور لدوائی کی مزدوری جو اپنے پاس سے خرچ کی ہے نہیں لے سکتا کیونکہ وہ اودھار کرنے کا مالک نہیں ہے اور اگر اون کپڑون کو مضارب نے اپنے پاس سے دام دیکر رنگوایا تو جسقدر رنگ اوسمین بڑھا ہے اوسمین رب المال کا شریک ہو جاویگا جیسے اپنا مال اوسمین ملا دیوے **ف** اور یہ رنگ اور خلط مال مالک کے اس قول میں کہ تو اپنی راے کے موافق کام کر داخل ہو جاوینگے برخلاف دھلوائی کے کہ اوسمین کوئی چیز بڑھی نہیں تو اگر نشاستہ یعنی کلپ دیکر دھلوایا ہوگا تو وہ رنگ کے مانند ہے اور سرخ رنگ کی قید اسواسطے لگائی کہ سیاہ رنگ اس قول میں مالک کے نزدیک امام صاحب کے داخل نہوگا اسواسطے کہ سیاہی نقصان ہے نزدیک امام صاحب کے لیکن سیاہی کے سوا اور رنگ مثل سرخی کے ہیں کذا فی الاصل مع زیادۃ من الدر المختار **ص** تو مضارب سرخ رنگنے سے یا اپنے مال کے ملا دینے سے درصورت مالک کے یہ کہدینے کے کہ تو اپنی راے کے موافق عمل کر غاصب نہوگا تو جب یہ کپڑا بکیگا تو مضارب رنگ کے دام کل لے لیگا اور کپڑے کے دامون میں نفع میں شریک ہوگا **ف**

[illegible] کذا فی الاصل ۱۲

مثلاً وہ کپڑا پانچ روپئی کا سفید تھا جب سرخ رنگا گیا تو چھ روپئی کا ہوا اور آٹھ روپئی کو بکا تو مضارب ایک روپیہ تو رنگ کا لیگا اور ایک روپیہ نفع کا اور ایک روپیہ صاحب مال لیگا جب نفع نصفا نصف ٹھہرا ہووے **ص** اور مضارب کو یہ نہین پہونچتا کہ رب المال نے اگر کوئی شہر خاص اسواسطے تجارت کے معین کر دیا ہووے یا کسی مال خاص مین تجارت کو کہا ہووے یا کوئی وقت یا موسم یا کوئی خاص معاملے والا ابتادیا ہووے کہ اوس سے تجاوز کرے تو اگر اوسکی مخالفت کریگا ضامن ہوگا اور وہ چیز جو خریدی ہی مع نفع مضارب کی ہوگی اسیطرح مضارب کو یہ نہین پہونچتا کہ مال مضاربت مین سے جو غلام لونڈی خریدا ہووے اوسکا نکاح کر دیوے یا ایسے غلام اور لونڈی کو خریدے کہ وہ رب المال پر آزاد ہوجاوے **ف** مثلاً وہ غلام لونڈی رب المال کا ذی رحم محرم ہووے یا رب المال نے اوسپر حلف کیا ہو کہ اگر مین فلانے غلام یا لونڈی کو خریدون تو وہ آزاد ہی کذا فی الاصل **ص** اور اگر خریدیگا تو مضارب پر پڑیگا نہ رب المال پر مال مضاربت مین سے اور نہ اوس غلام لونڈی کو خریدے جو مضارب پر آزاد ہوجاوے جب مال مین نفع ہوا ہووے اور جو خریدیگا تو وہ مضارب پر پڑیگا اور اگر نفع نہوا ہووے تو صحیح ہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین مضارب کا کچھ روپیہ ہی نہین ہی تا کہ اوسکی ملک اوس غلام لونڈی مین آوے **ص** تو اگر بعد اسکے اوس غلام لونڈی کی قیمت بڑھ گئی تو مضارب کے حصہ نفع کے مقدار وہ غلام آزاد ہوجاویگا اور مالک کو مضارب کچھ ضمان نہ دیگا بلکہ باقی قیمت کے لیے وہ غلام سعی کریگا اگر مضارب پاس ہزار روپئے تھے نصفا نصف نفع پر اوسنے اون ہزار روپئے سے ایک لونڈی خریدی کہ قیمت اوسکی ہزار روپئے تھی بعد اوسکے اوس سے وطی کی اور وہ ایک لڑکا جنی ہزار روپئے کا اور مضارب نے اوس لڑکے کے نسب کا دعوی کیا اب لڑکے کی قیمت ڈیڑھ ہزار روپئے ہوگئی اور مضارب غنی ہی تو رب المال کو اختیار ہی چاہے اوس لڑکے سے سوا ہزار روپئے مین سعی کرا لیوے چاہے آزاد کر دے پھر جب رب المال ہزار روپئے لڑکے سے وصول کر لیوے تو پانسو لونڈی کی قیمت سے اور مضارب سے بھر لیوے **ف** یہ ترجمہ عبارت ہدایہ کا ہی اور اصل کتاب مین اس مقام مین تفصیل کی ہی فقط

ص باب مضارب کے مضاربت کرنیکے بیان مین

اگر مضارب اپنی طرف سے کسی کو مضارب کرے بغیر اذن مالک کے تو فقط مال کے دینے سے ضامن نہوگا یہان تک کہ مضارب ثانی اوسمین عمل نکرے ظاہر الروایت مین اور یہی قول ہی صاحبین کا اور حسن کی روایت مین امام صاحب سے یہان تک کہ مضارب ثانی اوسمین نفع نہ کماوے اور زفر کے نزدیک فقط مال کے دینے سے ضامن ہوجاویگا **ف** اور مفتی بہ اول روایت ہی اور دلیل دونون روایت کی اصل مین مذکور ہی **ص** اگر رب المال نے مضارب کو اذن دیا مال دینے کا بطور مضاربت کے اور مضارب نے مضارب ثانی کو مال دیا تہائی نفع پر اور مالک نے مضارب اول سے وقت مضاربت کے یہ کہا تھا کہ جو کچھ اللہ دیگا وہ آدھون آدھ ہمارے تمہارے بیچ مین ہی اب مضارب ثانی کو جو نفع حاصل ہوگا اوسکا نصف مالک کو ملیگا اور چھٹا حصہ مضارب اول کو اور تہائی اوسکی مضارب ثانی کو اور اگر مالک نے یون کہا تھا مضارب اول سے کہ جو کچھ تجھکو اللہ دیگا وہ ہم تم آدھا آدھا لینگے تو ایک تہائی نفع کی مالک کو اور ایک تہائی مضارب اول کو اور ایک تہائی مضارب ثانی کو ملیگی اور جو مالک نے یون کہا تھا کہ جو تو نفع کماوے وہ ہم تم دونون کے بیچ مین نصفا نصف ہی اور مضارب اول نے مضارب ثانی کو نصف نفع پر مال دیا ہو تو جو مضارب ثانی کو نفع حاصل ہوگا اوسکا نصف مضارب ثانی کو ملیگا اور نصف مین مضارب اول

اور یہ مالک شریک ہونگے اور اگر مالک نے یون کہا تھا کہ جو کچھ اللہ دیگا تو اوسکا نصف مین لونگا یا جو کچھ بڑھے وہ ہم تم دونون مین نصفا نصف ہے اور مضارب اول نے نصف نفع پر مال دیا تو اس صورت مین مضارب ثانی کو نصف نفع اور مالک کو نصف نفع ملیگا اور مضارب اول کو کچھ نہ ملیگا اور جو مضارب اول نے اسی صورت مین دو حصے نفع کے مضارب ثانی کے لیے ٹھہرائے اور ایک حصہ اپنے لیے تو مالک کو نصف نفع ملیگا اور مضارب ثانی کو دو ثلث اور ایک سدس نفع کا جو اسمین گھٹتا ہے وہ مضارب اول سے بھر لیا جاویگا اور اگر مضارب نفع مین تہائی رب المال کی اور تہائی اوسکے غلام کی اس شرط پر کہ وہ مضارب کے ساتھ کام کاج کرے مقرر کرے اور تہائی اپنے لیے تو درست ہے رب المال یا مضارب کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہوکر دار الحرب مین ملجانے سے مضاربت باطل ہوجاتی ہے **ف** اور اگر مضارب مرتد ہوکر دار الحرب مین ملجاوے تو مضاربت باطل نہوگی کذا فی الاصل **ص** مالک کے برطرف کرنے سے مضارب معزول نہین ہوتا جب تک اوسکو خبر اوس برطرفی کی نہووے پھر اگر اوسکو برطرفی کی خبر ہوئی اور مال مضاربت اسباب تھا تو مضارب اوسکو بیچکر نقد کرلے اور پھر ثمن مین تصرف نکرے اور نہ اوس نقد مین جو راس المال کی جنس سے ہووے اور اگر راس المال کی جنس سے نہووے تو اوسکو مضارب بدل سکتا ہے از روے استحسان کے نہ قیاس کے **ف** مثلا راس المال اگر دراہم تھے اور مال مضاربت بھی دراہم ہین تو مضارب اوسمین تصرف نہین کرسکتا البتہ اگر راس المال دراہم تھے اور مال مضاربت دنانیر یا بالعکس تو مضارب اوسکو جنس راس المال سے بدل سکتا ہے استحسانا تا نفع ظاہر ہووے **ص** اگر رب المال اور مضارب دونون بعد فسخ عقد کے جدا ہوگئے اور مال مضاربت قرض تھا لوگون پر تو اگر مضارب کو اس تجارت مین نفع حاصل ہوا ہے تو مضارب پر وصول کرنا قرضے کا قرضداروں سے لازم آویگا ورنہ نہین **ف** کیونکہ جس صورت مین مال مین نفع ہوا ہے تو مضارب کا کام بعوض اجرت کے ہوا اور نفع نہونے کی صورت مین بطور تبرع کے **ص** بلکہ مضارب مالک کو اوسکے وصول کرنے کے لیے وکیل کردیوے اسی طرح سب کیا دون کا حال ہے کہ اگر تقاضا نکرین تو موکل کو وکیل کردیوین اور دلال اور سمسار جبر کیے جاوینگے قیمت کے وصول کرنے پر **ف** اسواسطے کہ دلال اجرت لیکر بکواتا ہے اور سمسار وہ شخص ہے جسکے پاس غلہ وغیرہ لوگون کا جمع کیا جاتا ہے تا وہ اجرت لیکر بیچدیوے تو اوسپر بھی ثمن وصول کرنیکے لیے جبر کیا جاویگا **ص** مال مضاربت مین جسقدر نقصان ہووے اولا وہ نفع سے مجرا لیا جاویگا اگر نفع سے بھی نقصان زیادہ ہوجاوے تو مضارب اوسکا ضامن نہوگا کیونکہ وہ امین ہے اور اگر نفع بانٹ لیا اور عقد مضاربت کو فسخ کردیا اور مال مضاربت قبضہ مضارب مین ہے بعد اوسکے از سر نو عقد مضاربت کیا اور اب کل یا بعض مال تلف ہوگیا تو پہلا نفع اسمین نہین لگایا جاویگا کیونکہ یہ تو نیا عقد ہے البتہ اگر نفع تقسیم ہوگیا اور عقد مضاربت باقی رہا پھر سب مال یا بعض مال جاتا رہا تو جو نفع دونون نے بانٹ لیا ہے پھر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا راس المال اوس نفع سے پورا کرلے جو بچے اوسے دونون بانٹ لین اور اگر اوس نفع سے اصل مال پورا نہووے یعنی اصل مال کم رہے تو مضارب پر تاوان اوسکا لازم نہ آویگا **ف** اسواسطے

کہ مضارب امین ہو جیسا کہ گذرا **ص** جو مضارب اپنے ہی شہر مین رہ کر کام کاج کرے تو اپنے کھانے پینے کا خرچ
اور اپنی دوا ہر حال مین اپنے ہی پاس سے اوٹھاوے یعنی مال مضاربت مین سے نہ لیوے اور جو سفر مین جاوے
تو کھلائی پلائی لباس پوشیدنی مضارب نوکر کی تنخواہ کپڑون کی دھلوائی تیل جہان تیل کی حاجت ہو جیسے ملک حجاز
مین **ف** حجاز مکہ اور مدینہ اور طائف اور اون شہرون کو کہتے ہین جو درمیان نجد اور غور کے واقع ہین
ملک حجاز مین تیل کی اسلیے حاجت ہو کہ بلاد حجاز واقع ہین اقلیم دوم مین اور زمین اقلیم دوم کی حارہ ہو اور یابس
تو وہان بدون تیل ڈالے اور گھی کھائے گذر نہین ہوتا اور دوا کا خرچ مثل نفقہ کے ہو امام اعظمؒ کے نزدیک **ص**
اور سواری خواہ کرائے کی ہو یا خرید کی ہو دانہ چارہ اوسکا ان سب کے مصارف مال مضاربت مین سے لیوے
موافق دستور کے اور جو دستور سے زیادہ صرف کر ڈالیگا اوسقدر زیادہ کا ضامن ہوگا اور جب شہر کو لوٹ کر آوے
اور سفر کی چیزون مین سے جو مال مضاربت سے لی گئی تھین کچھ باقی ہو تو وہ مال مضاربت مین شریک کر دیوے
اور اگر مضارب ایسے مقام پر کام کاج کرتا ہو کہ جب صبح کو وہان جاتا ہو تو رات کو اپنے گھر مین نہین رہ سکتا تو اوسکا
حکم سفر کا سا ہو اور اگر شب کو اپنے گھر مین رہ سکتا ہو تو وہ مثل ایک بازار کے ہو شہر کے بازارون مین پھر اگر مضارب
کو نفع حاصل ہو وسے تو مالک مال اوسقدر خرچ کو مجرا لیوے جو مضارب نے مال مضاربت مین سے سفر مین
صرف کیا تھا تو راس المال پورا ہو جاوے اب اوسپر جو زیادہ بچے وہ بانٹ دیا جاوے اور اگر مضارب کسی چیز کو
مال مضاربت مین سے بطور مرابحہ بیچے تو جو کچھ اوس چیز پر صرف ہوا ہو جیسے کرایہ باربرداری وغیرہ اصل لاگت مین
لگا لیوے اور رکھے جکوانے کوٹھری ہو اور جو کچھ اپنی ذات پر صرف ہوا ہو اوسکو نہ لگاوے **مسئلہ** اگر مضارب پاس
ہزار روپے تھے نصف نفع پر اوسنے اون ہزار روپے کا کپڑا خریدا اور اوسکو دو ہزار کو بیچکر ایک غلام خریدا اور ابھی وہ ہزار
اوسکی قیمت کے بائع کو نہین دیئے تھے کہ وہ دو ہزار مضارب پاس تلف ہو گئے تو مضارب پانسو کا ضمان دیگا اور
باقی دام مالک دیگا تو چوتھائی غلام مضارب کا ہوگا اور تین حصے اوسکے مال مضاربت مین رہینگے اور راس المال
اڑھائی ہزار ہوا اور اگر مضارب اس غلام کو بطور مرابحہ کے بیچے تو اصل جمع دو ہزار بتلاوے نہ ڈھائی ہزار کیونکہ قیمت
غلام کی تو دو ہی ہزار تھی اور اوس تاوان کو جو بسبب ہلاکی شے کے مضارب پر لازم ہوا نہ ملاوے پس اگر وہ غلام چار
ہزار کو بکا تو تین ہزار حصہ مضاربت ہوگا اور ہزار روپے خاص مضارب کے ہونگے پھر ان تین ہزار مین سے راس المال
یعنی ڈھائی ہزار کو نکالکر باقی جو پانسو بچینگے وہ نفع کے سمجھے جاوینگے اونکو رب المال اور مضارب نصف نصف بانٹ
لیگا اگر مضارب نے رب المال سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو رب المال نے پانسو کو مول لیا تھا تو مرابحت پر بیچنے
کے وقت مضارب پانسو اصل جمع بتلاوے اور جو مضارب نے ہزار روپے کو ایسا غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہو اور
اوس غلام نے بطور خطا ایک شخص کو قتل کیا پھر رب المال اور مضارب اوس غلام کے دینے سے ڈرے اور فدیہ دینے کو
اختیار کیا تو اس قتل کے خون بہا کے تین حصے مالک پر اور ایک حصہ مضارب پر ہوگا اور جب دونون نے خونبہا دیا
تو اب وہ غلام مال مضاربت مین سے نکل جاویگا سو تین دن رب المال کی خدمت کرے اور ایک دن مضارب کی

مضارب نے مال مضاربت سے ہزار روپے کے بدلے مین ایک غلام خریدا اور قبل حوالے کرنیکے طرف بائع کے وہ روپے تلف ہوگئے تو رب المال کو ہزار پھیر دینے ہونگے پھر اگر تلف ہوگئے قبل بائع کے دینے کے تو پھیر دینے ہونگے اسی طرح پر جہان تک تلف ہوتے جاوینگے مالک دیتا جاویگا اور یہ سب روپے راس المال مین شریک ہوتے جاوینگے اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہون اور رب المال سے کہے کہ تو نے مجکو ایک ہزار روپے دیے تھے اور ایک ہزار نفع کے ہین اور رب المال کہے کہ مین نے تجھے دو ہزار دیے تھے تو قول مضارب کا قسم سے معتبر ہوگا ایک شخص کے پاس ہزار روپے ہین وہ کہتا ہے کہ یہ روپے مضاربت کے طور پر ہین زید کے اور کچھ نفع ہوچکا ہے اور زید کہتا ہے کہ بطریق بضاعت کے ہین تو قول زید کا معتبر ہوگا قسم سے جیسے وہ شخص اون روپیون کو قرض کے ٹہراوے اور زید اوسکو بضاعت یا امانت قرار دیوے تو بھی قول زید کا قسم سے مقبول ہے اگر رب المال کہے کہ مین نے تجھے حکم کیا تھا مضاربت کا فلانی چیز کی تجارت مین اور مضارب اسکا انکار کرے اور کہے کہ تو نے کسی تجارت خاص کی قید نہین لگائی تھی تو قول مضارب کا قسم سے مقبول ہوگا اور اگر ہر ایک نے ایک قسم خاص تجارت کا دعوی کیا تو قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا کیونکہ اذن تجارت کا اوسی کی طرف سے ہے

ص کتاب الودیعة

یہ کتاب ہے امانت کے بیان مین **ف** امانت مین خیانت کرنا بڑا گناہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہین ایمان ہے اوسکا جو امانت دار نہین ہے روایت کیا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان مین انس سے اور یہ بڑی وعید ہے خائن کے لیے اور فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا یعنی اللہ حکم کرتا ہے تمکو اس بات کا کہ ادا کرو تم امانت کو اوسکے مالکون کی طرف **ص** ودیعت امانت ہے کہ چھوڑی گئی ہے واسطے حفاظت کے تو ضامن نہوگا مُودَع اگر خود بخود بغیر اوسکی زیادتی کے ودیعت ہلاک اور تلف ہوجاوے **ف** جو چیز امانت رکھائی جاوے اوسکو ودیعت کہتے ہین اور جو رکھاوے یعنی صاحب مال اوسکو مُودِع بکسر دال اور جسکے پاس رکھی جاوے اوسکو مُودَع بفتح دال اور امین کہتے ہین تو ودیعت جب بغیر زیادتی مُودَع کے تلف ہوگئی تو اوسپر تاوان اوسکا لازم نہ آویگا اسواسطے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ نہین ہے عاریت لینے والے پر جو خائن نہو تاوان اور نہ مُودَع پر جو خائن نہو تاوان روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین اور روایت کی ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جسنے امانت رکھی کسی کے پاس تو نہین اوسپر تاوان اور اسناد اوسکی ضعیف ہے مگر یہ قول متفق علیہ ہے ایمہ اربعہ کا کذا فی المیزان **ص** مُودَع کو یہ پہونچتا ہے کہ مال امانت کی محافظت خود کرے یا اپنے گھر والون کے پاس رکھے یا امانت کو ساتھ لیکر سفر کرے اگر مُودِع نے اوسکو سفر مین لیجانے سے منع نہ کیا ہووے اور راستے مین خوف غارتگری کا نہووے اور جو مُودِع نے اوسکو سفر مین ساتھ لیجانے سے منع کردیا ہووے یا راستہ خوفناک ہووے اور راہ مین امانت تلف ہوجاوے تو اوسکو تاوان دینا پڑیگا اسی طرح اگر مُودِع نے اوسکی حفاظت ...

گھر والون کے اور لوگون سے کرائی تو بھی درصورت ہلاک ضمان دیگا البتہ اگر آگ لگنے یا ڈوب جانے کے
خوف سے اپنے پڑوسی یا دوسرے کشتی والے کو دیدیوے اور وہ تلف ہوجاوے تو ضمان نہ دیگا **ف** مگر چونکہ
ان عذرات کا بغیر گواہون کے نہوگا ہدایہ **ص** تو اگر صاحب مال نے امانت اپنی طلب کی اور مستودع نے
باوجود قدرت نہ دی یا انکار کیا اگرچہ پھر بعد اوسکے اقرار بھی کیا یا نہ کیا یعنی جب انکار کیا امانت کا بروقت طلب صاحب
مال کے تو ضامن ہوجاویگا برابر ہے کہ پھر اوسکا اقرار کرے یا نکرے اور جو سوا مالک کے اور کسی سے انکار کیا تو
ضامن نہوگا کیونکہ یہ بھی حفاظت مال کا طریقہ ہے اور اگر مستودع نے مرتے وقت بیان نہ کیا امانت کو جب بھی ضامن
ضامن ہوگا یا مستودع نے اوس امانت کو اپنے مال مین اسطرح ملا دیا کہ تمیز نہین ہوسکتی تو بھی ضامن ہوگا **ف**
مثلاً امانت گیہون تھے اور اوسنے اپنے گیہون مین اونکو ملا دیا اور اگر خلاف جنس مین ملا دیگا جیسے جو کو گیہون مین
تو مالک کا حق جاتا رہیگا اور بالاتفاق ضمان لازم آویگا اسی طرح اگر اپنی جنس مین ملا دے نزدیک امام صاحب
کے اور اسی طرح نزدیک ابو یوسف رح کے مگر جب امانت کو اوسی جنس مین جو اکثر ہووے امانت سے ملا دے تو اقل
تابع ہوگا اکثر کا نہ جب اقل مین ملا دے کیونکہ اس صورت مین حق مالک کا نہ جاویگا بلکہ شرکت ثابت ہوگی اور محمد رح
کے نزدیک ہر حال مین شرکت ہوگی خواہ اقل مین ملا دے یا اکثر مین کذا فی الاصل **ص** یا مستودع نے امانت مین
زیادتی کی اسطرح پر کہ اوسکے کپڑے کو پہنا یا امانت کے جانور پر سوار ہوا یا امانت کے روپیون مین سے کچھ خرچ کیے
پھر اوتنے اوسمین شریک کر دیے یا جس گھر مین مالک نے حفاظت مال کا حکم کیا تھا مستودع نے اوسکے سوا دوسرے
گھر مین حفاظت کی تو ان سب صورتون مین مستودع ضامن ہوگا اور اگر وہ امانت مستودع کے مال مین خود بخود مل گئی
تو دونون اوسمین شریک ہوجاوینگے اور اگر مستودع نے امانت مین زیادتی کی پھر اوس زیادتی کو دور کر دیا تو
ضمان بھی زائل ہوجاویگا **ف** جیسے امانت کو جس گھر مین مستودع نے کہا تھا نہ رکھا بلکہ دوسرے گھر مین
رکھا بعد اوسکے پھر اوسی گھر مین رکھ دیا تو ضمان زائل ہوجاویگا اگر وہ پہلا مکان ایسا تھا کہ جو اوسمین ودیعت
رہتی تو ہلاک ہوجاتی اور ضمان لازم ہوتا اور امام شافعی رح کے نزدیک زائل نہوگا کذا فی الاصل **ص** اگر
دو شریکون نے اپنا مال ایک شخص کے پاس امانت رکھا اب ایک شریک آیا تو مستودع کو یہ نہین پہونچتا کہ اوسکا
حصہ حوالے کرے بغیر دوسرے کے آئے ہوے **ف** جب یہ ودیعت سوا مکیل اور موزون کے اور کوئی
چیز ہو تو یہ حکم اتفاقی ہے اور اگر مکیل و موزون ہووے تو یہی حکم ہے نزدیک امام اعظم رح کے برخلاف صاحبین کے
اسواسطے کہ مستودع کو ولایت تقسیم مال کی نہین ہے کذا فی الاصل **ص** جب ایک چیز امانت رکھی دو مردون
کے پاس تو اگر وہ شے قابل قسمت نہین ہے تو ہر ایک اونکا حفاظت کر سکتا ہے دوسرے کے اذن سے اور جو قابل
تقسیم ہے تو ہر ایک کو چاہیے کہ اوسکے دو حصے کر کے ایک ایک حصے کی حفاظت کرے **ف** اور صاحبین کے
نزدیک یہان بھی ہر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دے سکتا ہے کذا فی الاصل **ص** باوجود اسکے اگر ایک مستودع
نے نصف حصہ اپنا دوسرے کو دیدیا اور وہ امانت قابل تقسیم ہے تو یہ دینے والا نصف کا ضامن ہوگا نہ جو قابض

ہوگی مال پر کیونکہ شوقیع المودع ضامن نہین ہوتا امام صاحب کے نزدیک اگر مودع نے منع کردیا مودع کو کہ اس امانت کو اپنے گھروالون کے سپرد نہ کرنا اور اوسنے دیا اوس شخص کو کہ اگر اوسکو نہ دیتا تو پھر اسکا حرج نہ تھا تو ضامن ہوگا اور اگر اوسکو دیا کہ جسکے بغیر دیئے چارہ نہ تھا جیسے امانت جانور تھا اور اپنے غلام کے سپرد کیا یا وہ چیزین تھین جسکی عورتین حفاظت کرتی ہین اور اپنی بیوی کو دین تو ضامن نہوگا جیسے اگر ایک دار یعنی احاطہ مین کئی کوٹھریان ہین اور مودع نے ایک کوٹھری خاص مین رکھنے کو کہا تھا اور اوسنے دوسری کوٹھری مین رکھا تو ضامن نہوگا کیونکہ ایک دار کی سب کوٹھریان حفاظت مین برابر ہین بخلاف دار کے اسلیے کہ دو دار حفاظت مین متفاوت ہوتے ہین **ف** پس جب دار بدل دیگا تو ضامن ہوگا **ص** مگر جب دوسری کوٹھری مین جسمین اوسنے مال رکھا کوئی خلل ظاہر ہوگا تو ضامن ہوگا **ف** جیسے اوسکا دروازہ بودا ہووے یا دیوار ٹوٹی ہووے **ص** اور اگر مودع نے امانت کسی اور پاس رکھائی تو ضمان صرف اول پر لازم آویگا **ف** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان اوسکا مودع سے لیوے خواہ مودع المودع سے لیکن اگر مودع المودع سے لیگا تو وہ مودع سے پھیر لیگا کذا فی الاصل **ص** اور اگر غاصب نے شی مغصوب کو کسی کے پاس امانت رکھا بعد اوسکے وہ شی اوس شخص کے پاس سے تلف ہوگئی تو مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان اوسکا غاصب سے لیوے اور چاہے مودع الغاصب سے اور یہ بالاتفاق ہے **ف** یعنی اوس شخص سے جسکے پاس غاصب نے امانت رکھا تھا سو اگر تاوان لیوے مودع سے تو وہ غاصب پر رجوع کر لیوے در مختار **ص** عمرو کے پاس ہزار روپے ہین زید نے دعوی کیا کہ یہ میری امانت ہین اور بکر نے دعوی کیا کہ یہ میری امانت ہین اور کسی کے پاس گواہ نہین ہین اور عمرو دونون کے دعوے سے منکر ہے تو قاضی عمرو کو حلف دلاویگا ہر ایک کے لیے جدا جدا اور جسکے حلف سے چاہے شروع کرے اور جو جھگڑا کرین تو قرعہ ڈال لیوے تو اگر ایک کے حلف سے عمرو نے نکول کیا دوسرے کے لیے حلف دلاوے اگر اوسکے لیے بھی نکول کرے تو یہ ہزار دونون کے ٹھہرینگے اور عمرو پر ہزار روپے اور لازم آوینگے **ف** دلیل اسکی مع اور تفصیل کے اصل کتاب مین مذکور ہے فقط

ص كتاب العارية

یہ کتاب ہے عاریت کے احکام کے بیان مین یعنی مانگی ہوئی چیز کے دینے کے بیان مین عاریت کی خوبی قرآن اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ یعنی منع کرتے ہین ماعون کو ماعون اوس چیز سے عبارت ہے جسکی عاریت دینے کی لوگون مین عادت جاری ہو پھر جب عاریت نہ دینا مذموم ٹھہرا تو عاریت دینا خوب ہوا اور ہدایہ مین ہے کہ عاریت جائز ہے اسواسطے کہ یہ ایک قسم کا احسان ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی زرہین عاریت لی تھین صفوان سے غزوۂ حنین مین روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے اور بخاری مین ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کا گھوڑا جسکا مندوب نام تھا بطور عاریت لیا تھا **ص** عاریت کہتے ہین نفع کے مالک کردینے کو بغیر عوض کے جاننا چاہیے کہ تملیکات چار قسم ہین ایک تملیک عین بعوض تو یہ بیع ہے

دوسری تملیک عین بلا عوض یہ ہبہ ہی تیسری تملیک منفعت بعوض یہ اجارہ ہی چوتھی تملیک منفعت بلا عوض یہ
عاریت ہی **ف** اعارہ عاریت دینا استعارہ عاریت مانگنا معیر عاریت دینے والا مستعیر عاریت لینے والا
مستعار وہ شی جو عاریت دیجاوے **ص** صحیح ہی عاریت ان الفاظ سے کہ یہ چیز مین نے تجکو عاریت دی یا
عطا کی یا اپنی زمین مین نے تجھے کھانیکو دی **ف** یعنی زمین کا غلہ تیرے کھانے کو دیا **ص** یا مین نے تجھے
اس جانور پر چڑھایا یا مین نے اپنا غلام تجھے خدمت کے لیے دیا یا میرا گھر تیرا ہی سکونت کی راہ سے یا میرا گھر میری
عمر بھر تیرے رہنے کو ہی اور معیر کو اختیار ہی کہ جب چاہے اپنی چیز پھیر لیوے **ف** اگرچہ معیر نے اوسکا کوئی
وقت بھی مقرر کر دیا ہووے اور مستعیر کو پھیر دینا اوسکا واجب ہی اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے عاریت ادا کی جاویگی طرف مالک کے روایت کیا اوسکو ابو داود نے ابی امامہؓ سے اور فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ادا کر امانت کو اوسکی طرف جس نے امین کیا تجھے اور نہ خیانت کر اوسکی جسنے خیانت کی
تیری روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود نے ابو ہریرہؓ سے اور حسن کہا اوسکو اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور
منکر جانا اوسکو ابو حاتم رازی نے **ص** اور بغیر زیادتی مستعیر کے اگر مستعار مستعیر پاس ہلاک ہو جاوے
تو مستعیر پر تاوان اوسکا لازم نہ آویگا **ف** اسواسطے کہ عاریت امانت ہی اور امانت کا تاوان نہین ہوتا اور
امام شافعیؒ کے نزدیک تاوان لازم آویگا **ص** مستعیر کو یہ اختیار نہین کہ مستعار کو کرایہ پر چلاوے تو اگر
اوسنے کرایہ دیا اور ہلاک ہو گئی تو معیر کو اختیار ہی کہ تاوان اوسکا یا مستعیر سے لیوے یا کرایہ دار سے سو اگر مستعیر
سے لیا تو وہ کسی پر رجوع نہ کرے اور جو کرایہ دار سے لیا تو وہ مستعیر پر رجوع کر لیوے اگر اوسکو کرایہ لیتے وقت
علم اس بات کا نہووے کہ یہ شی عاریت ہی موجر پاس اگر ایک شی عاریت دی اور نفع اوٹھانے والے کو معین
نہین کیا تو مستعیر کو درست ہی کہ وہ شی دوسرے کو بطور عاریت دیوے برابر ہی کہ استعمال اوسکا مختلف ہو جیسے
سواری جانور کی یا نہ مختلف ہو جیسے بوجھ لادنا جانور پر اور اگر معین کر دیا اوس شخص کو جو اوس شی سے نفع لیوے
ف جیسے معیر نے کہدیا کہ تو ہی اس سے نفع اوٹھانا **ص** تو اگر استعمال اوسکا مختلف نہو تب مستعیر
کو اوسکا عاریت دینا درست ہی اور اگر مختلف ہو تو دوسرے کو عاریت دینا درست نہین اسی طرح موجر کا حکم
ہی **ف** یعنی جسوقت کوئی شی کرایہ دی تو اگر موجر نے نفع اوٹھانے والے کو معین نہین کیا تو مستاجر دوسرے
کو عاریت دیسکتا ہی برابر ہی کہ وہ شی مختلف الاستعمال ہو یا نہو اور اگر معین کر دیا تو نہین دیسکتا مگر اوس شی کو
جو مختلف الاستعمال نہووے اور امام شافعیؒ کے نزدیک مستعیر کو عاریت دینا کسی صورت مین جائز نہین کذا
فی الاصل **ص** تو جس شخص نے ایک جانور کرایہ مین یا بطور عاریت لیا اور موجر اور معیر نے کوئی قید نہین
لگائی تو اوس شخص کو پہونچتا ہی کہ اوس جانور پر آپ بوجھ لادے یا دوسرے کو بطور عاریت بوجھ لادنے کے
لیے دیوے اور خود سوار ہووے اور دوسرے کو سوار کرا دے اور جس کام کو کریگا تو وہی فعل معین ہو جاویگا
اب اگر دوسرا فعل کریگا تو ضامن ہوگا **ف** اسواسطے کہ مطلق ہر قسم کے نفع کو شامل ہی اور تعیین انتفاع مین

ع قبضہ ... ع ... ع سبب
بوجع کریگا او وہ بسبب اوسکا ... اور جیسا ... فرق مین ... کذا فی الاصل ۱۲

مستعیر اور مستاجر کو اختیار ہی تو اگر اول آپ سواری کی تو اب دوسرے کو سوار نہین کر سکتا اور اگر پہلے اوسکو
سوار ہو نہین سکتا ص اور اگر معیر اور موجر نے انتفاع کو مطلق رکھا وقت مین اور قسم مین تو مستعیر اور
مستاجر کو اختیار ہی کہ جسوقت چاہے جسطرح کا چاہے نفع لیوے اور اگر مقید کردیا تو اگر مستعیر اور مستاجر نے
اوسکے مثل یا بہتر دوسرا نفع لیا تو خیر اور اگر اوس سے بڑا نفع لیگا تو ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر مقید کیا اجارے
کو ایک قسم یا قدر کے ساتھ پس اگر مستاجر نے موافق اوسکے کیا یا مثل یا بہتر کیا تو ضامن نہوگا اور جو اوس سے بدتر
کیا تو ضامن ہوگا اگر ایک شخص نے ایک جانور کرایہ کو یا بطور عاریت کے لیا بعد فراغت کے اوس جانور کو
مالک کے اصطبل مین چھوڑ دیا یا اپنے غلام یا اوس نوکر کے ساتھ جسکو تنخواہ ماہواری یا سالانہ ملتی ہو بھیجدیا یا
مالک کے غلام کے ہمراہ خواہ وہ غلام اوس جانور پر مقرر ہو یا نہو یا اوسی کے نوکر کے ہمراہ روانہ کردیا پھر وہ جانور
مالک کو ملنے کے اول ہلاک ہوگیا تو ضامن نہوگا ف اور جو نوکر روزینہ دار ہو تو اوسکے ہمراہ بھیجنے سے
ضامن ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ مستعیر امانت رکھنے کا مالک نہین اور بعض کے نزدیک اگر غلام اوسکا اوس جانور پر مقرر نہوگا تو
اوسکو تسلیم سے ضامن ہوگا کذا فی الاصل ص جیسے مستعیر شی مستعار کو جو نہایت عمدہ اور بیش قیمت نہو معیر کے گھر مین دے آوے
پھر وہ ہلاک ہوجاوے مالک کو پہونچنے سے پہلے تو ضامن نہوگا اور اگر وہ شی نہایت نفیس ہو جیسے جواہرات وغیرہ تو گھر مین دے
آنے سے بری الذمہ نہوگا بلکہ خاص مالک کو دینا چاہیے اسی طرح امانت اور مغصوب کو اگر مالک کے گھر پر دے آویگا تو ضامن ہوگا
ف یعنی درصورت ہلاک بلکہ امانت اور مغصوب کو خاص مالک کو دینا ضرور ہی کذا فی الاصل ص اور عاریت لینا روپیہ
اشرفی اور مکیل اور موزون اور معدود کا قرض مین داخل ہی ف اسلیے کہ ان اشیا سے نفع حاصل نہین
ہو سکتا بدون استہلاک عین کے الا اوس صورت مین جب انتفاع کو معین کردیوے جیسے روپیہ مانگے وزن اور
کرنیکے لیے یا دوکان کی آرایش کے لیے تو عاریت ہوگا اور فائدہ قرض ہونے کا یہ ہی کہ اگر یہ چیزین ہلاک ہوجاوینگی
مستعیر پاس قبل نفع لینے کے تو ضمان اوسپر لازم آویگا کذا فی الاصل ص صحیح ہی عاریت دینا زمین کا واسطے
مکان بنانے اور درخت بونے کے اور معیر کو پہونچتا ہی کہ جسوقت چاہے عاریت سے رجوع کرے اور مستعیر کو
حکم کرے واسطے کھودنے مکان اور درخت کے اور درخت اور مکان کا جو نقصان ہوگا تو معیر اوسکا ضامن
نہوگا اگر عاریت کے وقت معیر نے کوئی وقت بیان نہ کیا ہووے اور اگر وقت مقرر کردیا ہو اور قبل وقت کے
اوسکے کھودنے کا حکم کرے تو جسقدر قیمت اوس درخت یا مکان کے کھودنے سے گھٹ جاویگی اوسکا معیر کو
تاوان دینا ہوگا اور مکروہ ہی کہ معیر قبل وقت کے عاریت مین رجوع کرے ف کیونکہ یہ وعدہ خلافی ہی اور
وعدہ خلافی حرام ہی ص اور اگر زمین کھیتی بونے کے لیے عاریت دی تو معیر کو یہ نہین پہونچتا کہ قبل کھیت
کٹنے کے زمین اپنی لے لیوے خواہ عاریت کی مدت مقرر کی ہو یا نہ کی ہو ف اسواسطے کہ کھیتی کی انتہا
ایک مدت معلوم تک ہی تو اس حکم مین رعایت طرفین کی ہی بخلاف درخت یا مکان کے کہ اوسکی کچھ نہایت نہین
ہی کذا فی الاصل ص شی مستعار اور مستاجر اور مغصوب کی رد کی اجرت مستعیر اور موجر اور غاصب پر واجب ہی

ف مستاجر پر اجرت رد کی واجب نہین بلکہ اوسپر صرف خالی اور فارغ کردینا ضرور ہے نہ رد کرنا اسلیے کہ نفع قبضے کا واسطے موجر کے ہے پس ہوگی اجرت رد کرنیکی موجر پر نہ مستاجر پر کذا فی الاصل ص جب ایک شخص زمین واسطے کھیتی کرنے کے عاریت لیوے تو مالک کی دستاویز مین یون لکھے کہ تو نے مجکو زمین کھانے کے لیے دی ہے نہ یہ کہ تو نے عاریت دی اسلیے کہ عاریت زمین کی کبھی واسطے مکان بنانے اور درخت لگانیکے ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک یون ہی لکھے کہ تو نے زمین مجھے عاریت دی واللہ اعلم

ص کتاب الھبۃ

ف ہبہ کا جواز اور مستحب ہونا حدیث سے ثابت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہدیہ دو آپس مین تا محبت زیادہ ہو آپسمین روایت کیا اوسکو بخاری نے ادب مفرد مین ابو ہریرہ رض سے اور ابو یعلی نے اسناد حسن سے اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین عطا سے مرسلاً اور نسائی نے کتاب الکنی مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور روایت کی بزار نے انس رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپسمین ہدیہ بھیجو اسلیے کہ ہدیہ دور کرتا ہے کینے کو اور اسکے جواز پر اجماع منعقد ہوا ص ہبہ کہتے ہین ذات ایک شی کا مالک کردینا غیر کو بغیر عوض کے ف اور واہب کہتے ہین ہبہ کرنے والے کو اور موہوب لہ جسکو ہبہ کیا جاوے اور موہوب وہ شی جسکو ہبہ کرے ص صحیح ہے ہبہ ان الفاظ سے وَہَبْتُ ہبہ کیا مین نے نَحَلْتُ عطا کیا مین نے ف اسلیے کہ وہبت صریح ہے معنی ہبہ مین اور نحل بھی مستعمل ہے ہبہ مین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کے لیے جسنے اپنے بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا تھا اکل ولدک نحلت مثل ذلک کیا سب لڑکون کو دیا تو نے (روایت کیا اسکو صحاح ستہ مین نعمان بن بشیر سے ۱۲) اسی طرح ص اَعْطَیْتُ عطا کیا مین نے اَطْعَمْتُکَ ھٰذَا الطَّعَامَ کھانے کو دیا مین نے تجھے یہ کھانا ف اسواسطے کہ اطعام جب منسوب ہوتا ہے طرف طعام کے تو ہبہ ہوتا ہے اور جب منسوب ہو طرف زمین کے جیسے کہے اَطْعَمْتُکَ ھٰذِہِ الْاَرْضَ تو عاریت ہے جیسا کہ گذرا کذا فی الاصل ص جَعَلْتُ ھٰذَا لَکَ اسکو مین نے تیرے لیے کردیا اور اَعْمَرْتُکَہٗ اور جَعَلْتُ لَکَ عُمْرِیٰ مین نے یہ چیز تجھے بطور عمری دی یعنی عمر بھر کو دی ف عمری یہ ہے کہ ایک شی کسی کو اپنی مدت العمر اوسکی دیدیوے اور کہے کہ جب تو مرجاویگا تو مین پھیر لونگا سو تملیک صحیح ہے اور پھیر لینے کی شرط باطل ہے اسواسطے کہ ہبہ باطل نہین ہوتا شروط فاسدہ سے بلکہ وہ شرطین باطل ہوجاتی ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کسی کو عمری دیوے تو وہ چیز معمر لہ کی ہے تا حیات اوسکی کے اور بعدہ اوسکے وارثون کی روایت کیا اوسکو جماعت نے سوا بخاری کے جابر رض سے برخلاف اوس صورت کے کہ داری لک عمری سکنی کہے کیونکہ قول اوسکا سکنی عاریت ہے کذا فی الاصل ص حَمَلْتُکَ عَلٰی ھٰذِہِ الدَّابَّۃِ مین نے تجکو سوار کیا اس جانور پر بشرطیکہ نیت ہبہ کی ہو کَسَوْتُکَ ھٰذَا الثَّوْبَ پہنایا مین نے تجکو یہ کپڑا دَارِیْ لَکَ ھِبَۃً تَسْکُنُھَا میرا گھر تیرا ہے موہوب ہوکر اوسمین رہیگا تو اور قول تسکنہا تمیز نہین بلکہ وہ مشورہ ہے اور اگر یون کہے کہ دَارِیْ لَکَ ھِبَۃً سُکْنٰی تو عاریت ہوجاویگا کیونکہ اس صورت مین لفظ سکنی کا تمیز ہوگا اور تفسیر ہوگا اپنے ماقبل کا

پس عاریت ہوگا یا یون کہے سُکنٰی ھبۃً اسواسطے کہ ہبۃً حال ہوگا سکنی سے جب بھی عاریت ہوگا اسیطرح نُحْلٰی
سُکنٰی اور سُکنٰی صدقۃً اور صدقۃً عاریۃً اور عاریۃً ھبۃً مین بھی عاریت ہوگا **ف** نُحْلٰی سُکنٰی کے معنی
دیا مین نے تجکو یہ گھر دینے کو از روے سکونت کے اور سُکنٰی صدقۃً یعنی گھر میرا تیرے لیے ہے بطریق سکنی کے
حال آنکہ وہ سکنی صدقہ ہے اور صدقۃً عاریۃً یعنی گھر میرا تیرے لیے صدقہ ہے بطریق عاریت کے عاریۃً ھبۃً یعنی
گھر میرا تیرے لیے ہے بطور عاریت کے حال آنکہ وہی عاریت ہبہ ہے یعنی ہبہ منافع مراد ہے نہ ہبہ عین کذافی الاصل **ص**
اور تمام ہوتی ہے ہبہ قبض کامل سے **ف** اسواسطے کہ ہدایہ مین ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین
جائز ہوتی ہے ہبہ مگر قبض کے ساتھ کما زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ یہ حدیث غریب ہے البتہ روایت کیا اوسکو عبد الرزاق
نے قول سے ابراہیم نخعی رح کے اور مراد اس سے یہ ہے کہ بدون قبض کے ملک موہوب لہ کی ثابت نہین ہوتی اسواسطے کہ
جواز بدون قبض کے بھی ہو جاتا ہے ہدایہ **ص** مراد قبض کامل سے یہ ہے کہ جسقدر ممکن ہو موہوب لہ موہوب پر قبضہ
کرے تو منقول مین قبض کامل وہ ہے جو اوسکے مناسب ہو اور غیر منقول مین جو اوسکے مناسب ہووے تو گھر کی کنجیون پر
قبضہ کرنا گھر پر قبضہ ہوگا اور جو چیز لائق قسمت ہے اوسمین قبض کامل بعد قسمت کے ہوگا اور جو لائق قسمت نہین تو کل پر
قبضہ کرنے سے موہوب پر بھی قبضہ ہو جاویگا پس صحیح ہے اگر قبضہ کیا موہوب لہ نے مجلس ہبہ مین بلا اذن واہب کے
اور اگر بعد مجلس ہبہ کے قبضہ کیا تو باذن واہب ضرور ہے صحیح ہے ہبہ کرنا اوس مشاع کا جو قابل قسمت نہین ہے **ف** مشاع
اوس شی کو کہتے ہین کہ شریکون مین مشترک ہووے اور اوسکی قسمت نہوئی ہووے **ص** اور مراد یہ ہے کہ جب تقسیم
کیا جاوے تو قابل منفعت نرہے جیسے چکی یا حمام یا چھوٹا مکان **ف** کہ بعد تقسیم کے قابل انتفاع کے نہین رہتا تو اگر
ایسے مشاع کو واہب نے ہبہ کیا موہوب لہ کو اور موہوب لہ نے اوسپر قبضہ کر لیا تو قبل از تقسیم بھی ہبہ تمام ہو جاتی ہے **ص**
اور نہین صحیح ہوتی ہے ہبہ اوس مشاع کی جو قابل تقسیم ہے جو تقسیم کی جاوے تو منفعت اوسکی باقی رہے اور شافعی کے نزدیک
صحیح ہے اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہے **ف** یعنی قبل تقسیم کے اگرچہ موہوب لہ اوسپر قبضہ کر لیوے **ص**
اگرچہ اپنے شریک ہی کو ہبہ کرے یا اجنبی کو جاننا چاہیے کہ مفسد ہبہ وہ شیوع ہے جو مقارن ہو ہبہ کے نہ جو بعد ہبہ کے
طاری ہو جاوے جیسے ایک شخص نے ایک مکان ہبہ کیا پھر اوسکے بعض غیر معین مین رجوع کیا یا بعض غیر معین کسی اور
کا نکلا برخلاف رہن کے کہ وہان شیوع طاری بھی مفسد ہے تو اگر واہب نے اوسکی تقسیم کی پھر سپرد کیا موہوب لہ کو
تو ہبہ صحیح ہو جاویگی **ف** یعنی پہلے اوسنے نصف شائع ہبہ کیا پھر تقسیم کرکے تسلیم کر دیا تو ہبہ صحیح ہو جاویگی اسواسطے
کہ تمامی ہبہ قبض سے ہے اور وقت قبض کے شیوع نرہا کذافی الاصل **ص** اگر ہبہ کیا گیہون کے اندر کا آٹا یا تلون کے
اندر تیل نہین جائز ہے اگرچہ گیہون پیسکر آٹا دیدیوے یا تلون مین سے تیل نکال کر دیدیوے اسیطرح ہبہ روغن کی دودھ
مین جائز نہین **ف** اگرچہ دودھ مین سے گھی نکال کر دیدیوے اسواسطے کہ یہ چیزین معدوم ہین وقت ہبہ کے تو
انکی ہبہ کسی طرح جائز نہوگی برخلاف مشاع کے کذافی الاصل **ص** اور ہبہ دودھ کی تھن مین اور اون کی بکری کی پیٹھ
پر اور کھیت اور درختون کی زمین مین اور کھجور کی درخت مین مثل مشاع کے ہے **ف** یعنی اگر ان چیزون کو بعد

جدا کرکے دیدیگا تو ہبہ صحیح ہو جاویگی مثل مشاع کے ورنہ نہین **ص** ہبہ اوس چیز کی جو موہوب لہ کے پاس ہو
ف اگرچہ بطور غصب یا امانت ہووے درمختار **ص** بغیر قبضہ جدید کے تمام ہو جاویگی **ف** یعنی
موہوب لہ کو ضرورت نہین کہ اوسپر دوسری مرتبہ قبضہ جدید کرے **ص** اگر باپ **ف** یا جسکو ولایت ہو
اوسکے پر یعنی جو صغیر کی پرورش کرتا ہو تو بھائی اور چچا بھی اسمین داخل ہین جب باپ نہو بشرطیکہ صغیر انکے عیال
مین ہووے درمختار **ص** اپنے فرزند نابالغ کو کوئی شی ہبہ کرے تو ہبہ صرف ایجاب سے تمام ہو جاویگی نہ
اسمین قبول کی حاجت ہی نہ قبض کی **ف** اسواسطے کہ ولی کا قبضہ مثل قبضہ موہوب لہ کے شمار کیا جاویگا درمختار
ص اگر اجنبی نے کوئی چیز ہبہ کی ایک نابالغ کو تو ہبہ تمام ہو جاویگی خود اوس صغیر کے قبضے سے اگر وہ عاقل ہو
ف یعنی تحصیل مال کو سمجھتا ہووے درمختار **ص** یا اوسکے باپ کے قبضے سے یا اوسکے دادا کے قبضے
سے یا باپ اور دادا کے وصی کے قبضے سے یا مان کے قبضہ کرنے سے اگر وہ صغیر مان کے پاس ہووے **ف**
یعنی اوسی کے پاس پرورش پاتا ہو اور اگر اوسکی پرورش مین نہووے تو اوسکا قبضہ کافی نہوگا **ص** یا اجنبی
کے قبضہ کرنے سے اگر وہ اجنبی اوس صغیر کی پرورش کرتا ہو اور وہ لڑکا اوسی کے پاس ہو اور اگر ایک شی ہبہ کی صغیرہ
کے لیے اور اوسکی طرف سے اوسکے خاوند نے موہوب پر قبضہ کیا تو درست ہو بشرطیکہ بعد زفاف کے ہووے **ف**
اور قبل زفاف کے صحیح نہین درمختار زفاف سے مراد زوجہ کا جانا ہو زوج کے گھر مین بعد نکاح کے **ص** دو آدمیون
نے اگر اپنا گھر ایک شخص کو ہبہ کیا تو صحیح ہو اسواسطے کہ کل گھر ایک شخص کے پاس آیا تو شیوع نہین ہو اور اسکا اولٹا یعنی
ایک شخص اپنا گھر دو آدمیون کو ہبہ کرے تو صحیح نہین نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو **ف**
اسواسطے کہ تملیک متحد ہو تو شیوع باقی نہین رہا جیسے ایک چیز گرو کی دو شخصون پاس اور امام صاحب کی دلیل یہ ہو کہ
ہر ایک کو نصف گھر ہبہ کیا تو شیوع ثابت ہوا برخلاف رہن کے کہ وہان ہر ایک کے دین کے بدلے مین کل شی محبوس
رہیگی کذا فی الاصل **ص** جیسے دس درم تصدق کیے یا ہبہ کیے دو توانگرون کو تو درست نہین اور دو فقیرون
کو اگر تصدق یا ہبہ کیے تو درست ہو **ف** اور صاحبین کے نزدیک اول صورت مین بھی درست ہو جیسے مکان
کی ہبہ مین دو شخصون کو دلیل امام صاحب کی یہ ہو کہ توانگرون کو جب ہبہ یا تصدق کیا تو موہوب لہ دو شخص ہو گئے
اور وہ موجب ہی شیوع کو اور صحیح ہو صدقہ دو غنیون پر اسلیے کہ مراد صدقہ سے ہبہ ہو مجازاً اور ہبہ جائز ہو برخلاف تصدق
اور ہبہ کے دو فقیرون پر کیونکہ وہ در اصل خدا کو دینا ہوا اور خدا واحد ہو فرمایا حضرت علیہ السلام نے صدقہ پڑتا ہو
اول کف مین خدا کے تعالی کے قبل اسکے کہ پڑے کف مین فقیر کے کذا فی الاصل اور یہ حدیث اس لفظ سے مجھے نہین ملی واللہ اعلم

ص باب ہبہ کرکے پھیر لینے کے بیان مین

ہبہ کرکے پھیر لینا درست ہو ہمارے نزدیک اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہبہ کرنے والا زیادہ
حقدار ہو شی موہوب کا جب تک نہ بدلا پاوے اوسکا **ف** روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے اور
روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کہا ابن عمرؓ سے **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک رجوع کرنا ہبہ مین درست نہین

مگر جو باپ اپنے بیٹے کو ہبہ کرے اسلیے کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے نہ رجوع کرے ہبہ کرنے والا اپنی
ہبہ مین مگر باپ اس چیز مین جو ہبہ کرے اپنی اولاد کو **ف** روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور
ابن حبان اور حاکم نے **ص** ہم کہتے ہین کہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ دوسرون کو سزاوار نہین کہ رجوع
کرین البتہ باپ کو کہ وہ وقت احتیاج کے اپنی اولاد کے مال کا مالک ہوجاتا ہے **ف** یعنی یہ ممانعت جو حدیث
شافعی مین مروی ہے محمول ہے اوپر کراہت رجوع کے اور شک نہین اوسمین کہ پھرنا ہبہ سے ہمارے نزدیک یا
مکروہ تحریمی ہے برقول اصح یا مکروہ تنزیہی ہے برقول ضعیف اسلیے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے پھرنے والا
اپنی ہبہ مین جیسے کتا کہ قی کرتا ہے پھر آتا ہے اپنی قی کی طرف روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابن عباسؓ سے درمختار
وطحطاوی لیکن رجوع کے سات موانع ہین جو دمع خزقہ مین مجتمع ہین سات امر مانع ہین رجوع فی الہبہ کے امام نسفی
نے تسہیل ضبط کے واسطے اون موانع کی طرف اشارہ ان سات حرفون مین کردیا ہے یعنی اس عبارت کے یہ ہین
کہ آنسو نے زخمی کرڈالا اوسکو خرق بمعنی طعن ہے تو گویا آنسو کو برچھی کے ساتھ مشابہت دی کذا فی الطحطاوی
ص منع کرتی ہے رجوع کرنے ہبہ سے زیادتی تو دال سے مراد زیادت ہے **ف** جو نفس شی موہوب مین ہووے
اور اوسکے سبب سے قیمت شی موہوب کی بڑھ جاوے اور **ص** متصل ہووے شی موہوب سے **ف**
یعنی جدا ہونا اوس زیادت کا شی موہوب سے ممکن نہووے زیادت کی قید اسواسطے لگائی کہ نقصان موہوب
چنانچہ حاملہ ہونا لونڈی کا اور کاٹ ڈالنا کپڑے کا مانع رجوع نہین اور نفس شی موہوب کی قید سے وہ زیادت نکل
گئی جو صرف نرخ مین ہووے مثلاً بعد ہبہ کے شی موہوب کا نرخ بڑھ جاوے تو یہ زیادتی مانع رجوع نہین اور زیادت
قیمت کی قید سے وہ زیادتی نکل گئی جو نقصان قیمت کی موجب ہے جیسے طول فاحش غلام لونڈی کے قامت کا
کہ یہ بھی مانع رجوع نہین **ص** جیسے عمارت بنانا اور درخت کا جمانا **ف** کہ ایک شخص نے خالی زمین ہبہ کی
بعد اوسکے موہوب لہ نے اوسمین عمارت بنائی یا درخت جمائے جس سے زمین کی قیمت بڑھ گئی تو اب واہب کو
رجوع جائز نہوگا فتاوای عالمگیری مین کافی سے منقول ہے کہ اگر خالی زمین ہبہ کی سو موہوب لہ نے ایک کنارے پر
کھجور جمالے یا عمارت بنائی اور یہ عمارت بنانا اور کھجور جمانا زمین کی زیادت ٹھہری تو واہب کو ہبہ پھیر لینا جائز
نہین نہ کل زمین مین نہ بعض زمین مین اور اگر یہ زیادت مین معدود نہو یا نقصان مین شمار ہو تو مانع رجوع نہین تو
اگر دکان نہایت چھوٹی بناوے تو یہ ہرگز زیادت نہوگی تو اوسکا کچھ اعتبار نہین اور اگر زمین عظیم یعنی طویل اور
عریض ہو تو عمارت مذکورہ تمام زمین کی زیادت نہوگی بلکہ اوسکے ایک قطعہ کی زیادت ٹھہریگی تو واہب کو وہ
قطعہ چھوڑ کے دوسرے قطعہ مین رجوع جائز ہوگا انتہی غایۃ الاوطار **ص** اور فربہی یعنی موٹا ہوجانا شی موہوب
کا **ف** اور اسی طرح خوبصورتی اور دوغنت اور رنگ اور شوب چڑھنا کپڑے پر یعنی دھلوائی جس سے قیمت
بڑھ جاوے اور جوان ہونا صغیر کا اور شنوا ہونا بہرے کا اور دیکھنا اندھے کا اور مسلمان ہونا غلام کا اور معالجہ ہونا اوسکا

اور معاف ہو جانا جنایت کا اور تعلیم قرآن کی یا کتابت کی یا قرابت کی اور لکھنے اعراب مصحف کی اور نقل متاع
ایک شہر سے دوسرے شہر کو جہاں اوسکی قیمت زیادہ ہو جاوے در مختار **ص** نہ وہ زیادتی جو جدا ہووے
شی موہوب سے **ف** کہ وہ مانع رجوع نہیں **ص** جیسے بچہ ہونا شی موہوب کا **ف** اور پھل درخت
کا تو اس صورت میں واہب اصل شی کو پھیر لیوے نہ زیادت کو در مختار **ص** اور میم سے مراد ہے مرجانا واہب کا
یا موہوب لہ کا **ف** بعد قبض کے کہ پھر اختیار رجوع کا باقی نہیں رہتا اور جو قبل تسلیم کے کوئی مرگیا تو عقد ہبہ
باطل ہو جاویگا در مختار **ص** اور عین سے مراد عوض ہے جو ہبہ کے بدلے میں موہوب لہ نے واہب کو دیا ہووے
بشرطیکہ اوس عوض کی اضافت طرف ہبہ کے کی ہو **ف** مثلاً موہوب لہ نے واہب سے کہا کہ لے اپنے ہبہ کا
عوض یا اوسکا بدلہ یا اپنے ہبہ کا مقابل لے یا مانند اس کلام کے اور کوئی لفظ بولا جس سے واہب کو معلوم ہو جاوے
کہ یہ اوسکے ہبہ کا عوض ہے اور واہب نے اوسپر قبضہ کیا تو اب حق رجوع ساقط ہو جاویگا اسواسطے کہ ہبہ بالعوض
انتہا میں بیع ہے **ص** اور اگر کوئی شخص اجنبی موہوب لہ کی طرف سے واہب کو عوض اوسکے ہبہ کا دیوے یہ کہکر
کہ لے تو اپنی ہبہ کا عوض اور واہب اوسکو لے لیوے تو بھی حق رجوع ساقط ہو جاویگا اور اگر عوض ہبہ کی اضافت
طرف ہبہ کے نہ کی **ف** یعنی کوئی ایسا لفظ نہ کہا جس سے واہب کو معلوم ہو جاتا کہ یہ میری ہبہ کا عوض ہے **ص**
تو ہر ایک واہب اور موہوب لہ اپنی اپنی چیز کو پھیر سکتا ہے اور خے سے مراد یہ ہے کہ وہ شی موہوب ملک سے موہوب لہ
کی خارج ہو جاوے **ف** مثلاً موہوب لہ اوس شی کو فروخت کر ڈالے یا کسی اور کو ہبہ کر دیوے تو اگر موہوب لہ
اپنے موہوب لہ سے بعد ہبہ کے اوس شی کو پھیر لیوے تو واہب اول بھی پھیر سکتا ہے اور مس سے اسی طرح اگر موہوب لہ
نے نصف شی موہوب فروخت کر ڈالی تو نصف باقی میں واہب رجوع کر سکتا ہے در مختار **ص** اور زائے معجمہ
سے مراد زوجیت ہے وقت ہبہ کے **ف** یعنی جسوقت ہبہ ہوئی ہے اوسوقت واہب اور موہوب لہ میں علاقہ زوجیت
ہونا مثلاً خاوند جورو کو کوئی شی ہبہ کرے یا جورو خاوند کو اور وقت ہبہ کی قید اسواسطے لگائی کہ **ص** اگر ہبہ کیا
ایک عورت کو اور بعد ہبہ کے اوس سے نکاح کیا تو رجوع کر سکتا ہے **ف** اسلیے کہ وقت ہبہ کے زوجیت نہ تھی **ص**
اور اگر ہبہ کیا اپنی زوجہ کو اور بعد ہبہ کے اوس عورت کو جدا کر دیا تو پھیر لینا شی موہوب کا جائز نہیں **ف** اسلیے کہ وقت
ہبہ کے علاقہ زوجیت موجود تھا یہی دو صورتیں ہیں اگر جورو خاوند کو ہبہ کرے اوسمیں بھی یہی حکم ہے **ص** اور قاف
سے مراد قرابت محرمیت ہے **ف** یعنی ایسی قرابت جس سے نکاح حرام ہو جاوے تو اگر فقط قرابت ہو محرمیت نہو
جیسے چچا یا خالہ یا ماموں کی اولاد یا محرمیت ہو قرابت نہو جیسے محرم رضاعی تو رجوع ہبہ جائز ہے **ص** اور ہا رے سے
مراد ہلاک ہونا شی موہوب کا ہے **ف** ہلاک سے تلف ہو جانا اوس شی کی ذات کا یا اوسکے عامہ منافع کا مراد ہے جو بعد
باقی رہنے ملک موہوب لہ کے تو خروج عن الملک کے لینے کے بعد یہ مانع زائد ہوگا **ص** اگر عوض دینے کے بعد
آدھا موہوب کسی اور کا نکلا تو موہوب لہ نصف عوض اپنا پھیر لیوے اور اگر عوض میں آدھا کسی اور کا نکلا تو واہب
یہ نہیں کر سکتا کہ آدھا موہوب واپس لے لیوے بلکہ خواہ وہ آدھا عوض جو اوسکے پاس باقی ہے موہوب لہ کو پھیر کر اپنا

کل موہوب واپس لے لیوے یا اوسی آدھے عوض پر قناعت کرے **ف** اور امام زفر کے نزدیک اس صورت مین آدھا موہوب پھیر سکتا ہی باعتبار عوض کے اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی **ص** اگر موہوب لہ نے آدھے موہوب کا عوض دیا تو واہب نصف موہوب جسکا عوض نہین پونہچا پھیر لے سکتا ہی اور جو موہوب لہ نے نصف موہوب کو فروخت کر ڈالا تو واہب نصف باقی مین رجوع کر سکتا ہی اسی طرح واہب کو اختیار ہی کہ نصف موہوب پھیر لیوے اگرچہ موہوب لہ نے اوسمین سے کچھ بھی فروخت نہ کیا ہووے **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین واہب کو کل پھیر لینے کا اختیار ہی تو نصف کو بطریق اولی پھیر لے سکیگا **ص** اور صحیح نہین رجوع یعنی ہبہ کا پھیر لینا مگر دونون کی رضامندی یا قاضی کے حکم سے **ف** اسلیے کہ رجوع فی الہبہ مین اختلاف ہی مجتہدین کا تو بغیر رضامندی واہب اور موہوب لہ یا حکم قاضی کے رجوع صحیح نہوگا **ص** پس اگر موہوب کو آزاد کر دیا موہوب لہ نے بعد رجوع واہب کے قبل حکم قاضی کے تو یہ آزادی صحیح ہوجاویگی اور اگر موہوب لہ نے موہوب کو روک رکھا واہب سے بعد رجوع کے لیکن ابھی قاضی نے حکم نہین کیا تھا رجوع کا اور موہوب تلف ہوگیا موہوب لہ کے پاس تو موہوب لہ ضامن نہوگا اسیطرح اگر تلف ہوگیا موہوب لہ پاس بعد حکم قاضی کے بھی اسواسطے کہ قبضہ موہوب لہ کا قبضہ ضمان نہین ہی البتہ جب بعد حکم قاضی کے موہوب لہ موہوب کو روک رکھے یعنی باوصف طلب واہب نہ دیوے تو تاوان اوسپر لازم ہوگا بشرطیکہ قادر ہو تسلیم پر **ص** اور ہبہ مین جب رجوع قضاے قاضی سے ہوجاوے یا بہ تراضی طرفین تو یہ فسخ ہوگا اصل ہبہ کا نہ ہبۂ جدید موہوب لہ کی طرف سے واسطے واہب کے اسیواسطے قبضہ واہب کا رجوع مین شرط نہین **ف** اور اگر موہوب لہ واہب کو ہبہ کرے قبل قضا یا رضا کے اور وہ قبول کرے تو مالک نہوگا بدون قبض کے اور جب کہ قبض کریگا تو بمنزلہ رجوع کے ہوگا قضا یا رضا سے اور موہوب لہ کو اوسمین رجوع کرنا جائز نہوگا کذا فی الطحطاوی عن البدائع

ص اور صحیح ہی رجوع مشاع مین **ف** یعنی ہبہ مشاع اگرچہ صحیح نہین لیکن رجوع فی الہبہ مشاع مین درست ہی اسلیے کہ رجوع فسخ ہی اصل ہبہ کا نہ ہبۂ ثانی صورت اوسکی یہ ہی کہ ایک شخص نے ایک گھر دو شخصون کو ہبہ کیا اب ایک کے حصے مین رجوع کرے **ص** اگر موہوب موہوب لہ پاس تلف ہوگیا بعد اوسکے معلوم ہوا کہ وہ موہوب ایک شخص ثالث کا تھا اور موہوب لہ نے اوسکا ضمان مالک کو دیا تو موہوب لہ واہب سے وہ تاوان پھر نہین سکتا اسواسطے کہ ہبہ احسان کا عقد ہی نہ معاوضے کا تو اوسمین سلامت موہوب کا استحقاق نہین ہبہ کرنا عوض لینے کی شرط پر **ف** اسکو عربی مین ہبہ بشرط العوض کہتے ہین مثلاً یون کہا کہ مین ہبہ کرتا ہون تجکو یہ غلام اس شرط پر کہ تو اسکے بدلے مجکو وہ غلام ہبہ کرے اور شرط ہی اسمین کہ عوض معین ہووے اور اگر عوض مجہول ہوگا تو یہ ہبہ ہبہ ہوگا ابتدا اور انتہا مین **ص** ابتدا مین ہبہ ہی تو شرط ہوگا کہ واہب اور موہوب لہ دونون قابض ہوجاوین بدلین پر مجلس عقد مین اور باطل ہوگا شیوع سے **ف** جب موہوب قابل قسمت کے ہووے **ص** اور انتہا مین یہ ہبہ بیع ہی پس پھر سکتا ہی بسبب عیب کے اور خیار الرویت سے اور ثابت ہوگا اوسمین حق شفعہ شفیع کو ہمارے نزدیک اور امام زفرؒ اور شافعیؒ کے نزدیک یہ ہبہ بیع ہی ابتدا اور انتہا دونون مین **ف** اور دلیل ہماری و اونکی مذکور ہی ہدایہ و اصل کتاب مین

ص فصل مسائل متفرقہ مین ہبہ کے

فہرست جلد سوم نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ

تمت